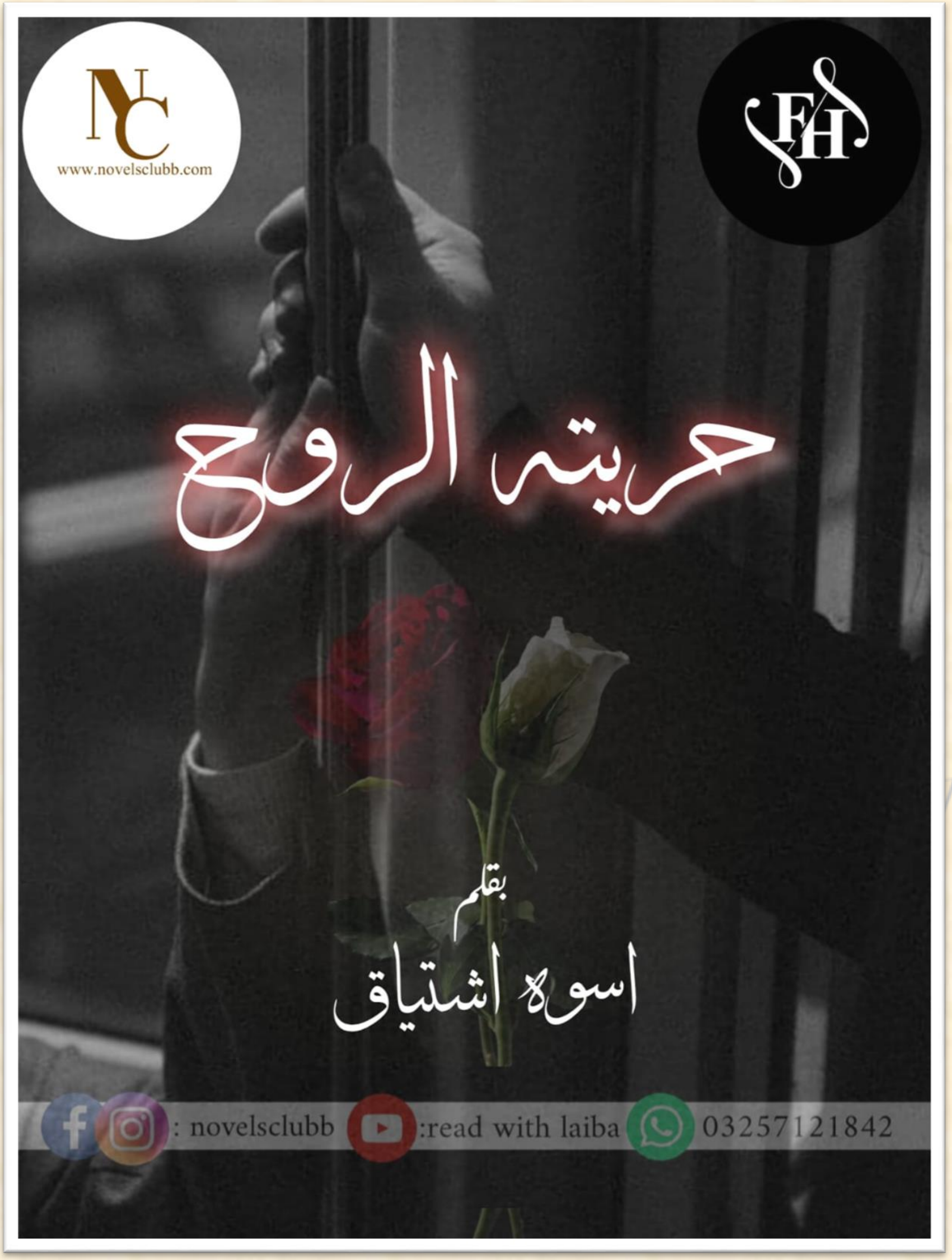
www.novelsclubb.com
حریتہ الروح
بقلم
اسوہ اشتیاق
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

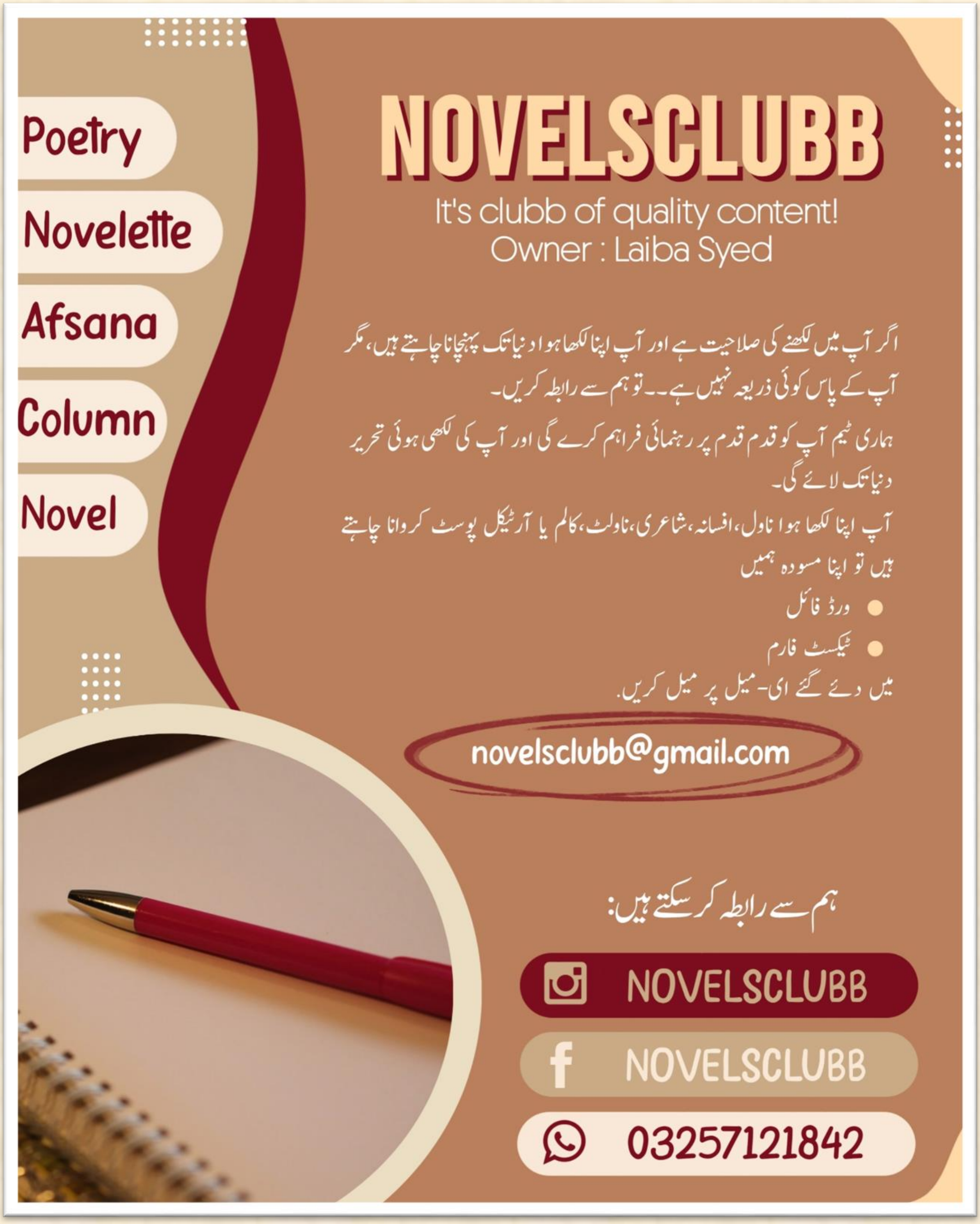

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

حریتہ الروح

از قلم

اسوہ اشتیاق

ناول "حریتہ الروح" کے تمام جملہ حق لکھاری "اسوہ اشتیاق" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

انتساب

ہر اس انسان کے لیے جو خود کو پہچاننا چاہتا ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پیش لفظ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

شروع کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم دل ہے۔

میرا نام اُسوہ اشتیاق ہے، میں نے "حریتہ الروح" لکھنا شروع کیا جب میں سولہ سال کی تھی۔ آدھا ناول میں نے سولہ سال کی عمر میں تحریر کیا اور پھر باقی آدھا سترہ سال کی عمر میں مکمل کیا۔

یہ میرا پہلا ناول ہے، اور مجھے نہیں معلوم کہ اس کے بعد میں دوبارہ لکھ سکوں گی یا نہیں۔

"حریتہ الروح" میرے دل کے بہت قریب ہے، اور ہمیشہ رہے گا۔

میں نے چھ مہینے پہلے ایک ناول لکھنے کا آغاز کیا، جو مکمل نہ ہو سکا۔ پھر میں نے ایک اور ناول پر کام کرنا شروع کیا، لیکن اس میں بھی کامیابی حاصل نہ کر سکی۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو وقت دیا اور بہت سوچا کہ میرا ذہن کس قسم کی کہانی پر مرکوز ہے، تو مجھے احساس ہوا کہ مجھے 90s پر لکھنا چاہیے۔

یہ کہانی لکھتے ہوئے مجھے بے حد خوشی محسوس ہوئی، اکثر میں لکھتے ہوئے رُک جاتی تھی، یہ ایک مشکل کام بن جاتا تھا، مگر پھر اللہ کے انعام سے میں نے اپنا پہلا ناول "حریتہ الروح" مکمل کر لیا۔

میں بے حد شکر گزار ہوں سب سے پہلے اللہ کا، جس نے مجھے لکھنے کی جرأت عطا کی۔ پھر میں اپنے والدین کی بھی شکر گزار ہوں، ہر چیز کے لیے۔ اور میری بہن، افراء اشتیاق، جس نے اس ناول کو لکھنے میں میری بہت مدد کی۔

میں آدھا ناول لکھ چکی تھی، پھر جا کر میں نے اپنی کچھ دوستوں کو بتایا۔ میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں شاہ زین کی، جو کہ میری تیرا سال سے دوست ہے، اس نے مجھے ہمت دی۔

میں اپنی عزیز دوست، مُسفِرہ شیخ کا دل سے شکریہ ادا کرنا چاہوں گی، جس نے سب سے پہلے میرا ناول پڑھا، اس کی پروف ریڈنگ کی، اور میری مدد کی۔ اللہ اُسے کامیابی عطا فرمائے، آمین۔

Clubb of Quality Content

اور باقی میری ہر دوست، ہر آنلائن دوست، نام لکھنے بیٹھوں گی تو کوئی نہ کوئی رہ جائے گا، اس لیے یہ ناول میری ہر دوست کے نام، آپ سب کی بے حد شکر گزار ہوں۔ مجھے امید ہے آپ لوگوں کو میرا پہلا ناول پسند آئے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہ جو زندگی کی کتاب ہے
یہ کتاب بھی کیا کتاب ہے

کہیں اک حسین خواب ہے
کہیں جان لیوا عذاب ہے

کبھی کھولیا، کبھی پالیا،
کبھی رولیا، کبھی گالیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کہیں رحمتوں کی ہیں بارشیں،
کہیں تشنگی بے حساب ہے

کہیں چھاؤں ہے، کہیں دھوپ ہے
کہیں اور ہی کوئی روپ ہے

کہیں چین لیتی ہے ہر خوشی،

کہیں مہرباں بے حساب ہے

یہ جو زندگی کی کتاب ہے،

یہ کتاب بھی کیا کتاب ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

۱۹۹۰(حال)

"رخسانہ ناشتہ کر کے جانا، میں نے تمہارے لیے ساگ اور مکئی کی روٹی بنائی ہے"، گلِ زہرہ نے اپنی بہن کی عجلت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی جی آپا میں آرہی ہوں، کھانے کے بغیر تو ویسے بھی مجھ سے پڑھائی کہاں ہوتی ہے، اور آج تو تم نے میرا پسندیدہ ناشتہ تیار کیا ہے، آپا میں تمہاری بہت شکر گزار ہوں، اللہ تمھے دنیا کی ہر خوشی نصیب فرمائے آمین"، رخسانہ کے لہجے میں اپنی بہن کے لیے محبت ہی محبت تھی، ہر ایک جملے میں اس کی محبت کی جھلک تھی۔

"آپا شبانہ باجی کل کہہ رہیں تھیں، رخسانہ تم بہت قابل بچی ہو، بہت آگے جاؤ گی، اور مجھے بہت دعائیں بھی دیں کہ اللہ تمھے بہت کامیاب کریگا، آپا میں خود بھی بہت محنت کرونگی، تم دیکھنا اور بہت آگے جاونگی انشااللہ"۔

"انشااللہ میری گڑیہ"، گلِ زہرا نے چائے کا کپ ایک جگہ رکھ کر رخسانہ کے سر پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، اسے دیکھ کر گلِ زہرا کا دل فخر سے بھر گیا، آنکھوں میں نمی آگئی، جیسے خوشی کے آنسو کسی لمحے بھی بہنے کو تیار ہوں۔ رخسانہ کی تعلیم حاصل کرنے کی خوشخبری نے ان کے دل کو ایک نئی روشنی سے بھر دیا تھا۔ یہ احساس کہ اس کی بہن بہتر مستقبل کی جانب قدم بڑھا رہی ہے گلِ زہرا کے دل میں نئی اُمید جگمگا دیتا تھا۔

"اچھا آپّا، میں چلتی ہوں، کالج کا وقت ہونے والا ہے۔" وہ جلدی جلدی ناشتہ کر کے اٹھتے ہوئے بولی، "تم بھی اچھے سے کھانا کھا لینا، آپّا۔" اور جاتے جاتے اس کی پیشانی چوم کر کالج کی طرف روانہ ہو گئی۔

یہ وقت ہے ۱۹۹۰ کا، سماہنی آزاد کشمیر، پاکستان کا ایک چھوٹا اور الگ تھلگ گاؤں ہے، جو خوبصورت پہاڑوں اور قدرتی مناظر سے گھرا ہوّا ہے۔

یہ گاؤں سر سبز پہاڑوں اور نیلے آسمان کے درمیان واقع ہے، وہاں کی ہوا میں تازگی اور پھولوں کی خوشبو رچی بسی ہوئی ہے، کھیتوں میں کھڑی گندم اور مکئی کی فصلیں، اور درختوں پر لٹکتے ہوئے پھل، اس گاؤں کی زرخیزی کی گواہی دے رہے ہیں۔ گاؤں میں مٹی کی سڑکیں، چند چھوٹی دکانیں اور گنے چنے اسکول ہیں لیکن یہ گاؤں اپنی سادگی کے لیے مشہور ہے۔

گاؤں کی مٹی کی خوشبو میں ایک ایسی لطافت ہے جو دل کی گہرائیوں تک اتر جاتی ہے۔ لوگوں سے رابطوں کے لیے نیٹورک محدود تھے، چند لینڈ لائن فونز موجود تھے، خبریں اور معلومات

عام طور پر زبانی، ریڈیو، یا اخبار کے ذریعے پھیلتی تھیں۔ بہت سے گھروں میں اعلیٰ تعلیم کے بارے میں معلومات کی کمی تھی، جس کی وجہ سے وہ بہتر تعلیمی مواقع سے محروم تھے۔

یوں بھی اس زمانے میں اکثر والدین اولادوں کی جلد شادیوں کے حق میں ہوتے تھے۔ کچھ اسکول اور کالج تو تھے، لیکن ان کی بنیادی سہولیات میں کمی کی وجہ سے طلباء کو معیاری تعلیم حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑھتا تھا۔ قدرتی ماحول ممکنہ طور پر بے مثال تھا، جس میں سر سبز جنگلات، صاف دریا موجود تھے۔

رخسانہ ۲۳ سال کی ایک حسین، ذہین لڑکی تھی۔ اس کی بڑی، گہری آنکھوں میں ایک دنیا بسی ہوئی تھی، جو اس کی معصومیت کو ظاہر کرتیں تھیں۔ تعلیم کے شوق کی بنا پر رخسانہ ہر روز صبح سویرے اپنے لمبے گھنے بالوں کو خوبصورت پراندے میں باندھ کر، خود کو چادر میں ڈھانپ کر کالج جانے کے لیے گھر سے نکل پڑتی تھی۔

کالج گھر سے زیادہ دور نہ تھا۔ گاؤں کی پگڈنڈیوں پر چلتے ہوئے، اس کی آنکھوں میں علم کی روشنی اور آگے بڑھنے کا جذبہ ہوتا۔

گلِ زہرا اکثر کہا کرتی تھی، ”رخ چادر میں تمھارا چہرہ بہت شفاف اور پیارا لگتا ہے، ہمیشہ ایسی ہی رہنا بہت پیاری لگتی ہے میری رخ“، اور رخسانہ بہن کی بات سن کر خوشی سے چہکتی۔

ہر روز کی طرح آج بھی وہ اپنی عادت کے مطابق آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔

رخسانہ نظریں زمین پر مرکوز کیے ہوئے اپنے دن کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اچانک کسی خیال کے تحت چہرہ اٹھایا تو سامنے سے تیز رفتار سائیکل چلاتا ہوا ایک شخص آ رہا تھا. لمحوں ہی لمحوں میں رخسانہ اس سے ٹکرا گئی. یہ تصادم اتنی تیزی سے ہوا کہ وہ خود کو سنبھال نہ پائی. جھٹکے کی وجہ سے اس کی چادر سرک کر کندھوں تک آ گئی تھی. رخسانہ نے فوراً اسے سنبھالنے کی کوشش کی۔اس کی نگاہیں بے اختیار ان کتابوں پر گئیں جو چاروں طرف پھیل گئی تھیں.

وہ آہستہ سے زمین سے اٹھی پھر اپنی چادر سنبھالتے ہوئے اس شخص کو گھورا۔

"ارے دیکھ کر سائیکل نہیں چلا سکتے کیا آپ؟"اس نے شدید غصے میں سامنے والے کو سنانا چاہا.

"میں معذرت چاہتا ہوں" سامنے والا برق رفتاری سے زمین سے اٹھا اور کتابیں سمیٹنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دونوں کی نظریں ایک لمحے کے لیے آپس میں ٹکرائیں تو اس شخص نے فوراً اپنی نگاہیں جھکا لیں. رخسانہ کا دل بہت تیز رفتار سے دھڑک رہا تھا. ذہن کسی بھی چیز کو سمجھنے سے قاصر تھا جیسے وقت تھم سا گیا ہو۔

"آپ کو گاؤں میں پہلے کبھی نہیں دیکھا"؟ وہ لڑکا گاؤں کے کسی عام لڑکے جیسا نہیں لگ رہا تھا. اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی جو اسے دوسروں سے مختلف بناتی تھی.

"جی میرا نام اشفاق ہے۔ میں نور بانو کا بیٹا ہوں. یہ سامنے والے گھر میں رہتے ہیں" اس نے یوں ہی نظریں جھکائے پگڈنڈی کی دوسری طرف اشارہ کیا. نظریں تو رخسانہ کی بھی نیچے تھیں.

"وہ... کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں؟" اشفاق کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے.

"جی؟" رخسانہ نے بے ساختہ کہا. وہ خود کو کافی حد تک سنبھال چکی تھی.

"آپ یہاں گاؤں میں ہی پڑھتی ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ گاؤں کے زیادہ تر لوگ تو تعلیم حاصل نہیں کرتے اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے گاؤں والے تو تعلیم حاصل کرنے کے سخت خلاف ہیں" اس کی آواز میں حیرانی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دنیا بہت آگے نکل چکی ہے اشفاق صاحب اور میں گاؤں والوں کی وجہ سے اپنا مستقبل خراب نہیں کرنا چاہتی" رخسانہ نے اپنے لہجے میں پختگی اور عزم کے ساتھ کہا۔

اشفاق کو پتا نہیں کیوں مگر رخسانہ کے منہ سے اپنا نام سن کر ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی تھی۔اس کی سادگی نے اسے پہلی نظر میں ہی جیت لیا تھا۔

"پھر تو آپ بہت خوش قسمت ہیں ورنہ پہلے تو یہاں تعلیم کے نام پر قتل ہو جایا کرتے تھے" اشفاق نے سنجیدگی سے کہا، "خیر آپ جائیں آپ کو دیر ہو رہی ہو گی۔اللہ آپ کو کامیاب کرے۔"

رخسانہ نے اشفاق کی آنکھوں کو نم ہوتا محسوس کیا.رخسانہ نے مختصر الفاظ میں "اللہ حافظ" کہا اور اپنے راستے پر چل پڑی۔

"اشفاق پُتر کتھے گیا سی"؟(اشفاق بیٹا کدھر گیا تھا)

نور بانو نے اپنے بیٹے کو گھر کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔

"امّاں جی، میں یہاں ہی تھا، بس گاؤں کا ایک دورہ کرنے گیا تھا۔ سب کچھ واقعی مزید خوبصورت ہو گیا ہے"۔ اشفاق کو گاؤں بہت پسند آیا تھا۔

"اشفاق بیٹا، تیری نوکری دا کی ہویا؟ تُو نے تے مینوں دسے آسی کہ تیری نوکری لگ گئی اے؟ کب جانا اے شہر"؟

(اشفاق بیٹا تیری نوکری کا کیا ہوا؟ تو نے تو مجھے بتایا تھا کہ تیری نوکری لگ گئی ہے؟ کب جانا ہے شہر؟)

نور بانو باورچی خانہ میں کھڑی اپنے لیے چائے بنا رہیں تھیں۔

"ماں جی، میں ابھی کچھ وقت آپ کے ساتھ گزاروں گا۔ ہم دونوں ماں بیٹا بہت سکون سے رہیں گے۔ میں نے آپ کو بہت یاد کیا تھا، ماں، لیکن میں اب آپ کو چھوڑ کر دوبارہ شہر نہیں جانا چاہتا۔ وہاں میں اکیلا ہوں، جبکہ یہاں آپ ہیں۔ یا پھر آپ بھی میرے ساتھ چلو اور یہاں رہنے کی ضد چھوڑ دو"۔

اشفاق کو بہت تکلیف ہوئی تھی جب اسے اپنے والد کی وفات کے کچھ عرصے بعد اپنی ماں کو چھوڑ کر تعلیم حاصل کرنے کے لیے دوسرے شہر جانا پڑا تھا۔

"نہیں پُتر، تیرے ابا کہندے سن، نور میرے جانے توں بعد میرے گھر دا، میرے گاؤں دا، تے اپنا بہت خیال رکھنا"۔

(نہیں بیٹا تیرے ابّا کہتے تھے، نور میرے جانے کے بعد میرے گھر کا، میرے گاؤں کا، اور اپنا بہت خیال رکھنا)

"یہی تو اصل مسئلہ ہے امّا، آپ یہ بھول گئیں ہیں کہ نور بانو کو اپنی ذات کا بھی خیال رکھنا ہے۔ اس کی زندگی میں صرف بیٹے کی کامیابی نہیں، بلکہ اپنی خوشیوں اور صحت کا بھی ایک مقام ہے۔ وہ اپنی محبت اور قربانیوں میں اتنی گم ہو گئیں ہیں کہ خود کو بھول چکی ہیں"۔

نور بانو کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں، شوہر کی وفات کے بعد انہیں بہت سی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جب وہ ان یادوں کو سوچتیں، تو آج بھی ان کی آنکھیں بھر آتی تھیں۔ ان کے دل میں ایک درد تھا جو کبھی کم نہ ہوتا، ہر پل وہ اپنے شوہر کے سر کے سائے کی کمی محسوس کرتیں تھیں۔

جوان بیٹے کو اس دور میں شہر بھیجنا واقعی ایک بہت بڑی ہمت کا کام تھا، مگر نور بانو نے اپنی ساری زندگی کی جمع پونجی لگا کر یہ کام مکمل کر لیا تھا۔

"اماّں میں تمہے ایک دن بہت عظیم آدمی بن کر دکھاونگا، تمھے فخر ہو گا اپنے بیٹے پر"، اشفاق اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر ہچکیوں سے رو رہا تھا۔

یہ وہ آنسو تھے جو ہر قدم پر، ہر موڑ پر، اپنی جگہ سے نکلنے کے لیے بے چین تھے، مگر اشفاق نے کبھی ہمت نہیں ہاری تھی۔ اس کی عزم و ہمت کی بدولت ہی آج وہ علم کی روشنی کے ساتھ اپنے گاؤں واپس لوٹا تھا۔ مشکل حالات کا سامنا کرنا واقعی مشکل ہوتا ہے۔ مگر جب آپ ان کا سامنا کرتے ہیں اور محنت سے ان پر قابو پاتے ہیں، تو اس کے بعد جو کامیابی آپ کو ملتی ہے، وہ یقیناً سب سے بہتر ہوتی ہے۔ یہ سفر ہی آپ کو سچائی کا احساس دلاتا ہے کہ محنت کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے، اور اس کے بعد کی خوشی بے حد قیمتی ہوتی ہے۔

اشفاق کی محنت اور استقامت نے ثابت کر دیا تھا کہ خواب حقیقت بن سکتے ہیں، بس ضرورت ہے تو خود پر یقین رکھنے کی, آواز اٹھانے کی اور آج وہ اپنے گاؤں میں ایک نئ امید کی کرن بن کر لوٹا تھا۔

نور بانو اپنے بیٹے کو سسکتا ہوّا دیکھ کر آہستگی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں جس سے وہ یکدم ہی پُر سکون ہو چکا تھا۔

"چل اٹھ جا پُتر باہر سردی ہے اندر چل کر چائے پیتے ہیں"، نور بیگم آسودگی سے مسکرائیں اور اپنے پیارے سے بیٹے کو لے کر کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

اشفاق ۲۵ سال کا خوبرو نوجوان تھا، جس کی آنکھیں شہد کی مانند چمکتی تھیں، جیسے کوئی خوابیدہ راز چھپائے ہوئے ہو۔ اسکے بال بہت نرم و ملائم اور خوبصورت تھے۔ اس کا قد کاٹھ بھی دلکش تھا۔ مگر اس کی سب سے خاص بات اس کی چلن تھی، جو اسے دوسروں سے مختلف بناتی تھی۔ اس کی ہر حرکت میں ایک خاص نرمی اور اعتماد تھا، جو اس کی شخصیت کو مزید دلکش بناتا تھا۔ اور اس کی مسکراہٹ میں ایک ایسی کشش تھی جو ہر دل کو اپنی جانب کھینچ لاتی تھی۔

اشفاق اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اشفاق کے والد اس کی نوعمری میں ہی وفات پا گئے تھے۔

اشفاق بچپن سے ہی ذہین اور فطین بچہ تھا، پڑھائی کا شوق اس کے دل میں بچپن سے ہی موجود تھا۔ اپنے شوق اور اپنی ماں کی حوصلہ افزائی کی بدولت آج وہ ایک کامیاب اور قابل انسان بن چکا تھا۔

رخسانہ روز اپنے کالج کے سامنے کھڑی ہو کر چند پل یونہی مسکراتی تھی، کیونکہ اس کا خواب حقیقت بن رہا تھا، خوشی کیسے نہ ہوتی، کتنا سب کچھ برداشت کر کے آج وہ اس مقام پر پہنچی تھی۔

وہ سکون کا سانس لے کر اپنے کالج میں داخل ہوئی، اسکی جماعت شروع ہونے میں کچھ وقت باقی تھا۔

"اسلام وعلیکم، کیا میں آپکے پاس بیٹھ سکتی ہوں"؟ ایک لڑکی سامنے سے چلتی ہوئی رخسانہ کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔ اس کے کاندھے پر ایک بستہ لٹک رہا تھا، اور اس کے لمبے بالوں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی چوٹی بڑی مہارت سے بنائی گئی تھی۔ چہرے کے گرد لپٹا ہوا سکارف اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔

"وعلیکم اسلام، جی تشریف رکھیں"۔ رخسانہ کو اس کا لہجہ بہت پسند آیا تھا۔

"میرا نام اسماء ہے، میں یہیں گاؤں میں رہتی ہوں۔ مجھے پڑھائی کا بڑا شوق ہے، واقعی مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا کہ میں آج کالج آئی ہوں"۔

"معذرت، میں جب سے بول رہی ہوں، آپ اپنا تعارف کروائیں، آپ کا نام کیا ہے؟ آپ کیسی ہیں؟ آپ کی عمر کیا ہے"؟ اسماء نے اپنی ہم عمر لڑکی کو دیکھ کر خوشی محسوس کی۔

"رک جاؤ، لڑکی، تھوڑا صبر کرو، اتنی جلدی کیا ہے سب کچھ جاننے کی"؟ رخسانہ کا قہقہ بے ساختہ تھا، اس کو سامنے بیٹھی لڑکی بہت پسند آئی، کتنی معصومیت سے وہ اس سے سوال کر رہی تھی۔

اسماء رخسانہ کے بلاوجہ ہنسنے پر پریشان ہو گئی تھی۔

"ارے پیاری اسماء، تم کتنی معصوم ہو! میں تم پر نہیں ہنس رہی، میں تو تمہاری معصومیت اور اشتیاق کو دیکھ کر مسکرا رہی ہوں۔ اچھا، چھوڑو، پریشان نہ ہو، میرا نام رخسانہ ہے، میں بالکل ٹھیک ہوں، اور میری عمر ۲۳ سال ہے، اب خوش؟ اگر تمہیں کچھ اور پوچھنا ہے تو بلا جھجک

پوچھ سکتی ہو"۔رخسانہ مسلسل مسکراتے ہوئے جواب دے رہی تھی،اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اب اسے اسماء کے ساتھ بہت مزہ آنے والا ہے۔

رخسانہ نے کہا،"جماعت شروع ہو چکی ہے، چلو چلیں!"اور یوں وہ دونوں خوشی خوشی اندر چلی گئیں۔

تقریباً تین بجے کے قریب رخسانہ کالج سے گھر لوٹی تھی۔

"السلام و علیکم آپا، آپ کیسی ہیں"؟

"میں بالکل ٹھیک ہوں، تم سناؤ؟ آج کا دن کیسا گزرا"؟

گلِ زہرہ شام کا کھانا تیار کر رہی تھی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں آپا، آج کا دن اچھا گزرا، کافی پڑھائی کی"۔

ماشااللہ، تمہیں سب کچھ سمجھ آرہا ہے؟ اگر تمہیں کسی چیز میں مشکل پیش آئے تو بلا جھجک مجھ سے مدد لے لینا"۔گلِ زہرہ محبت سے بولی۔

"جی آپا، اگر میں تم سے نہیں پوچھوں گی تو کس سے پوچھوں گی، تم بے فکر رہو"۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چلو، تم جاؤ، منہ ہاتھ دھو کر آؤ، میں کھانا تیار کرتی ہوں، تمہیں بھوک لگی ہوگی"۔

رخسانہ محبت سے گلِ زہرہ کی طرف دیکھتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

گلِ زہرہ شادی شدہ تھی، جو کہ کچھ عرصے سے اپنے مرحوم والدین کے گھر مقیم ہیں۔ شوہر کام کے سلسلے میں شہر رہتا ہے، چونکہ محبت کی شادی تھی جسکی وجہ سے آج تک وہ ساتھ تھے، مگر جب شوہر گھر سے دور ہو تو دل کو چین نہیں ملا کرتا، وہ دن رات اپنے شوہر کے لیے دعائیں کرتی تھیں، اکثر پی ٹی سی ایل سے حال احوال بھی پوچھا جاتا، گلِ زہرہ ایک بہت مضبوط، اور ہمت والی لڑکی تھی اور آج وہ جس بھی مقام پر تھی اس کی وجہ اسکا اللہ اور خود پر یقین تھا۔

کھانا کھا کر گلِ زہرہ اور رخسانہ کمرے میں آگئیں۔

"آپا، کیا تمہیں امی ابو کی یاد نہیں آتی"؟

رخسانہ نے گل سے پوچھا۔

"آتی ہے"۔

"پھر جب وہ یاد آتے ہیں تو تم کیا کرتی ہو"؟

"میں صبر کرتی ہوں، رخ"۔

"کیسے آپا"؟

"صبر کرنا پڑتا ہے، رخ۔اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔اللہ پر یقین رکھو،اور اسی سے مدد مانگو۔وہ اپنے بندوں کی دعا بہت غور سے سنتا ہے"، گل نے نرمی سے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

"جی،آپا،بیشک"۔

"چلو میری جان تم سو جاؤ اب تم نے کل کالج بھی جانا ہے،اور کوشش کیا کرو اچھا اچھا سوچو ہر وقت،اور چلتے پھرتے اپنے نصیب کی دعائیں کیا کرو"۔

"جی آپا سوتی ہوں اور فکر مت کیا کرو میری اتنی، تم نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے اور میں ہمیشہ شکر گزار رہونگی"۔

"میں ہمیشہ ساتھ ہوں تمہارے"۔

ہر کسی کی زندگی میں کوئی ایسا انسان ہونا چاہیے جو ہر مشکل قدم پر آپ کو یہ یاد کرواتا ہے، "میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں،"

اور رخسانہ کے لیے وہ انسان کوئی اور نہیں بلکہ اسکی سگی بہن تھی۔

(اگلا دن)

صبح صادق کا وقت تھا، موسم میں سردی کی لہر تھی، فجر کی اذان کانوں میں رس گھول رہی تھی۔ کچھ لوگ اذان سن کر دوبارہ نیند کی آغوش میں چلے گئے تھے، جبکہ کچھ اپنے رب کی محبت میں اپنے گرم بستر سے نکل کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اشفاق نے سفید کُرتا شلوار زیب تن کیا اور اوپر ایک گرم شال اوڑھ لی، وہ بہت خوبصورت نظر آ رہا تھا۔ سر پر ٹوپی سجائے ہوئے، وہ بالکل اسی بچپن کے اشفاق کی مانند لگ رہا تھا جو اپنے والد کا ہاتھ تھام کر مسجد جایا کرتا تھا۔

"امی، میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں، آپ کنڈی لگا لیں۔" اشفاق نے دروازے سے اپنی ماں کو آواز دی اور پھر مسجد کی طرف روانہ ہو گیا۔ یوں تو گاؤں کے بیشتر لوگ فجر کے وقت بیدار ہو جایا کرتے تھے، مگر سرد موسم کی وجہ سے اکثر لوگ بستر سے نکلنے میں سستی کا مظاہرہ کرتے تھے۔

اشفاق جب گھر سے باہر نکلا تو سب کچھ بہت حسین نظر آرہا تھا۔ گاؤں میں رہنا واقعی ایک سکون کا احساس دیتا تھا؛ نہ شور و غل تھا، نہ ہی کوئی آلودگی۔ رات بھر بارش ہونے کی وجہ سے پتوں پر پانی کی بوندیں چمک رہی تھیں، جو ہریالی کو ایک خاص پر سکون اور دلکش منظر فراہم کر رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رخسانہ نے سلام پھیر کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

"میرے پیارے اللہ، میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔ آج سے کچھ سال پہلے جب مجھے کوئی روشنی نظر نہیں آرہی تھی، جب زندگی نے ایسا موڑ لیا تھا جو میرے لیے بہت مشکل تھا، مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا تھا، تو آپ ہی تھے جنہوں نے ہمت دی، حوصلہ دیا۔ غلطی میری بھی تھی، لیکن آپ نے بہت اچھے وقت پر سب کچھ میرے حق میں کر دیا تھا۔ میں آپ کی رحمتوں کے لیے بہت شکر گزار ہوں۔"

جانے کتنی دیر وہ اپنے رب سے راز و نیاز میں مصروف رہی پھر چہرے پر ہاتھ پھیر کر جاِنماز اٹھالیا، چہرے پر ایک سکون کی مسکراہٹ تھی۔

چہرے سے سکارف ہٹا کر، اس نے اپنی گرم شال کو اچھی طرح سر پر اوڑھا۔ سردی کی ہوا نے جیسے ہی اس کے چہرے کو چھوا، اس نے ایک گہری سانس لی۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے گھر کے صحن کی طرف بڑھی، جہاں پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا، اس نے مٹکے سے پانی بھرا اور لمبے لمبے گھونٹ کے ساتھ اپنی پیاس بجھائی۔ پانی کی ٹھنڈک نے اس کے اندر ایک تازگی بھر دی تھی۔

رخسانہ نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جانکھا تو دیکھا کہ سڑکیں ہلکی ہلکی گیلی تھیں۔ رات کی بارش نے مٹی کی خوشبو کو بہت تر و تازہ کر دیا تھا۔ اچانک اس کے دل میں باہر جانے کی خواہش جاگ اٹھی، اور وہ اپنے ابّا کی فصلوں کی طرف چل پڑی۔ والدین کی وفات کے بعد، جب بھی اسے ماں باپ کی یاد آتی، وہ ان کھیتوں کی طرف چلی جاتی جہاں اس کے ابو محنت کیا کرتے تھے۔ وہاں کی فضاء میں ایک خاص سکون تھا، ہر قدم پر مٹی کی خوشبو اس کے دل کو بھر ادیتی، جیسے وہ اپنے پیاروں کی آغوش میں واپس لوٹ رہی ہو۔ اسکو آج بھی وہ زیاتیاں یاد تھی مگر والدین تو پھر والدین ہی ہوتے ہیں۔

اشفاق مسجد سے نکل کر مسلسل چلتا جارہا تھا، اس کے ذہن میں بچپن کی ایک یاد گونج رہی تھی، جو اس کی کمزوری اور طاقت دونوں کا عکاس تھی۔ وہ وقت، جو اس کی زندگی میں آکر اسے مکمل طور پر بدل کر رکھ گیا تھا۔ کہاں وہ ایک چہکتے ہوئے بچے کی مانند تھا، جب بھی اشفاق کے ذہن میں وہ وقت آتا، اس کا خون کھول اٹھتا، مگر وہ خود کو مضبوط کرلیتا۔ اکثر جلد بازی کے کاموں میں نقصان خود ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

اپنے خیالات کو جھٹک کر، اشفاق اپنے گھر کی جانب بڑھتا جارہا تھا جب اچانک اس کی نظر دور کھڑی ایک لڑکی پر پڑی، جو خوشی سے اپنا پرندہ گھماتی چہک رہی تھی۔ چادر اس کے کندھوں پر تھی، وہ شاید چہل قدمی کرتے ہوئے سرک گئی تھی۔ اس کے چہرے پر بلاوجہ کی مسکراہٹ تھی، وہ کبھی ایک جگہ بھاگتی کبھی دوسری جگہ، جیسے زندگی کی ہر خوشی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہو۔

"تم کو دیکھا تو یہ خیال آیا

زندگی دھوپ تم گھنا سایہ"

اشفاق کے دل کو اس کی جانب جانے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا تھا۔اس کی معصومیت اور خوشی نے جیسے اشفاق کے دل کی گہرائیوں کو چھو لیا تھا۔وہ اس کی چہک اور سادگی میں گم ہو گیا، جیسے وہ ایک خواب کی دنیا میں چلا گیا ہو، جہاں ہر چیز خوبصورت اور روشنی سے بھرپور ہوتی ہے، دو منٹ پہلے اسکے ذہن میں کیا تھا وہ بالکل بھول چکا تھا، یاد رہ گیا تھا تو بس وہ خوبصورت منظر، اور وہ پراندہ گھماتی رخسانہ، اس لمحے نے اشفاق کے دل میں ایک نئ امید کی کرن جگا دی، جو اس کی زندگی کو ایک نئے رنگ میں رنگنے کی طاقت رکھتی تھی۔

رخسانہ اپنے آپ میں بالکل مگن تھی، اس کو کسی کی موجودگی کا کوئی احساس نہ ہوا، چند پل یونہی گزر گئے وہ اپنے اندر کا بچہ لے کر پوری فصلوں میں گھومتی، وہ دنیا جہاں کی چیزوں کو بھول کر اسے اسی سکون سے تکتا رہا۔

اشفاق کچھ لمحے وہیں کھڑا رہا، پھر ایک آخری سکون بھری نظر رخسانہ پر ڈال کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔اس کا دل عجیب سی بے چینی کا شکار تھا۔وہ رخسانہ کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا، نہ یہ کہ وہ شادی شدہ ہے یا نہیں، اور نہ ہی یہ کہ کیا وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے۔یہ تمام خیالات اب اس کی روح کو بے چین کر رہے تھے.اس کی آنکھوں میں ایک بے

نام سی خواہش تھی، جو اس کے دل کی گہرائیوں کو چھیڑ رہی تھی اور اب اسی سلسلے میں اب اشفاق نے رخسانہ سے متعلق اپنی امی سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

رخسانہ کچھ دیر بعد اپنے گھر واپس آئی، باہر جا کر اس کو کافی حد تک اچھا محسوس ہو رہا تھا۔

"آپا میرا ناشتہ تیار کر دیا ہے تم نے"؟ رخسانہ نے اپنی بہن گلِ زہرہ سے پوچھا۔

"ہاں جی! ناشتہ بنا دیا ہے، مگر تم اتنی صبح صبح کہاں چلی گئی تھی"؟

"آپا میں باہر تازہ ہوا لینے گئی تھی، تمہے تو معلوم ہے مجھے بارش کے بعد باہر جانا کتنا پسند ہے۔ بارش کے بعد کی خوشبو، اُف! سب کچھ مجھے کتنا پیارا لگتا ہے، اگر تم بھی میرے ساتھ چلتی تو تمہے بھی مزہ آتا"۔

"نہیں رخ، تم ہی جاؤ اتنی سردی میں باہر"۔ گلِ زہرہ کو سردی بھی بہت لگتی تھی۔

"اُف! شکر کرو کہ سردیاں آگئیں ہیں ورنہ گرمی میں تو ادھر پورا دن بجلی نہیں ہوتی ہے"۔

رخسانہ نے جواب دیا۔

"اچھا آپا، تمہیں پتہ ہے، کل جب میں کالج جارہی تھی تو ایک لڑکا میرے راستے میں آگیا، بلکہ مجھ سے ٹکرا گیا"۔

آنکھوں کے سامنے اشفاق کا سایہ جھلملایا، دل تیز رفتار میں دھڑکا...

"چپ کیوں ہو گئی ہو"؟ گلِ زہرہ نے اچانک خاموش ہوتی رخسانہ پر ایک نظر ڈالی اور پوچھا۔

"اچھا سنو، وہ تقریباً میرے جتنا یا میرے سے کچھ بڑا ہو گا، پھر اُس نے مجھ سے میری تعلیم کے بارے میں پوچھا۔۔۔ خیر چھوڑو"۔

رخسانہ کو یہ سمجھ نہ آیا کہ اس کے بعد کیا بات کرے، اس لیے وہ خاموش ہو گئی۔

"پر رخ وہ کون تھا؟ کہاں رہتا ہے؟ کیا کچھ بتایا اُس نے"؟ گلِ زہرہ کی تجسّس بڑھ گئی۔

"اشفاق نام تھا اُس کا۔" رخسانہ نے کہا، "میں نے کبھی اسے اس گاؤں میں نہیں دیکھا، تو اُس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ اُس نے بتایا کہ وہ ہمارے گھر سے تھوڑا ہی دور رہتا ہے، نور بانو کا بیٹا ہے۔"

رخسانہ نے بات مکمل کی اور اپنے ذہن سے اشفاق کو جھٹکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ناشتے میں مگن ہو گئی۔

نور بانو چولہے کے پاس بیٹھیں روٹیاں پکا رہیں تھیں۔آنگن کے ایک کونے میں چارپائی پر اشفاق بیٹھا تھا، لیکن اُس کی توجہ کہیں اور ہی تھی۔

"اماں، "

"جی میرا پُتر کی ہویا؟ کوئی گل پریشان کر رہی ہے؟ خیریت"؟

(جی میرا بیٹا کیا ہوا؟ کوئی بات پریشان کر رہی ہے؟ خیریت ہے؟)

"اماّ میں شادی کرنا چاہتا ہوں"۔! اشفاق نے اونچی آواز میں جیسے اعلان کیا۔

"کیہ ہوگیا اے؟ ہن تھوڑے دن پہلاں میں نے شادی دے بارے وچ پچھیا سی تے توں صاف منع کر دتا سی کہ ہن شادی نئیں کرانگا"۔

(کیا ہوگیا ہے؟ ابھی تھوڑے دن پہلے میں نے شادی کے بارے میں تم سے پوچھا تھا تو تم نے صاف منع کر دیا تھا کہ ابھی شادی نہیں کرونگا۔

"ارے میری معصوم امی کسی نے دل چُرا لیا ہے آپکے لعل کا"،اشفاق کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنے والی تھی۔

کنے ؟وہ واقعی حیران ہوئیں۔

(کسنے)

"اماں، وہ پڑھنے جاتی ہے... بس یہ پتہ ہے۔"اشفاق کی نظریں زمین پر تھیں

نور بانو نے ہاں میں سر ہلایا۔

"نام معلوم ہے اُس کا؟"

اشفاق نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔نہ نام معلوم ہے،نہ پتہ۔بس ایک دو دفعہ دیکھا ہے اُسے... اکبر چچا کے کھیتوں کے پاس"

نور بانو نے روٹی تندور سے اتاری اور ایک پل کے لیے اُس کا چہرہ غور سے دیکھا۔

"وہ... وہ پتلی سی ہے۔چادر اُس کے سر پہ ہوتی ہے"

نور بانو نے اُس کی بات سنتے ہی ہلکی سی مسکراہٹ دبائی۔

"اور تو نے اتنا دھیان کیوں دیا ہے اُس پر؟"نور بانو اب اشفاق کو تنگ کر رہیں تھیں۔

اشفاق شرما گیا۔"بس ایسے ہی۔میں نے دیکھا تھا کہ وہ اکبر چچا کے کھیتوں میں پھر رہی تھی۔

۔اس سے پہلے اس سے جلد بازی میں ٹکراؤ ہوا تھا تو اُس نے بتایا تھا کہ وہ پڑھنے جاتی ہے۔"

نور بانو نے چولہا بند کیا اور اُس کے پاس چارپائی پر بیٹھ گئیں۔

"اشفاق، اگر او لڑکی واقعی چنگی اے تے پہلے اُس دے بارے وچ سب کچھ جان لو۔ زندگی وچ فیصلے دل نال لینے چاہیدے نے، پر دماغ دا نال ہونا وی ضروری اے"۔

(اشفاق اگر وہ لڑکی واقعی اچھی ہے تو پہلے اُس کے بارے میں سب کچھ معلوم کرو۔ زندگی میں فیصلے دل سے لینے چاہئیں، لیکن دماغ کا ساتھ ضرور ہونا چاہیے)

"جی، اماں لیکن آپ پتہ کریں ناگاؤں والوں سے. اور اُن کے گھر جا کے میرے لیے بات کرے"

اچھا چل، میں کچھ اپنے پُتر لئی کر نیاں ہاں۔

(اچھا چل، میں کرتی ہوں کچھ اپنے بیٹے کے لیے۔)

نور بانو نے اپنے بیٹے کا ماتھا چوما، اشفاق کی اس بات نے ان کے دل میں ایک عجیب سا سکون بھر دیا تھا۔ وہ پہلے ہی اشفاق کی شادی کی فکر میں تھیں، مگر اب ان کی پریشانی کچھ کم ہو گئی تھی۔

ہر روز کی طرح آج بھی رخسانہ آہستہ آہستہ سڑک کے کنارے چلتے ہوئے اپنے کالج جا رہی تھی، اشفاق کا گھر کالج کے راستے میں آتا تھا، جیسے ہی وہ اشفاق کے گھر کے قریب پہنچی، اس کا دل تیز رفتار میں دھڑکنے لگا۔ سر جھکائے وہ اس راستے سے گزر رہی تھی کہ اچانک دروازے کے کھلنے کی آواز سنائی دی۔ رخسانہ نے اپنا چہرہ بلند کیا تو سامنے وہ شخص کھڑا تھا جسے دیکھنے کی خواہش اس کے دل کی گہرائیوں سے ابھری تھی، یہ شاید قدرت کا کھیل تھا، جو انہیں ملانے کے لیے تیار تھا۔

"سنیے"، اشفاق کچھ قدم چل کر قریب آیا۔

رخسانہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں، پتہ نہیں کیوں پر اشفاق کے سامنے اسکی زبان پر الفاظ آنا ختم ہو جاتے تھے۔ اس کی مسکراہٹ میں کچھ تھا جو اُسے بے حد متاثر کر رہا تھا۔

"جی"؟ رخسانہ نے مختصر سا جواب دینا مناسب سمجھا۔

اشفاق اس کے سامنے آ چکا تھا۔

"کیا آپ کچھ لمحوں کے لئے میری بات سن سکتی ہیں؟"اس کے چہرے کے تاثرات پہلی ملاقات سے قدرے مختلف تھے،تب ہی رخصانہ گھبرا سی گئی تھی۔

"معذرت لیکن میں آپ سے ایسے بات نہیں کر سکتی۔"رخصانہ کی آواز میں ہچکچاہٹ تھی.

اشفاق نے اُسے حیرانی سے دیکھا۔

"لیکن کیوں؟"

رخصانہ کی نظریں خود بہ خود جھک گئی تھیں۔

"کیوں کہ میں کسی غیر محرم سے بات کرنا پسند نہیں کرتی۔"یہ بات سچ تھی۔دل پر اختیار نہیں ہوتا ورنہ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس طرح کسی کے بارے میں سوچے گی.

"تو پھر آپ مجھے اپنا محرم بنا لیجیے۔"

اشفاق کی اچانک بات سن کر رخسانہ کے جسم میں عجیب سی سُنسناہٹ دوڑ گئی۔

"میں سمجھی نہیں"۔رخسانہ نے گھبرا کر کہا۔

"مطلب سادہ ہے، میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، میں آپ کو وہ احترام، وہ تمام خوشیاں، وہ ہر سہولت، اور وہ محبت دینا چاہتا ہوں جس کی آپ حقدار ہیں۔ محبت کا تو پتہ نہیں، پر آپ اچھی لگنے لگی ہیں"۔ اشفاق بہت نرم لہجے میں اپنے جذبات کا اظہار کر رہا تھا۔

رخسانہ کو یقین نہیں آیا اس کے سامنے کھڑا یہ شخص اسکے لیے اپنی پسند کا اظہار کر رہا ہے۔

رخسانہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، جیسے اس کے سامنے کوئی خواب حقیقت بن کر آ کھڑا ہوا ہو۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" رخسانہ کے دل میں ایک سوال گونج رہا تھا۔ اس کی عقل یہ ماننے کو تیار نہیں تھی کہ یہ شخص، جو اس کے دل میں ایک نرم گوشہ رکھتا تھا، اپنی پسند کا ایسا بے باک اظہار کر رہا ہے۔ اس لمحے نے اس کے اندر ایک عجیب سا احساس جگایا، جیسے وقت تھم گیا ہو اور دنیا کی تمام آوازیں خاموش ہو گئی ہوں، اشفاق کی نظریں رخصانہ کے چہرے پر ٹکی تھیں، اور رخصانہ کی آنکھوں میں ایک ایسی کشمکش تھی جسے وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔ اس کا دل اس قدر تیز دھڑک رہا تھا گویا وہ اس کی پسلیوں کو چیرتے ہوئے باہر آ جائے گا. وہ سانس لینے میں مشکل محسوس کر رہی تھی جیسے ہر شے اس کے ارد گرد ساکت ہو گئی ہو۔

اشفاق نے ایک قدم آگے بڑھایا اور رخسانہ کی خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا "میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ محبت ہے، لیکن یہ کچھ ایسا ہے جو میں نے کبھی محسوس نہیں کیا۔"

رخسانہ کو سمجھ نہ آیا، کیا یہ واقعی محبت ہے؟ کیا یہ وہ خواب ہے جس کا وہ ہمیشہ سے انتظار کر رہی تھی؟ کیا یہ ان ساری مشکلات کا صلہ ہے جن پر اس نے صبر کیا تھا؟ وہ سمجھ نہ سکی۔

رخصانہ اشفاق کی باتوں کا جواب دیے بغیر کالج کی طرف بڑھ گئی۔ اشفاق نے رخصانہ کو جاتے ہوئے دیکھا اور اس کے دل میں ایک گہرا دکھ اُتر آیا۔ وہ چاہتا تھا کہ رخصانہ مڑ کر اُسے دیکھے، اس کی آنکھوں میں کسی قسم کی نرمی ہو لیکن اُس کی خاموشی نے اُسے مزید الجھا دیا تھا۔ شاید وہ اُسے اپنی باتوں سے تکلیف دے چکا تھا.

"کیا وہ میرے بارے میں کچھ محسوس کرتی ہے؟" اشفاق کی سوچوں کا دھارا تیز ہو رہا تھا. وہ چاہتا تھا کہ رخصانہ کچھ کہے, کوئی جواب دے جو اُس کے اندر کے اضطراب کو ختم کر سکے.

رخصانہ کالج کی جانب بڑھتی ہوئی ایک الگ دنیا میں کھو گئی تھی۔ اس کے ذہن میں اشفاق کے الفاظ گونج رہے تھے اور وہ اس کشمکش میں تھی کہ کیا وہ واقعی اس کے بارے میں کچھ محسوس کر رہی ہے۔، یا یہ صرف لمحاتی جذبات ہیں۔

"تم آگئی رخسانہ "؟اسماء رخسانہ کو کرسی پر بیٹھا دیکھ کر اُسکے پاس آئی اور پوچھا۔

"نہیں ابھی نہیں آئی"۔

رخسانہ نے اُسے گھورا جیسے کہہ رہی ہو، ''یہ کیسا سوال ہے''۔

"ارے میرا مطلب ہے میں انتظار کر رہی تھی تمھارا"۔

"اچھا آگئی ہوں اب آؤ اندر چلیں"۔

وہ دونوں راہداری سے گزر کر اپنی کلاس کی طرف بڑھ گئیں۔

"لڑکیوں آج استانی نہیں آئی مطلب یہ والی کلاس ہماری بغیر پڑھائی کے گزرے گی"۔

"آج باجی نہیں آئیں، چلو آؤ رخسانہ ہم باتیں کرتے ہیں"۔اسماء نے سب کو کلاس سے باہر نکلتے دیکھا تو رخسانہ سے گویا ہوئی۔

"رخسانہ ویسے ایک بات پوچھوں"؟

"ہاں ضرور پوچھو"۔

"تم اتنے اچھے سے کیسے رہ لیتی ہو؟ مطلب میں جس سے بھی پوچھوں کہ رخسانہ کیسی ہے تو سب کہتے ہیں بہت اچھے سے بات کرتی ہے، مطلب سمجھ رہی ہو نہ"۔

"اسماء مجھے میری بہن نے بتایا، ہمیں اکثر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی مخصوص لمحے میں کوئی شخص کس قسم کی مشکلات کا سامنا کر رہا ہے۔فرض کرو، اگر کوئی ہمارے پاس آتا ہے اور ہم اُس سے بات کر رہے ہیں، تو ممکن ہے کہ وہ کسی نازک دور سے گزر رہا ہو۔اگر میں اپنے مزاج کی وجہ سے اُس کے ساتھ مناسب طریقے سے بات نہ کروں، تو وہ مزید دکھی ہو سکتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں ہمیشہ نرمی اور خیال کے ساتھ بات کرنی چاہیے، کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس وقت وہ شخص خوشی یا غم کی کیفیت میں ہے۔بس میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتی ہوں کہ ہر ایک کے احساسات کی قدر کی جائے"۔

" صحیح کہ رہی ہو، آئندہ میں بھی خیال رکھو نگی"۔

"ویسے رخسانہ تم اتنی خوش، مطمئن کیسے رہ لیتی ہو"۔

اسماء کو اُس سے سوال کرنے میں مزا آرہا تھا۔

"خوش"؟ وہ طنزیہ ہنسی۔

"ہاں نہ بتاؤ"، اسماء کو تجسّس ھوّا۔

"خوشی کا تو علم نہیں، مگر صبر آ گیا ہے۔ صبر تو خود بخود آ جاتا ہے۔ ماضی میں ایسے بے شمار مواقع آئے جنہوں نے مجھے کمزور کر دیا تھا، مگر پھر اللہ نے مجھے سنبھال لیا"۔

رخسانہ کو اچانک اپنا ماضی یاد آیا جس کی وجہ سے اُسے تکلیف محسوس ہوئی۔

"ایسا کیا ہوا تھا"؟ اسماء کو رخسانہ کے لہجے میں تکلیف نظر آئی۔

"چھوڑو لمبی بات ہے"۔

"خیر ہے ہم دونوں فارغ ہیں ویسے بھی سناؤ میں سننا چاہتی ہوں"۔

اسماء اپنی بات پر اٹل تھی۔

"اچھا تو سنو پھر"......

ماضی (۱۹۸۳)

ملال ہے مگر اتنا ملال تھوڑی ہے

یہ آنکھ رونے کی شدت سے لال تھوڑی ہے

بس اپنے واسطے ہے فکر مند ہیں لوگ

یہاں کسی کو کسی کا خیال تھوڑی ہے

پروں کو کاٹ دیا ہے اڑان سے پہلے

یہ خوفِ ہجر ہے شوقِ وصال تھوڑی ہے

مزا تو تب ہے کہ ہار کے بھی ہنستے رہو

ہمیشہ جیت ہی جانا کمال تھوڑی ہے

لگانی پڑتی ہے ڈبکی ابھرنے سے پہلے

غروب ہونے کا مطلب زوال تھوڑی ہے

"اس خبیث کو گھر بٹھاؤ، سنبھالو اپنی اولاد کو، کوئی ضرورت نہیں ہے پڑھائی کرنے کی، پڑھ لکھ کر بھی تم نے باپ سے زبان چلانی ہے تو فائدہ اس پڑھائی کا"، اکبر نے رخسانہ کو پھینکنے والے انداز میں اپنی بیوی کے سامنے کیا۔

"ابّا یوں نا کریں میرے ساتھ، مجھے تعلیم حاصل کرنی ہے مجھے کچھ کرنا ہے اپنے لیے"،

رخسانہ نے التجائیہ انداز میں اپنے باپ سے کہا۔

"تجھے میری بات سمجھ نہیں آرہی؟ میں نے جب کہہ دیا تو کہہ دیا، تو مجھے اس گھر سے باہر نکل کر دکھا میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا"۔

رخسانہ باپ کی دھاڑ سن کر کانپ کے رہ گئی۔

"نسیمہ جا ایک کپ چائے بنا کر لا، دماغ خراب کر دیا ہے تیری اولاد نے میرا، میں بتا رہا ہوں رخسانہ کو گلِ زہرہ کے پاس نہ بٹھایا کر وہ دماغ بھرتی ہے اسکا"۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نسیمہ بیگم ایک غلط نظر بھی اپنی سہمی اولاد پر ڈالے بنا اپنے شوہر کے پیچھے چل دیں۔

"اللہ جی کیوں؟ کیا تعلیم حاصل کرنا گناہ ہے؟ ماں باپ کیوں اپنے بچوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں، یہ زیادتی ہے سراسر"، رخسانہ دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی۔

گلِ زہرہ کو کمرے سے آوازیں آئیں تو وہ رخسانہ کے کمرے کی طرف گئی۔

"کیا ہوا ہے میرا بچہ؟ ابّا نے کچھ کہا ہے"، گلِ زہرہ نے رخسانہ کا سر اپنی گود میں رکھا اور اب وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلا رہیں تھیں۔

"گل، تم نے کہا تھا کہ ابّا سے بات کروں، میں نے کی ہے، دیکھو انہوں نے میرے اوپر ہاتھ بھی اٹھایا ہے۔ اب میں کچھ نہیں بولوں گی، چاہے وہ مجھے کمرے میں بند کردیں یا گھر سے نکال دیں"۔ رخسانہ کی ہچکیاں بند ہونے کا نام نہیں لے رہیں تھیں۔

"میری بات سنو رخ، حق کے لیے آواز اٹھاؤ۔ میں تو کچھ وقت کے لیے آئی ہوں، پھر میں اپنے سسرال چلی جاونگی۔ پھر تو یہ ظالم سماج تمہارے ساتھ کچھ بھی کرسکتا ہے۔ میں اپنے سسرال میں پورا دن صرف تمہارے لیے پریشان رہتی ہوں، میری گڑیا۔ تمہیں ہمت کرنی پڑے گی، بہت ساری، تمہاری گل آپا ہمیشہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی، ورنہ کسی کی مجال نہیں تھی کہ میری رخ کے ساتھ زبردستی کرے۔ ہمیں اپنی جنگ خود لڑنی پڑتی ہے، کوئی

ہمارے لیے آکر نہیں لڑتا"۔ گلِ زہرہ کی آنکھیں نم تھی، انہیں ہر وقت رخ کی پریشانی رہتی تھی کیونکہ وہ بہت معصوم تھی۔

"آپا، میرے پاس رہ لو تم، میرا تمہارے سوا کوئی نہیں"، رخسانہ یہ کہہ کر گلِ زہرہ سے لگ کر رونے لگی۔۔۔روتے روتے کب اس کی آنکھ لگ گئی اُسے معلوم نہ ہوّا۔

"ابّا میری بات سنیں"، گلِ زہرہ شام کی چائے پر اپنے والد سے رخسانہ کے حوالے سے بات کرنے آئی تھی۔

"ہاں بولو؟ کوئی کام ہے"؟ اکبر صاحب کی نظریں اخبار پر تھیں۔

"ابّا اس کو رکھیں مجھے ضروری بات کرنی ہے"، گلِ زہرہ کا اشارہ اخبار کی طرف تھا۔

"ہاں رکھ دی اب بتاؤ، تم نے اپنے گھر کب جانا ہے؟ کب آئے گا تمھارا شوہر تمہے لینے"؟ اکبر صاحب گلِ زہرہ کے ساتھ تمیز کے دائرے میں بات کرتے تھے کیونکہ اسکی شادی ایک عزت دار گھرانے میں ہوئی تھی اور ویسے بھی گلِ زہرہ کوئی زیادتی برداشت نہیں کرتی تھی۔

"ابّااس معصوم کے ساتھ ظلم کر کے کیا ملتا ہے آپ کو؟ اللہ ظلم کرنے والوں سے ناراض ہوتے ہیں"، گلِ زہرہ نے پیار سے سمجھانا چاہا۔

"میری اولاد ہے میں اسکو باہر بھیجوں یا باہر جانے سے روکوں، یہ میرا مسئلہ ہے کسی پرائے کو یہاں بولنے کا حق نہیں ہونا چاہیئے"۔

"چلیں میں تو پرائی ہوئی آپ لوگ تورخسانہ کے اپنے ہیں پھر کیوں اسکے ساتھ اجنبیوں والا سلوک کر رہے ہیں"؟

"میری اولاد ہے میں جو بھی کروں تمھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے"، اکبر صاحب نے بات ختم کرنی چاہی۔

"ابّاآپ مجھ سے وعدہ کریں میرے جانے کے بعد اسکے ساتھ ظلم نہیں کرینگے"؟

گلِ زہرہ کو اپنے باپ سے اب بھی امید تھی کہ شاید وہ ٹھیک راہ چن لیں۔

"میرا وعدہ رہا تم سے، اب اپنے شوہر کا بتاؤ؟ کب آرہا ہے"؟ اکبر نے بات گھمانے کی کوشش کی۔

"شکریہ ابّا، بس حاشر آج آئینگے مجھے لینے"۔

"خیریت سے جاؤ"، اکبر نے بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور اٹھ کر چلے گئے۔

گلِ زہرہ باپ کے رویے کی وجہ سے ٹھٹھکی اور ایک پل کے لیے سوچا کہ ابّا کا کوئی منصوبہ نہ ہو مگر پھر وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ ابّا اتنے برے نہیں ہیں۔

گلِ زہرہ اپنے سسرال جا چکی تھی، گھر میں یکدم سناٹا چھا گیا تھا۔ رخسانہ کے پاس کوئی بات کرنے والا نہیں تھا، وہ کبھی کبھار اپنی ماں کے پاس بیٹھ جاتی، امی سے ادھر اُدھر کی باتیں کر لیتی۔ اس کی دل کی دنیا میں ایک خاموشی سی چھائی رہتی، جیسے ہر خوشی کہیں کھو گئی ہو۔ وہ صبح پانچ بجے اٹھتی، نماز ادا کرتی، پھر سب کے لیے ناشتہ تیار کرتی۔ ناشتہ کرنے کے بعد ابّا کام پر روانہ ہو جاتے یا زیادہ تر اپنی کھیتوں میں مصروف رہتے۔ اکبر اپنے کام کے سلسلے میں بہت محنتی تھے۔ امی گھر کے کاموں میں مشغول ہو جاتیں، نسیمہ بیگم کم گو تھیں، زیادہ تر خاموش رہنا پسند کرتیں تھیں۔

شام تک رخسانہ یوں ہی کبھی کوئی کام کرتی، کبھی آرام کرتی۔ اکبر چھ بجے تک گھر واپس آجایا کرتے تھے۔ گلِ زہرہ کے جانے کے چند دن بعد اکبر نے رخسانہ کو بلا کر تعلیم حاصل کرنے سے منع کر دیا تھا۔ رخسانہ باپ کو منع کرنا چاہتی تھی، ذہن میں گلِ زہرہ کی باتیں آئیں کہ، ”رخسانہ تمھے اپنے حق کے لیے آواز اٹھانی پڑے گی ورنہ تم کبھی اپنی منزل نہیں پاسکو گی“۔

مگر رخسانہ کچھ نہ کہہ پائی، بچپن سے اس کا ہر فیصلہ اس کے والدین نے کیا تھا اور رخسانہ نے پوری زندگی کبھی کوئی بحث نہیں کی تھی، یوں نہ تھا کہ وہ ہمیشہ والدین کی رضا میں راضی رہتی، اکثر ایسے مواقع بھی آتے تھے جب رخسانہ کسی کام کو انجام دینا نہیں چاہتی، مگر والدین کے سامنے کچھ کہنے سے ہچکچاتی تھی۔ اس کے دل میں ایک کشمکش ہوتی، جہاں اس کی خواہشات اور والدین کی توقعات کے درمیان ایک نازک توازن قائم رہتا۔

رخسانہ اکثر اپنے ماں باپ سے چھپ کر اپنی پرانی کتابیں نکال کر پڑھتی رہتی تھی۔

"نسیمہ کچھ لوگ رخسانہ کو دیکھنے آ رہے ہیں۔" اکبر نے گھر میں داخل ہوتے ہی مانو دھماکہ کیا۔

"اتنی جلدی؟ اکبر، وہ تو ابھی سولہ سال کی ہے، اتنی جلدی شادی کیسے؟"

"بس، جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو، انتظامات کا خیال رکھنا۔"

"میں چاہ رہی تھی کہ ہم ایک بار رخسانہ سے پوچھ لیں۔"، نسیمہ بیگم نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہاں، پوچھ لو اس سے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ رضامند ہو تو ہی یہ شادی کریں۔" اکبر یہ کہہ کر دوبارہ باہر کسی کام کے لئے چلے گئے۔

"ان کو کیا ہو گیا؟ خیر اللہ بہتر کرے"، نسیمہ اکبر کے نرم لہجے سے تھوڑا حیران ہوئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اکبر رات کو گھر واپس آئے تو رخسانہ کے کمرے میں چلے آئے۔

"بیٹا، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟" اکبر نے رخسانہ کے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر پوچھا۔

"جی جی ابو، آپ اجازت کیوں مانگ رہے ہیں؟ آئیں، آپ!" رخسانہ نے اپنے ابو کو یوں دروازے پر کھڑا دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔

"بیٹا، میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، کیا اجازت ہے؟"

"جی ابو، پوچھیں، آپ بار بار اجازت مانگ کر مجھے شرمندہ کیوں کر رہے ہیں؟"

"پہلے تو میں تم سے معافی مانگوں گا، مجھے معاف کر دینا اگر ممکن ہو تو," اکبر نے اپنی بیٹی کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔

"ابو، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کس چیز کی معافی؟ باپ اپنی بیٹیوں سے معافی نہیں مانگتے، خدا کا واسطہ ہے، یہ نہ کریں!" رخسانہ کی اپنے ابو کا یہ رویہ دیکھ کر جانے کیوں آنکھیں بھر آئیں۔

"رخسانہ۔"

"جی ابو۔"

"تمھارے لیے بہت ہی اچھے لوگ ملے ہیں، اور میں چاہتا ہوں کہ تم شادی کر لو۔ ہم اب بوڑھے ہو رہے ہیں، بچے! ہم چاہتے ہیں کہ تمھارا فرض پورا ہو جائے، مجھے امید ہے کہ تم

Clubb of Quality Content

انکار نہیں کرو گی۔بس سوچ لو، کل جواب دے دینا۔" اکبر نے رخسانہ کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ الفاظ کہے اور پھر چلے گئے۔

پیچھے رخسانہ کی سوچنے کی تمام صلاحیتیں جیسے ختم ہو گئیں۔اس کے دل میں ایک عجیب سی خاموشی چھاگئی.

رخسانہ کی سوچوں میں ایک طوفان برپا تھا۔اس نے اپنی آپا کی باتیں یاد کیں، جو ہمیشہ اسے اپنی حق کی آواز اٹھانے کی تلقین کرتی تھیں۔

"کیا میں واقعی اس شادی کے لیے تیار ہوں؟" اس نے خود سے سوال کیا۔

"ابو کی محبت کو کیسے ٹھیس پہنچاؤں؟"

رخسانہ نے سوچا کہ اس کی عمر ابھی شادی کرنے کی نہیں ہے۔

وہ چاہتی تھی کہ وہ اپنی تعلیم مکمل کرے، اپنے خواب پورے کرے اور اپنی زندگی کو اپنے طریقے سے جیے، لیکن اس کے دل میں ایک خوف بھی تھا کہ اگر اس نے انکار کیا تو کیا ابو ناراض ہوں گے؟

"میں کیا کروں؟" اس نے دل میں کہا۔

ایک طرف آپا ہیں اور دوسری طرف ابّا،

"یااللہ! میں کس عذاب میں پھنس گئی ہوں۔ لیکن ابو نے کبھی مجھ سے اتنے محبت بھرے لہجے میں کچھ نہیں مانگا، میں انہیں انکار نہیں کر سکتی"۔

کافی دیر سوچتے رہنے کے بعد، اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو گئیں، دل کی گہرائیوں میں ایک عجیب سا کرب تھا.

"ہاں ہاں، میں نے بہت محبت سے رخسانہ کو سمجھایا ہے، اس بار وہ انکار نہیں کرے گی۔ میں تو کہہ رہا ہوں، شادی تو ہو کر رہے گی۔۔۔ تو چھوڑ یہ سب، مجھے یہ بتا، رقم کب تک دے گا؟ اچھا، کون سی رقم؟ وہی رقم جو تو نے کہا تھا کہ رخسانہ کا ہاتھ علی کے لیے دو گے تو تمہیں فصلوں میں فائدہ ہو گا۔۔۔ وہی رقم"، اکبر کسی سے اپنے گھر کے دروازے کے باہر کھڑے گفتگو میں مشغول تھے، یہ جانے بغیر کہ کوئی وہاں کھڑا ان کی گفتگو سن رہا تھا، اکبر کی آواز میں ایک خاص جوش تھا۔ وہ اپنی باتوں میں اس قدر محو تھے کہ انہیں اس بات کا احساس ہی نہیں ہوا کہ ان کا ہر ایک لفظ کسی اور کے کانوں تک پہنچ رہا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسانہ اپنے ابو کی باتیں سن کر بے ساختہ اپنے کمرے کی طرف دوڑی۔اس کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں،اور وہ جو کچھ باہر اپنے باپ کے منہ سے سنا تھا،اس پر یقین کرنا اس کے لیے ناممکن سا تھا۔یہ اس کے ابو تھے،جو اس کے ساتھ یہ سب کر رہے تھے،رخسانہ کی سوچ میں افراتفری تھی،اور وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔اس کے دل میں ایک عجیب سا اضطراب تھا۔وہ کمرے میں اکیلی،اپنے خیالات کے طوفان میں غرق،اس لمحے کی شدت کو محسوس کر رہی تھی۔

"ابو! مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"رخسانہ اکبر کے پاس آکر بیٹھی اس نے ہمت جمع کرتے ہوئے کہا،

"آپ نے جو رشتے کا مجھ سے پوچھا تھا،مجھے قبول ہے۔"

"واقعی؟تو سچ کہہ رہی ہے،پُتر؟اللہ تجھے خوش رکھے!"

اکبر نے حیرت اور خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا، پھر وہ رخسانہ کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا،

"یہ کہہ کر اکبر گھر سے روانہ ہو گئے۔

"رخ، تم واقعی شادی کر رہی ہو؟ کیا کسی نے تم پر زبردستی کی ہے؟"

گلِ زہرا جب گھر پر سب سے ملنے آئی تو جیسے ہی نسیمہ بیگم نے اسے رخسانہ کی شادی کی خوشخبری سنائی، اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ایک گہرا صدمہ بھی چھا گیا۔

"ہاں آپا، میں شادی کر رہی ہوں، اور میرے ساتھ کوئی زبردستی کیوں کرے گا؟"

"کیونکہ تم بے حد معصوم ہو، کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ تم اپنے حق کے لیے آواز نہیں اٹھاؤ گی، تم خاموشی سے سب کچھ قبول کر لو گی، وہ سب تمہیں صرف اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں"، گلِ زہرا کی آنکھوں میں غصہ اور بے بسی کی چنگاری تھی۔

"نہیں نہیں، بلکہ تمہیں پتہ ہے، ابو خود میرے پاس آئے تھے، انہوں نے مجھ سے پوچھا گل میں ہاں کیسے نہ کرتی؟"" رخسانہ کی آنکھیں نم تھیں۔

"دیکھو میری جان، مجھے بتاؤ، امی ابو نے تم سے کیا کہا؟" گلِ زہرا نے رخسانہ کو گلے لگاتے ہوئے اس کی دل کی کیفیت کو محسوس کیا۔

اور بس رخسانہ کا صبر یہاں تک ختم ہو گیا، بہن کے گلے لگتے ہی وہ بے تحاشا رونے لگی۔۔۔

"آپا، مجھے یہ شادی کرنی پڑے گی، اور تمہیں قسم ہے، تم کچھ بھی نہ کہنا، میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں وہاں رہنے کی بھرپور کوشش کروں گی، مگر تم مجھے اس شادی سے نہیں روکنا، اور نہ ہی میری وجہ سے کسی سے جھگڑنا،" رخسانہ نے دل کی گہرائیوں سے التجا کی۔

"لیکن رخ"، گلِ زہرہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"بس آپا اگر تم میرے لیے کچھ کر سکتی ہو تو یہ کرو کہ جو میں کر رہیں ہوں مجھے کرنے دو، تمہے اللہ کا واسطہ ہے"، رخسانہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئی تھی۔

رخسانہ کی کیفیت اور اس کی سوچوں کا بے ترتیب ہونا اس کی اندرونی کشمکش کو ظاہر کرتا ہے۔

وہ ایک طرف اپنے حق کی آواز اٹھانے کی خواہش رکھتی ہے، لیکن دوسری طرف اپنے والد

کی محبت اور ان کے رد عمل کا خوف اسے روک رہا ہے۔ یہ احساس کہ اگر وہ انکار کرے گی تو اس کے والد کی محبت ختم ہو جائے گی، یہ اس کے لیے ایک مشکل وقت تھا۔

یہاں تک کہ شادی کا معاملہ بھی اس کے لیے ایک مشکل ترین بن گیا ہے، کیونکہ وہ جانتی ہے کہ یہ اس کا زندگی کا ایک بڑا فیصلہ ہے۔

"یا اللہ آپ نے مجھے ہمت دینی ہے، مجھے حوصلہ دینا ہے، کہ میں اپنی آگے کی زندگی عزت سے گزار سکوں، آپ میری مدد کیجیے گا اللہ جی"۔

(چند دن بعد)

آج وہ دلہن کے روپ میں بہت حسین لگ رہی تھی، سرخ رنگ کا دلکش، نفیس کامدار لباس، بالوں کو مہارت سے جوڑے کے انداز میں سجایا گیا تھا، ساتھ ہی جوڑے کے ارد گرد خوبصورت چنبیلی کے پھول لگے تھے۔ اس کے ہاتھوں میں شاندار زیورات کی چمک دمک تھی، جو اس کی خوبصورتی کو اور بھی نکھار رہی تھی۔

"السلام علیکم"، علی رخسانہ کے قریب آکر بیٹھا۔

"وعلیکم السلام"، رخسانہ کی نگاہیں اپنی جھولی میں پڑے ہاتھوں پر تھیں، جن پر نہایت حسین انداز میں مہندی سجی ہوئی تھی۔

"کیسی ہیں آپ"؟

"میں ٹھیک، آپ کیسے ہیں"؟

"میں بھی بالکل ٹھیک ہوں۔"

علی مسلسل اپنی سامنے بیٹھی پیاری سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا، جو دلہن کے روپ میں بہت حسین لگ رہی تھی۔

"اب کیا آپ بس ایسے ہی نیچے دیکھتی رہیں گی یا ہمیں بھی اپنی نگاہوں میں آنے کا موقع دیں گی"؟

رخسانہ نے اپنے شوہر کی آواز سنتے ہی اپنا چہرہ بلند کیا، علی ایک خوش شکل انسان تھا، رخسانہ نے دل ہی دل میں اپنی آنے والی زندگی کے لیے دعا کی۔

"کیا ہوا؟ کیا میں پیارا ہوں؟ جو یوں دیکھ رہیں ہیں؟" علی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رخسانہ چند لمحے اُسے بس خاموشی سے مسکرا کر دیکھتی رہی اور کچھ نہ بولی۔

"چلیں، آپ کپڑے تبدیل کرلیں اور کچھ دیر آرام کرلیں، آپ یقیناً تھک گئی ہوں گی۔"

علی یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

رخسانہ بھی اٹھ کر اپنے لباس کی تبدیلی کے لیے چلی گئی۔

۱۹۹۰(حال)

حقیقت جان کر ایسی حماقت کون کرتا ہے

بھلا بے فیض لوگوں سے محبت کون کرتا ہے

بتاؤ جس تجارت میں خسارہ ہی خسارہ ہے

بنا سوچے خسارے کی تجارت کون کرتا ہے

ہمیں ہی غلط فہمی تھی کسی کے واسطے ورنہ

زمانے کے رواجوں سے بغاوت کون کرتا ہے

خدانے صبر کرنے کی مجھے توفیق بخشی ہے

ارے جی بھر کے تڑپاؤ، شکایت کون کرتا ہے

کسی کے دل کے زخموں پر مرہم رکھنا ضروری ہے

مگر اس دور میں ہمدم یہ زحمت کون کرتا ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھنٹی کی آواز پر وہ حال میں لوٹ آئیں۔

"چلو، اسماء، اگلی کلاس کا وقت ہو گیا ہے، باقی کی باتیں میں تمہیں پھر کبھی بتادوں گی۔"

رخسانہ نے اسماء کو سنجیدگی سے کھڑا دیکھ کر کہا۔

"رخسانہ، میری جان!" اسماء نے رخسانہ کو محبت سے گلے لگایا۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے، رخسانہ، کہ تم ایک بہت ہی خوبصورت اور بے پناہ حوصلہ مند لڑکی ہو۔ تم نے ہر لمحہ صبر و تحمل کے ساتھ گزارا ہے، اور اللہ تم سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ آزمائشیں صرف اللہ کے پسندیدہ بندوں کو ہی نصیب ہوتی ہیں۔ تم دیکھنا، تمہیں دنیا کی ہر خوشی حاصل ہوگی اور تمہاری زندگی میں وہ سکون ملے گا جو کبھی بھی نہیں ملا"۔

"اسماء، جزاک اللہ ان خوبصورت الفاظ کے لیے۔ لیکن مجھے وہ مل گیا ہے جس کی مجھے ضرورت تھی، اور وہ ہے تعلیم"، رخسانہ مطمئن تھی۔

"ہاں، تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن، وہ شخص ضرور تمہاری زندگی میں آئے گا جو تمہیں بے حد محبت دے گا، دیکھ لینا!" اسماء نے مسکراتے ہوئے رخسانہ کو چھیڑا۔

اسماء کی بات سن کر رخسانہ کے ذہن میں اشفاق کی یاد آئی، اور ایک لمحے کی دیر میں ہی رخسانہ کے گال سرخ ہو گئے۔

"چلو بھی اب"

"ہاں چلو چلو"

"امی؟آپ کہاں ہیں؟میں نے آپ سے کہا تھا اس لڑکی کے بارے میں معلوم کرنے کا"،

اشفاق ابھی رخسانہ سے مل کر واپس آیا ہے۔

"پُتر، پریشان نہ ہو، میں نے انہاں دا پتہ معلوم کر لیا ہے۔اس داناں رخسانہ اے، اکبر مرحوم

دی بیٹی اے۔میں انہاں دے گھر جاواں گی تیرے رشتے واستے، آخر کار ایہہ تے میرے پُتر

دی پسند ہے"

(پُتر، پریشان نہ ہو، میں نے ان کا پتہ معلوم کر لیا ہے۔اس کا نام رخسانہ ہے، اکبر مرحوم کی

بیٹی ہے، میں ان کے گھر جاؤں گی تیرے رشتے کے لیے، آخر کار یہ تو میرے پُتر کی پسند ہے)

نور بانو بیٹے کی جلد بازی پر مسکرا کر رہ گئیں۔

"اماّں میں بھی چلوں آپ کے ساتھ؟"

"نہ پُتر، میں اکیلی جاواں گی کل ان شاءاللہ، تو دعا کرنا اپنے لئی کہ فیصلہ تیرے حق وچ

ہووے"۔

(نہ بیٹا، میں اکیلے جاؤنگی کل انشااللہ، تو دعا کرنا اپنے لیے کہ فیصلہ تیرے حق میں ہو)

"اچھا چلیں ٹھیک ہے، جیسا آپ کو مناسب لگے"، اشفاق یہ کہ کر اپنے کمرے

میں سونے چلا گیا۔

نور بانو نے اپنے گھر کے گردونواح سے رخسانہ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھی۔ آج وہ اپنے جان سے پیارے بیٹے کا رشتہ لے کر آئیں تھیں۔ دروازہ بجانے کے بعد، وہ چند لمحے وہیں کھڑی رہیں۔

گلِ زہرہ نے دروازہ کھولا اور سامنے ایک ساٹھ سے ستر سال کی معزز خاتون کو کھڑے پایا۔

"السلام و علیکم،" نور بانو نے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر خوش دلی سے سلام کیا۔

"و علیکم السلام، اندر آئیں۔" گلِ زہرہ نے محبت بھری مسکراہٹ کے ساتھ اندر آنے کا راستہ دیا۔

"آپ رخسانہ کی کیا لگتی ہیں؟" نور بانو نے پوچھا۔

"میں اس کی بہن ہوں،" گلِ زہرہ نے جواب دیا، "آپ بتائیں، خیریت تو ہے؟ کچھ کیا ہے کیا اس نے؟" ان کی آواز میں ایک ہلکی سی پریشانی جھلک رہی تھی۔

"ارے نہیں نہیں،" نور بانو نے مسکراتے ہوئے کہا،

"اصل میں مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے"۔

"آپ بیٹھیں، میں آپ کے لیے چائے بناتی ہوں، پھر ہم بات کرتے ہیں۔" گلِ زہرہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو، بچے! اگر رخسانہ گھر پر ہے تو اُسے بھیج دو، میں بچی سے مل لوں گی جب تک۔" نور بانو نے محبت بھری آواز میں کہا۔

"جی، وہ تو گھر پر ہے، آپ رُکیں، میں اُسے بھیجتی ہوں،" یہ کہہ کر گلِ زہرہ باہر نکل گئ، رخسانہ کے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اُسے اطلاع دے کر وہ چائے بنانے کے لیے چلی گئیں۔

رخسانہ نے جلدی سے اپنے بالوں کو چوٹی کی شکل میں باندھ کر سر پر خوبصورت چادر اوڑھی، وہ بہت پیاری اور معصوم لگ رہی تھی۔

چند لمحوں بعد وہ نور بانو کے سامنے بیٹھی تھی، اور نور بانو تو اپنی ہونے والی بہو کو دیکھ کر بے حد خوش ہو رہیں تھیں۔

"کیا کرتی ہو بیٹا آپ؟"

"میں اس وقت پڑھائی کر رہی ہوں،" رخسانہ نے آہستہ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا، ماشاءاللہ، یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ تم پڑھتی ہو، اللہ تمہیں کامیابی عطا فرمائے، آمین۔"

"جزاک اللہ، خالہ۔"، رخسانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹا اور آپکے امی ابو کہاں ہوتے ہیں"؟، نور بانو کو گھر بہت خالی خالی لگا تو پوچھا۔

"انکا انتقال ہو چکا ہے، بس میں اور میری بڑی بہن رہتے ہیں، بڑی بہن شادی شدہ ہے مگر انکے شوہر کام کے سلسلے میں گاؤں سے باہر ہوتے ہیں تو اس وجہ سے وہ میرے ساتھ رہتی ہیں"۔

"اوہ بیٹا افسوس ہوا سن کر، اللہ جنت نصیب کرے"۔ نور بانو کو واقعی دکھ ہوا۔

"آمین"۔

"بیٹا، تم بہت پیاری ہو، ایسے ہی مسکراتی رہو، کچھ لوگ ہوتے ہیں جو مسکراتے ہوئے بہت پیارے لگتے ہیں"۔

نور بانو کو رخسانہ کی معصومیت اور بھلی صورت بہت پسند آئی۔

تھوڑی دیر بعد، گلِ زہرہ چائے کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں۔

Clubb of Quality Content

"بیٹا، تم جاؤ اپنے کمرے میں، مجھے تمہاری بہن سے کچھ اہم بات کرنی ہے۔" نور بانو کو یہی مناسب لگا کہ پہلے رخسانہ کی بڑی بہن سے گفتگو کر لیں، اس لیے انہوں نے رخسانہ کو اندر بھیج دیا۔

"چائے لیجئے"، گلِ زہرہ نے چائے کا کپ آگے کرتے ہوئے کہا۔

نور بانو نے چائے گلِ زہرہ کے ہاتھ سے لی اور چند گھونٹ بھرے۔

"درحقیقت، بات یہ ہے کہ میں اپنے بیٹے کے لیے رخسانہ کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں"، نور بانو نے اپنے آنے کی وجہ بیان کی۔

"میں یہاں پر بہت اعتماد اور یقین کے ساتھ آئی ہوں، امید ہے کہ آپ میری درخواست پر غور کریں گی۔"

گلِ زہرہ اچانک خاموش ہو گئیں۔

"ہمارے گھر میں صرف میں اور میرا بیٹا ہے، میرے بیٹے نے شہر سے تعلیم مکمل کی ہے، اور اب کچھ ہی عرصے بعد شہر میں اس کا کام بھی شروع ہونے والی ہے۔"

"اصل میں، آپ نے یہ بات تو کر لی ہے، اب میں چاہتی ہوں کہ آپ کچھ ایسی باتیں جان لیں جو اس معاملے سے متعلق ہیں۔ اس کے بعد، آپ جو بھی فیصلہ کریں"،

گلِ زہرہ نے یہ فیصلہ بہت پہلے کر لیا تھا کہ رخسانہ کا جہاں رشتہ ہو گا، ان لوگوں کو ماضی کی باتیں ضرور بتائیں گی۔

"جی ضرور"

"حقیقت یہ ہے کہ رخسانہ کی ماضی میں ایک شادی ہو چکی ہے، مگر کچھ وجوہات کی بنا پر وہ رشتہ قائم نہ رہ سکا"، گلِ زہرہ نے ابتدا سے آخر تک نور بانو کو ہر بات بتا دی، کہ کن حالات میں رخسانہ کی شادی ہوئی تھی اور کن حالات میں طلاق ہوئی۔

"دیکھیں، اس میں رخسانہ کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ مجھے نہیں پتہ، شاید یہاں اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کو اس بات سے فرق پڑتا، مگر مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سب تو قسمت کے کھیل ہیں۔ اور اس بچی پر جو گزری وہ تو کوئی نہیں جان سکتا۔ مجھے ہر حال میں بچی قبول ہے۔ آپ غور کریں اس بات پر، اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو اگلی ملاقات ہم اپنے گھر پر رکھ لیتے ہیں۔ اس جمعے آپ ہمارے گھر تشریف لائیں، پھر مل بیٹھ کر باقی چیزوں پر بات کر لیتے ہیں"۔

"جی بہتر، مگر ایک بار آپ یہ ساری بات اپنے بیٹے کو بھی بتا دیں، کیونکہ زندگی تو اس نے ہی گزارنی ہے"۔

"جی بالکل، اب میں چلتی ہوں، آپ اپنا اور رخسانہ کا بہت خیال رکھیں، اور آپ ایک بار رخسانہ سے بھی مشورہ کر لیں، پھر انشاءاللہ ملاقات ہو گی"۔

نور بانو خدا حافظ کہہ کر اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گئیں۔

نور بانو گھر میں داخل ہوئیں، تو اشفاق کو پریشان پایا۔

"خیریت ہے امّاں؟ آپ گئیں تھیں، کیا ہوا پھر"؟، اشفاق نے نور بانو کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر پوچھا۔

ہاں پُتر سب ٹھیک سی، پر کجھ گلّاں نے جو میں چاہندی آں تینو معلوم ہوں۔

(ہاں پُتر سب ٹھیک تھا، لیکن کچھ باتیں ہیں جو میں چاہتی ہوں تمیں معلوم ہوں)

نور بانو گھر میں اکثر پنجابی اور اردو دونوں بولا کرتی تھیں۔

"جی امّاں بتائیں"، اشفاق کچھ پریشان ہوا۔

نور بانو نے وہ ساری بات بتائی جو گلِ زہرہ نے انہیں بتائیں تھیں۔

"امّاں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، بلکہ امّاں اس نے یہ سب برداشت کیسے کیا ہوگا"، اشفاق کو یہ سب سن کر بہت تکلیف ہوئی تھی۔

وہ جو ہر وقت زندگی کو ایسے جیتی تھی، جیسے اُسے زندگی سے محبت ہو، وہ کیا کچھ برداشت کر کے اس مقام پر آئی ہے۔

"انہوں نے کچھ وقت مانگا ہے جواب دینے کا اور وہ اس جمعے کو ہمارے گھر آئینگے"۔

"ٹھیک ہے، امّاں، لیکن جب وہ اس جمعے کو آئیں تو آپ ان سے یہ ضرور کہیے گا کہ ہم چاہتے ہیں کہ شادی جلد از جلد ہو"۔

"ہاں، پُتر، اللہ بہتر کرے گا"۔

"آمین" اشفاق امّاں سے بات کر کے خاصا مطمئن محسوس کر رہا تھا، اور پھر کچھ دیر امّاں کے پاس بیٹھ کر وہ مغرب کی نماز پڑھنے چلا گیا۔

نور بانو کو گئے ہوئے کافی وقت گزر چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلِ زہرہ نے گھر کے کام مکمل کر کے رخسانہ کو کھانا دیا اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر چند لقمے کھا لیے۔

گلِ زہرہ نے سوچا تھا کہ وہ رخسانہ سے رشتے کے معاملے میں بات کریں گی۔

"رخ"؟

"جی آپا"؟

"تمہارے لیے ایک رشتہ آیا ہے"، گلِ زہرہ نے بات کو لمبا کیے بغیر صاف الفاظ میں کہا۔

رخسانہ اپنی بہن کی بات سن کر ششدر رہ گئی۔

"لوگ واقعی اچھے ہیں، جو آج شام خالہ آئیں تھیں، وہ اسی سلسلے میں بات کرنے آئیں تھیں۔ میں نے انہیں تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا، اور انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے"۔

"لیکن آپا، دوبارہ شادی"؟ گلِ زہرہ کو رخسانہ کی آواز میں کچھ پریشانی محسوس ہوئی۔

"گڑیا، ماضی میں تم چھوٹی تھیں، جو کچھ بھی ہوا، اسے بھول جاؤ، بس اسے ایک سبق کی طرح یاد رکھو۔ اور شادی تو کرنی ہے، نہ میرے پیارے بچے"، گلِ زہرہ نے محبت سے سمجھایا۔

رخسانہ خاموش ہو گئی، اس کے ذہن میں اشفاق کا خیال آیا۔

"لیکن آپا، لوگ کون ہیں"؟ رخسانہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"اشفاق ہے لڑکے کا نام، نور بانو ان کی والدہ ہیں، والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ لڑکا پڑھا لکھا ہے" ، گلِ زہرہ کو معلوم تھا کہ آخری فیصلہ رخسانہ کا ہی ہو گا، چاہے وہ کچھ بھی ہو۔

اشفاق کا نام سنتے ہی رخسانہ کو حیرت ہوئی، دل تیز رفتار میں دھڑکنے لگا۔

اشفاق نے اپنی پسند کا اظہار تو کیا تھا، مگر یہ سوچنا بھی اس کے لیے ناممکن تھا کہ وہ اتنی جلدی رشتہ بھیج دے گا۔

رخسانہ کی سوچوں میں ایک ہلچل سی مچ گئی۔

"آپا، جو آپ کو بہتر لگے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"، رخسانہ یہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اشفاق کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید فیصلہ کرنا مشکل ہوتا، مگر پتا نہیں کیوں اشفاق کا نام سن کر اس کا دل پُر سکون ہو گیا تھا۔ (محبت کا آغاز جو تھا)

آج جمعہ کا دن تھا، وہ دن جس کا رخسانہ اور اشفاق بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ چند ملاقاتوں میں ہی رخسانہ نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ اشفاق نے اس پر کوئی جادو کر دیا ہے۔ وہ دن رات اسی کے خیالوں میں گم رہتی، اور اشفاق کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

آج کا دن یا تو سب کے لیے خوشیوں کا پیغام لانے والا تھا، یا شاید دو خاندانوں کے بیچ میں دراڑ....

نور بانو کے گھر میں زبردست ہلچل جاری تھی۔ صبح سویرے نور بانو نے پورے گھر کی صفائی کی۔

دوپہر کا وقت قریب آچکا تھا، اور اب وہ گلِ زہرہ کے آنے کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھیں۔ ہر گوشے میں خوشبو اور محبت کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔

کچھ دیر میں گلِ زہرہ رخسانہ کو خیر کی دعا کا کہہ کر نور بانو کے گھر کے لیے روانہ ہوئیں۔

گھر کے باہر پہنچ کر گلِ زہرہ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک نوجوان لڑکے نے دروازہ کھولا، اور وہ فوراً پہچان گئیں کہ یہ اشفاق ہے۔

"السّلام و علیکم، میں اشفاق ہوں۔"

"وعلیکُم اسلام، میں گلِ زہرہ ہوں۔"

"تشریف لائیے،" اشفاق نے گلِ زہرہ کو اندر آنے کی دعوت دی اور پیچھے سے دروازہ بند کر کے خود بھی اندر داخل ہو گیا۔

"کیسی ہیں گلِ زہرہ آپ"؟ نور بانو گل کے گلے لگیں۔

"میں ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں"؟

"اللہ کا شکر ہے، سب ٹھیک ہے، بچے، رخسانہ کو نہیں لائی"۔

"اب بس آپ رخسانہ کو مستقل لے کر جائیں، یہ عارضی چکروں کی کیا ضرورت ہے؟" گلِ زہرہ دل سے مسکرائی۔

"کیا واقعی؟ آپ کو یہ رشتہ قبول ہے؟" نور بانو اچانک خوشی سے بھر گئیں۔

"جی! ہمیں منظور ہے، اللہ بچوں کے نصیب اچھے کرے، آمین۔"

"ارے میرے پیارے بچے! بہت مبارک ہو، اللہ میرے دونوں بچوں کو سلامت رکھے۔" نور بانو خوشی کے عالم میں گلِ زہرہ کے گلے لگ گئیں۔ یہ لمحہ محبت اور خوشیوں سے بھرا ہوا تھا۔

ایک دوسرے کو مبارک بعد دے کر وہ دونوں واپس اپنی جگہوں پر بیٹھ گئیں۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی"، گلِ زہرہ اب کے سنجیدگی سے گویا ہوئیں۔

"بولیں گلِ زہرہ"، نُور بانو نے آرام سے کہا۔

"جیسا کہ آپ جانتی ہیں، میری بہن نے اپنی زندگی میں بے شمار دکھ سہے ہیں۔ جب وہ چھوٹی تھی، اُس پر اتنی ذمہ داریاں آ گئیں کہ اُس کا بچپن ہی چھن گیا۔ اُس نے بچپن میں ایسی چیزیں برداشت کیں جو اُس کے لیے درست نہیں تھیں، مگر یہ اُس کی قسمت میں لکھا تھا۔ میں ہمیشہ اُسے سمجھاتی رہی کہ اپنے حق کے لیے آواز اٹھاؤ، مگر وہ کبھی یہ نہیں کر پائی۔ یہ اُس کی غلطی نہیں تھی، لیکن کبھی کبھی انسان اپنے دل کی باتیں دبا لیتا ہے، جو کہ کہہ دینی چاہیے تھیں۔ مگر جو کچھ بھی ہوا، وہ تو ہو چکا۔

میں بے حد خوش ہوں کہ اب وہ ایک نئے مقام پر ہے۔ خالہ، وہ آگے پڑھائی جاری رکھنا چاہتی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ اس کا فیصلہ بالکل درست ہے۔ میں اس کے اس فیصلے سے پوری طرح متفق ہوں، اور مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی رخسانہ کے آگے پڑھنے میں کوئی مسلہ نہیں ہو گا، باقی تو یہ کہ وہ آپ کی بیٹی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ وہ یہاں خوش رہے گی" ۔ گلِ زہرہ نے اپنے دل کی بات کہی۔

"بیٹا، تم بے فکر رہو، آج سے وہ میری بیٹی ہے، اور تم بھی میری بیٹی ہو۔ تمہیں بالکل فکر کرنے کی ضرورت نہیں، میں ان ماؤں میں سے نہیں ہوں جو بلا وجہ کی پابندیاں عائد کرتی

ہیں۔اگر میرا بیٹا بھی کوئی غلطی کرے گا تو میں اسے بھی سمجھاؤں گی۔جہاں تک پڑھائی کا تعلق ہے، مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں، بلکہ یہ تو ایک نہایت خوشی کی بات ہے"، نور بانو نے گلِ زہرہ کے دل کو کافی حد تک مطمئن کر دیا ہے۔

"شکریہ خالہ"۔

"بیٹا اور اشفاق چاہتا ہے کہ نکاح اور رخصتی جلد از جلد ہو، اور میں بھی یہی چاہتی ہوں"۔

"جی جی، ضرور، اگلے مہینے کسی تاریخ پر رکھ لیتے ہیں، کیونکہ بہت سی تیاریاں بھی کرنی ہوں گی"، گلِ زہرہ نے سوچ کر کہا۔

"ارے نہیں، بچے میں تو چاہتی ہوں کہ جیسے اسلام نے فرمایا ہے، ہم اسی طرح شادی کریں۔ اگلے ہفتے ہم کچھ مہمانوں کو لے آئیں گے اور اپنی بچی کو وہیں سے رخصت کر کے لے جائینگے، اور پھر ولیمہ کریں گے، اور ایک اور اہم بات، ہمیں بالکل بھی جہیز نہیں لینا، ہمارے گھر میں ہر چیز ہے شکر الحمداللہ، بس آپ جو کچھ تھوڑی بہت تیاری کرنی ہے وہ کر لیں"، نور بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن خالہ۔۔۔، گلِ زہرہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"بس میں نے کہہ دیا نہ، میں نہیں لونگی، اور آپ بس تیاریاں کریں اب"۔

"چلیں بہتر، میں اب چلتی ہوں گھر رخسانہ میرا انتظار کر رہی ہو گی"، گلِ زہرہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اپنا خیال رکھو پُتر اور رخسانہ کا بھی، خوش رہو، اللہ حافظ"۔

"خدا حافظ خالہ"

گلِ زہرہ کے جانے کے بعد، نور بانو اشفاق کے کمرے میں گئیں۔

انکا ارادہ اب تھوڑا اشفاق کو تنگ کرنے کا تھا۔

"امی بتائیں؟ کب ہے میری شادی"، اشفاق نے خوشی سے پوچھا۔

"پُتر، معاف کرنا، اوہ شادی توں انکار کر گئیاں نے"

(بیٹا معاف کرنا وہ شادی سے انکار کر گئیں ہیں)

"امی، یہ نہیں ہو سکتا، آپکو بات کرنی چاہیے تھی"، اشفاق کا چہرہ یکدم بجھ گیا۔

"بس پُتر، جو ہوندا ہے، بہتری لئی ہوندا ہے"

(بس بیٹا جو ہوتا ہے بہتری کے لیے ہوتا ہے)

"نہیں امّا، میں شادی کرونگا تو رخسانہ سے ہی کرونگی ورنہ نہیں" اشفاق کو شدید دکھ ہوا۔

"اچھا چل، بس ایسی معصوم شکل نہ بنا، اگلے ہفتے نکاح ہے میرے پُتر دا"۔

(اچھا چل، بس ایسی معصوم شکل نہ بنا، اگلے ہفتے نکاح ہے میرے بیٹے کا)

"اما، کیا واقعی"؟

"ہاں پُتر، اللہ میرے بچاں دیاں تقدیراں وچ ڈھیر وخوشیاں رکھے، آمین"۔

(ہاں بیٹا، اللہ میرے بچوں کے تقدیروں میں ڈھیر وخوشیاں رکھے آمین)

"اوہ شکر ہے اللہ کا، الحمد للہ"، یکدم ہی اسکے وجود میں سکون اُتر آیا تھا، وہ مکمل ہونے جارہا تھا، اور اشفاق اپنی شادی کے لیے بہت خوش تھا۔

نور بانو نے بیٹے کی خوشی کو دیکھ کر دل میں شکر ادا کیا۔

"بیٹا، شادی سے پہلے میں تمھے کچھ باتیں باور کروانا چاہتی ہوں، شادی کے بعد کبھی بھی یہ مت سمجھنا کہ تم کوئی غلطی کروگے تو میں اس غلطی میں تمھارا ساتھ دونگی، ہر گز نہیں، میں ان ماؤں میں سے نہیں ہوں، جو بچے کی ہر غلط چیز کو ٹھیک سمجھے، جو بچی اس گھر میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر آئی گی وہ کوئی بہت خوشی سے نہیں آئیگی، اسکو تکلیف ہوگی اپنا گھر چھوڑتے

ہوئے، کبھی بھی رخسانہ کی آنکھ میں تمہاری وجہ سے آنسو نہیں نکلنے چاہیے، یا اُسے کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے، اور ہاں جب ایک مرد ایک عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے، تو یہ کسی بھی صورت میں نا قابل برداشت ہوتا ہے۔ایک عورت پر ہاتھ اٹھانا دنیا کا سب سے گھٹیا عمل ہے۔مجھے یقین ہے کہ تم کبھی کسی کو میری تربیت پر آواز اٹھانے کا موقع نہیں دو گے۔ہر رشتے میں احترام پایا جاتا ہے۔یہ نہ سمجھو کہ صرف عورت ہی عزت دے گی، جب ایک مرد ایک عورت کو عزت دیتا ہے تو وہ اس کی نظر میں بہت زیادہ قابلِ احترام بن جاتا ہے۔باقی میں ایک ماں ہوں، اسکی حیثیت سے یہ میرا فرض تھا تمھے یہ چیزیں بتانا، میری دعائیں ہر دم تم دونوں کے ساتھ ہیں، اللہ تمھے ساتھ خوش رکھے آمین"۔

نور بانو نے بہت آسان لفظوں میں اشفاق کو سمجھایا۔

"جی امی، میں سمجھتا ہوں آپ بے فکر رہیں، نہ آپکو اور نہ ہی میری ہونے والی بیگم کو مجھ سے کوئی شکایت ہو گی"۔

"چل اب چائے بنا دے پُتر مینو، آج بڑا تھک گئیں آں"۔

(چل بیٹا اب چائے بنا دے مجھے، آج بہت ٹھک گئیں ہوں)

"جی آما لاتا ہوں" اشفاق مسکرا کر کہتا بورچی خانہ کی طرف بڑھ گیا۔

دونوں گھروں میں تیاریاں عروج پر تھیں، ہر جانب خوشیوں کا جشن منایا جارہا تھا۔ اشفاق اور رخسانہ کل ایک ہونے والے تھے، اور وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر بے حد مطمئن تھے۔ نور بانو دن رات اپنے رب کا شکرادا کرتے ہوئے نہیں تھکتی تھیں۔

"آپا، یہ دیکھو کیسا لگ رہا ہے؟" رخسانہ نے اپنی والدہ کا شادی کا جوڑا نکال کر پہنا۔ اُس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اپنی شادی کے دن وہ اپنی ماں کی یاد میں ان کا جوڑا زیب تن کرے گی۔ یہ لمحہ اُس کے لیے ایک مشکل تھا، ماں کا ساتھ ہونا ہی زندگی میں سکون بھر دیتا ہے، رخسانہ کو اپنی ماں کی کمی آج بہت محسوس ہو رہی تھی۔

"میری جان، تم بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو، ماشاءاللہ، اللہ بری نظر سے بچائے"، گلِ زہرہ نے رخسانہ کی پیشانی چومی۔

"آپا تمھے بہت یاد کرونگی میں"، رخسانہ نے گل کو گلے لگایا۔

"میری جان، میں ساتھ ہی ہوں تمہارے، اچھا تم یہ بتاؤ کہ جو تمہاری دوست بنی تھی کالج میں، اُسے بلایا ہے کل"؟

"جی جی آپا میں پر سو گئی تھی نہ کالج تو میں نے اُسے بتادیا تھا اور وہ آئیگی"۔

"چلو بہت اچھی بات ہے"۔

"آؤ باہر کُھلے آسمان تلے بیٹھ کر چائے پیتے ہیں"، گلِ زہرہ کچھ وقت رخسانہ کے ساتھ سکون چاہتی تھیں۔

"جی آپا چلیں"۔

چائے لے کر وہ دونوں باہر چارپائی پر بیٹھ گئیں۔

گھر زیادہ وسیع نہیں تھا، دو کمرے، ایک کھلا صحن، اور ایک باورچی خانہ تھا۔ یہ مکان چھوٹا تھا مگر سکون سے بھرپور۔

گھر چھوٹا ہو یا بڑا، جو سکون اپنے گھر میں ہوتا ہے وہ کہیں نہیں ہوتا۔

"آپا، جب میں چلی جاؤنگی تو تم اکیلے کیا کروگی"؟، رخسانہ کو اپنی بہن کی فکر تھی۔

"میری بات حاشر سے ہوگئی ہے، وہ تمہارے نکاح پر بھی آئیں گے اور جہاں وہ کام کرتے ہیں، اس کا ایک نیا کارخانہ گاؤں کے قریب ہی بن رہا ہے، تو وہ گاؤں واپس آجائیں گے، تم

بے فکر رہو، کل تمہارا نکاح ہے، میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے ذہن سے ہر بات نکال دو، فضول سوچنا چھوڑ دو۔اور میرے لیے بھی فکر نہ کرو"۔

"چلو آپا یہ تو بہت اچھی بات ہے، خوش رہو ہمیشہ"، رخسانہ خاصہ مطمئن ہو گئی تھی۔

"اور رخ ایک اور بات، پہلے بھی سمجھاتی تھی اب بھی سمجھاؤں گی، کسی کی زیادتی برداشت نہیں کرنی ہے"، گلِ زہرہ نے ایک بار پھر پیار سے سمجھانا چاہا۔

"تم بے فکر رہو اب، پہلے جو غلطیاں مجھ سے ہوئیں، وہ دہرانا ایک بہت بڑی بے وقوفی ہے، میں اپنا خیال رکھونگی، مگر تمھے بھی رکھنا ہو گا"۔

"ہاں رخ، میں رکھونگی چندا"، گلِ زہرہ نے رخسانہ کا ماتھا چوما۔

"ویسے اشفاق میاں ہیں تو پیارے"، گلِ زاہرہ نے رخسانہ کو چھیڑنا چاہا۔

ایک لمحے سے بھی پہلے رخسانہ کے گال سرخ ہو گئے تھے۔

"مجھے پتہ ہے"، رخسانہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کافی دیر وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھی رہیں، ہستی رہیں، مسکراتی رہیں، ایک دوسرے کو چھیڑتی رہی۔

جو بات کوئی نہیں سمجھ پاتا، وہ بہن ہی تو سمجھتی ہے، بہنیں بہت بڑی نعمت ہوتیں ہیں، اللہ ہر بہن کو سلامت رکھے۔ آمین!

آج خوشیوں کا دن تھا، ۲۰-۱۱-۱۹۹۰(20-11-1990)

دو انسانوں کی زندگیوں کا سب سے قیمتی دن، دو لوگ آج ایک ہونے والے تھے۔ رخسانہ آج رخسانہ اکبر سے رخسانہ اشفاق بننے جا رہی تھی۔ یہ لمحہ ان کی محبت کی داستان کا ایک نیا باب شروع کرنے جا رہا تھا۔

اشفاق صبح فجر کے بعد سے سویا نہیں تھا، خوشی اتنی تھی کہ نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔

جمعہ کا دن تھا، اشفاق نے سیاہ شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی، اور اس کے اوپر ایک سیاہ شال بڑی خوبصورتی سے اوڑھی ہوئی تھی۔ اس کے بال پیچھے کی جانب سنوارے گئے تھے، اور وہ واقعی ایک خوبصورت مرد لگ رہا تھا۔

جمعہ کی نماز کے بعد اشفاق، نور بانو اور انکے ہمراہ کچھ لوگوں نے نکاح کے لیے رخسانہ کے گھر جانا تھا۔

اشفاق اپنے کمرے سے تیار ہو کر نکلا۔

"السّلام و علیکم امّا، کیسا لگ رہا ہوں"؟

"و علیُکم اسلام، میرا پُتر لگ رہا ہے"۔

(و علیُکم اسلام، میرے بیٹے لگ رہے ہو

"مطلب میں بہت پیارا لگ رہا ہوں"؟

"ہاں! ماشاءاللہ، اللہ بری نظر توں بچائے، چلو ہن نماز پڑھ لو، پھر چلنے آں"

(ماشااللہ، اللہ بری نظروں سے بچائے، چلو اب نماز پڑھ آؤ پھر چلتے ہیں۔)

اشفاق گھر پر آئے مہمانوں کے ساتھ مسجد چلا گیا، پیچھے نور بانو اپنے کچھ جاننے والوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بعد، اشفاق نکاح خواں سمیت چند رشتے داروں کے ساتھ رخسانہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے، جو زیادہ دور نہیں تھا۔

اشفاق کے لیے یہ یقین کرنا مشکل تھا کہ جس کو ایک مرتبہ دیکھنے کی بعد ہی دل دے بیٹھا تھا، وہ چند لمحوں بعد اس کی ہونے والی بیوی بننے جا رہی تھی۔ اس لمحے کی خوشی اس کے دل میں سکون پیدا کر رہی تھی۔

گھر آ چکا تھا، اشفاق کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

وہ سب گھر کے اندر داخل ہو چکے تھے۔

اشفاق حاشر سے بہت دل سے ملا، ہاشر کو وہ اپنی چھوٹی بہن کے لیے پہلی نظر میں ہی بھا گیا تھا۔

ایک دوسرے سے سلام دعا کر کے نور بانو نے رخسانہ کو بلانے کا کہا۔

رخسانہ نے سرخ رنگ کا لہنگا پہنا ہوا تھا، جو نہایت خوبصورت اور بے حد نفیس تھا۔ اس کے ہاتھوں میں سونے کی چوڑیاں اور کانوں میں بالیاں چمک رہیں تھیں، اور اس نے بہت حسین بندی سجائی ہوئی تھی۔ اس کے بال پیچھے کی جانب جوڑے کی صورت میں باندھے گئے تھے، اور وہ بالکل کسی پری کی مانند نظر آ رہی تھی۔

Clubb of Quality Content!

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے، وہ حسین دلہن اشفاق کے دل کو دھڑکانے پر مجبور کر گئی تھی۔

ایک طرف رخسانہ بیٹھی تھی، دوسری طرف اشفاق، اور وہ دونوں باآسانی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے، رخسانہ نے اپنی نگاہیں اٹھا کر اشفاق کی سنہری آنکھوں میں دیکھا جو پہلے سے ہی اسی کی جانب متوجہ تھا۔

اس کی آنکھوں میں رکھیں تھیں برکتیں رب نے
اس حسین شخص سے واجب تھا محبت کرنا

ان کی آنکھوں میں کچھ تھا، جیسے وہ دونوں محبت کی خاموش گفتگو کر رہے ہوں، اس لمحے میں وقت جیسے تھم گیا تھا۔ وہ ایک مکمل لمحہ تھا۔

نکاح خواں نکاح شروع کر چکے تھے۔

دونوں کی دل کی دھڑکنوں کی رفتار آہستہ ہونا بھول چکی تھی۔

پہلے نکاح خواں نے رخسانہ سے پوچھنا شروع کیا۔

Clubb of Quality Content

رخسانہ بنتِ اکبر علی، کیا آپ کو بتیس روپے آٹھ آنے حق مہر سکہ رائج الوقت اشفاق اعوان ولد بلال حسین اعوان سے نکاح قبول ہے؟ دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

"قبول ہے،" رخسانہ نے آہستگی سے جواب دیا۔

پھر دوبارہ پوچھا گیا،

"رخسانہ بنتِ اکبر علی، کیا آپ کو بتیس روپے آٹھ آنے حق مہر سکہ رائج الوقت اشفاق اعوان ولد بلال حسین اعوان سے نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے،" رخسانہ خوشی سے بولی، وہ واقعی خوش تھی۔

"قبول ہے؟"

"قبول ہے،" اس کے دل میں اچانک سکون کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔

نکاح خواں اب اشفاق سے مخاطب تھے۔

اشفاق اعوان، کیا آپ کو بتیس روپے آٹھ آنے حق مہر سکہ رائج الوقت رخسانہ اکبر بنتِ اکبر علی سے نکاح قبول ہے؟

Clubb of Quality Content

"قبول ہے،" دل کی گہرائیوں سے کہا گیا۔

"اشفاق اعوان، کیا آپ کو بتیس روپے آٹھ آنے حق مہر سکہ رائج الوقت رخسانہ اکبر بنتِ اکبر علی سے نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے،" ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے جواب آیا۔

"قبول ہے؟" آخری بار سوال کیا گیا۔

"قبول ہے،" جان دار مسکراہٹ اشفاق کے ہونٹوں پر بکھر گئی۔

نکاح مبارک، سب ایک دوسرے کو نکاح کی مبارک بعد دے رہے تھے۔

رخسانہ کو اشفاق کے ساتھ بٹھایا گیا۔

"مبارک ہو بیگم"، اشفاق نے رخسانہ کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

اتنے قریب سے اپنے شوہر کی آواز سن کر رخسانہ لمحوں میں سرخ ہو چکی تھی۔

"آپ کو بھی مبارک ہو اشفاق"، دل نے قبول کیا کہ اشفاق واقعی اس کے صبر کا پھل ہے۔

رخسانہ کے منہ سے اپنا نام سن کر اشفاق کو بہت اچھا لگا تھا۔

ایسے کیوں اسکے ہونٹوں سے اچھا لگتا ہے میرا نام.

کچھ رسومات کے بعد رخسانہ کی رخصتی ہو چکی تھی، اب وہ اشفاق کے گھر میں تھی۔اس کا لہنگا بستر پر پھیلا ہوا تھا

اشفاق نے اپنی ماں کو خدا حافظ کہہ کر کمرے کی جانب قدم بڑھایا، جبکہ رخسانہ گھونگھٹ میں چھپی بیٹھی تھی، دل کی دھڑکنیں پسلیوں کو چیر کر باہر آنے کو بے تاب تھیں۔

وہ اشفاق کے گھر میں تھی، اور اب یہ بھی اس کا گھر تھا، یہ خیال اس کے دل کو بے حد سکون دے رہا تھا۔

دروازے کے کھلنے کی آواز پر وہ اچانک گھبرا گئی، لیکن پھر خود کو سنبھالتے ہوئے آہستہ سے بیٹھی رہی۔اشفاق قریب آکر بستر پر، جہاں اس کا لہنگا بکھرا ہوا تھا، بیٹھ گیا۔

نرمی سے گھونگھٹ اٹھایا تو سامنے اشفاق اپنی بیوی کی خوبصورتی کو دیکھ کر رہ گیا۔

"ماشاءاللہ"، اشفاق نے اپنی حسین بیوی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

رخسانہ اسکے ماشااللہ کہنے پر مسکرا کر رہ گئی۔

"کیسی ہیں آپ"؟

"ٹھیک ہوں، آپ"؟ پوچھا گیا۔

"میں تو آج بالکل بہتر ہوں"، کمرے میں محبت ہی محبت تھی۔

کچھ پل رخسانہ اشفاق کو خاموشی سے دیکھتی رہی، اشفاق بہت خوبصورت تھا، اتنا کہ اُسے بس دیکھتے رہنے کو جی چاہے۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو"؟ رخسانہ نئی دلہنوں کی طرح شرمانے کے بجائے اپنے شوہر کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

وہ دیکھ سکتی تھی، حق تھا اس کا۔

"اپنے صبر کے پھل کو دیکھ رہی ہوں"، رخسانہ نے اشفاق کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

اشفاق دل سے مسکرا دیا۔

"ارے بیگم، ایک ہی دل ہے، کتنی بار دھڑکائیں گی؟

"یہ دل اب میری وجہ سے ہی دھڑکنا چاہیے اشفاق صاحب"۔

"جو حکم میڈم"، اشفاق نے دل سے کہا۔

"یہ لیں، آپ کی منہ دکھائی"، اشفاق نے سونے کی چوڑیاں پیش کیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کتنی حسین ہیں یہ"، رخسانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میری بیوی سے کم ہیں"، اشفاق نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

اشفاق نے نرمی سے رخسانہ کے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیا۔

اچانک اُسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ایک محفوظ پناہ میں ہے، جیسے وہ چُھپالی گئی ہو۔

دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

"شکریہ رخسانہ، مجھے اپنانے کے لیے، مجھے اپنا ساتھی بنانے کے لیے،

مجھے ہمیشہ کے لیے اپنے دل سے باندھنے کے لیے، مجھے سکون دینے کے لیے، میں ہمیشہ تمھارا ساتھ نبھاؤں گا، یہ میرا وعدہ ہے تم سے"۔

رخسانہ اشفاق کی بات سن کر پُر سکون ہو گئی تھی۔

"شکریہ اشفاق، اُس اعتماد کے لیے جو آج تک مجھے کسی گھر کے مرد نے نہیں دیا، اُس ہمت کے لیے جو مجھے درکار تھی، میں اپنے رب کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے آپ جیسا ہمسفر دیا"۔

دو لوگ، جنہیں مقدر نے ملایا تھا، مطمئن تھے، خوش تھے، اپنے رب کے شکر گزار تھے۔

رخسانہ نے نرمی سے اپنا سر اشفاق کے کندھے پر رکھ دیا۔

دونوں کے چہروں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

منظر مکمل تھا۔

وہ دونوں خوش تھے۔

میری محبت میرے جذبات صرف تم سے ہیں

دیکھو میری کائنات صرف تم سے ہے

اوروں سے میں پوچھنے کا حق نہیں رکھتا

میرے سوالات میرے جوابات صرف تم سے ہیں

تم کو معلوم ہی نہیں میری تنہائی کا دکھ

میری سوچیں میرے خیال صرف تم سے ہیں

تم ساتھ ہو تو مقدر پر حکومت اپنی

میری ہر رشتے کی سوغات صرف تم سے ہے

اگر کبھی بکھر جاؤں تو سمیٹ لینا مجھ کو

ہے مکمل جو میری ذات صرف تم سے ہے

صبح کے پانچ بج رہے تھے، موسم بے حد حسین تھا، ہر جانب سکون ہی سکون چھایا ہوا تھا۔

اشفاق فجر کی نماز کے لیے مسجد گیا ہوا تھا، جبکہ رخسانہ اپنے کمرے میں عبادت میں مشغول تھی۔

صبح کی فضا بہت ہی پُر سکون تھی، جب وہ اٹھی تو اس کے پہلو میں اشفاق موجود تھا، اس کی موجودگی ہی دل کو سکون بخشتی تھی۔

نماز کے بعد کافی دیر تک وہ اسی طرح سوچتی رہی، ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے ایک ایسا شوہر ملے جو عزت کرنے والا ہو، محبت کرنے والا ہو، اور ایک ایسا انسان جو اپنے رب کے قریب ہو۔ رخسانہ کو یہ تمام خوبیاں اشفاق میں مل گئی تھیں، وہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اپنے رب کا شکر ادا کرتی"۔

تھوڑی دیر میں اشفاق مسجد سے گھر لوٹا تھا، چونکہ وہ لوگ ناشتہ اتنی صبح نہیں کرتے تھے، تو اشفاق سیدھا کمرے میں چلا آیا۔

"رخسانہ"؟

"جی بولیے"؟

"آؤ تھوڑی دیر باہر چلیں، موسم بہت اچھا ہے، ہلکی ہوا بھی چل رہی ہے"۔

"لیکن ہم کہاں جائیں گے، اشفاق"؟

"ارے چلو تو"، اشفاق رخسانہ کا نرمی سے ہاتھ پکڑ کر باہر لے گیا۔

ہلکی ہوا کی وجہ سے درختوں پر لگے پتے ہل رہے تھے۔

اشفاق بہت سادہ حلیے میں تھا، نیلے رنگ کی شلوار قمیض میں گھر والی چپل پہنے، بکھرے ہوئے بال جو ماتھے کو ڈھکے ہوئے تھے۔ وہ معصوم اور پیارا الگ رہا تھا۔

جبکہ رخسانہ نے سرخ رنگ کی لمبی قمیض اور شلوار پہنی ہوئی تھی، ساتھ ہی ٹھنڈ کی وجہ سے وہ اشفاق کی کالی شال اوڑھے ہوئے تھی، جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔

شال کی نرم و ملائم ساخت اس کی جلد کو چھو کر ایک خاص احساس دے رہی تھی، جیسے اشفاق کی محبت کا ایک ہلکا سا لمس۔

رخسانہ کا ہاتھ ابھی تک اشفاق کی گرفت میں تھا، اور وہ دونوں کافی دیر تک ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے چلتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد، وہ دونوں ایک نہایت خوبصورت مقام پر پہنچ چکے تھے۔ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی، جھونپڑی کے باہر دو آرام دہ کرسیاں تھیں۔جب وہ ان کرسیوں پر بیٹھے تو سامنے سورج مکھی کا کھیت ایک بہت ہی سکون بخش منظر پیش کر رہا تھا۔آسمان پر نرم نرم بادل تھے،اور طلوع آفتاب کی روشنی ہر جانب پھیل رہی تھی،جو سب کچھ انتہائی حسین بنا رہی تھی۔

دو محبت کرنے والے....

سرسبز گاؤں...

سورج مکھی اور طلوع آفتاب...

ہاتھوں میں ہاتھ لیے ہوئے...

ہر کونے میں سکون کی فضا تھی۔

"اشفاق، یہ سب کتنا پیارا ہے"، رخسانہ کسی بچے کی طرح چہک رہی تھی۔اشفاق کو اس پر بے انتہا پیار آیا۔

"اللہ کی قدرت اگر خوبصورت نہ ہو تو اور کیا ہو سکتی ہے"۔

اشفاق اکثر پریشانی کے عالم میں یہاں آ کر بیٹھ جاتا تھا۔

"ہم روزانہ یہاں آیا کریں گے، ہم ایسے دونوں ساتھ بیٹھ کر ڈھیروں باتیں کیا کرینگے، کتنا مزا آئے گا نہ اشفاق! اللہ جی، یہ سب کتنا حسین ہے، ماشاءاللہ ماشاءاللہ"۔

وہ ہمیشہ سے ایسی ہی رہی ہے، پھول، بادل، سبزہ، چاند ستارے، اور سورج اس کے دل کو سکون بخشتے تھے۔

"اشفاق، آپ سے ایک بات پوچھوں"؟

"سو پوچھیں آپ، بیگم"۔

وہ اپنے ہاتھ کو تھوڑی کے نیچے رکھ کر پوری توجہ سے رخسانہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو مجھ سے محبت کب ہوئی تھی"۔

"ایک دن میں فجر کی نماز ادا کر کے واپس آ رہا تھا، تب میں نے دیکھا کہ ایک لڑکی کھیتوں میں کبھی یہاں سے وہاں دوڑ رہی تھی، کبھی دل کھول کر ہنس رہی تھی، اور کبھی محبت سے اپنے پرندے کو پیچھے پھینک رہی تھی۔ وہ لڑکی اتنی حسین تھی کہ پھر اس سے عشق کرنا میرے لیے لازم ہو گیا،

کیاسناؤں بیگم، عشق کی ایک پیاری داستان ہے۔"

اشفاق کی بات سن کر وہ اچانک سرخ ہو گئی۔

"کسی غیر لڑکی کو دیکھنے کی جرات کیسے کی آپ نے"؟ رخسانہ نے آہستہ سے اشفاق کے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"غیر تھوڑی ہو تم! تم تو میری ہو"۔

"آپکی اب ہوں، پہلے غیر تھی"۔

رخسانہ کے اس انداز پر وہ دل و جان سے مسکرایا۔

رخسانہ نے اپنے سامنے بیٹھے اپنے مجازی خدا کو دیکھا، سورج کی روشنی کی وجہ سے اس کی سنہری آنکھیں چمک رہی تھیں۔

وہ مسکراتے ہوئے بے حد حسین لگتا تھا، رخسانہ کو ماننا پڑا۔

"محبت کیسی ہوتی ہے رخسانہ"؟ اس کے اچانک سوال پر رخسانہ نے مسکراتے ہوئے اشفاق کو دیکھا

"جس شخص سے محبت ہو جائے چاہے وہ دوست ہو، کوئی قیمتی انسان ہو، کوئی بھی ہو، محبت بڑی خالص چیز ہے۔ جب آپ اس شخص کو دیکھتے ہو جس سے آپ کو محبت ہو، تو سکون ملتا

ہے، ہمت ملتی ہے، جینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ وہ شخص اتنا پیارا لگتا ہے کہ چاہے فاصلے ہوں پر اسکے لیے ہر دم دعائیں کرنے کا دل کرتا ہے۔ جب ہم اُسے ہنستا اور مسکراتا ہوا دیکھتے ہیں تو بس ایک بات ذہن میں آتی ہے۔ کہ کوئی کیسے اتنا پیارا مسکرا سکتا ہے؟ کیوں؟ کیسے ہے اتنا سکون اس کی کھلکھلاتی ہنسی میں؟ پھر دل چاہتا ہے اس کے لیے دعائیں کی جائے، اسکے حصے کے غم کہیں دور بھاگ جائیں، مسکراہٹ اسکے ہونٹوں سے کبھی جدا نہ ہو۔ دل اسکے لیے امن اور سکون کی دعائیں کرتا ہے، اُسے سوچ کر عجیب سی خوشی محسوس ہوتی ہے بہت خوبصورت احساس ہوتا ہے کہ وہ بیان نہیں ہو سکتا"۔

رخسانہ نے نرمی سے اشفاق کے ہاتھ کو اپنے حصار میں لیا،

"میرے لیے وہ شخص آپ ہیں اشفاق، یقین دلایا گیا"۔

"الحمداللہ"!! اشفاق نے آنکھیں بند کر کے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

کیا زندگی اتنی خوبصورت بھی ہو سکتی ہے؟

کوئی شک؟ کہیں اندر سے آواز آئی

پاس آؤ اک التجا سن لو

پیار ہے تم سے بے پناہ سن لو

ایک تُمھی کو خدا سے مانگا ہے

جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو

ابتدا عشق کی ہوئی تم سے

تم ہو چاہت کی انتہا سن لو

تھوڑی دیر بعد اشفاق اور رخسانہ گھر واپس لوٹے تھے، نور بانو نے ناشتہ تیار کر لیا تھا۔

"آپ میرا انتظار تو کر تیں، میں ناشتہ خود تیار کر لیتی یا کم از کم آپ کی مدد ہی کر دیتی،" رخسانہ نے شرمندگی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"ارے پُتر تم کل ہی تو آئی ہو، کیا میں نئی نویلی دلہن سے گھر کے کام کرواتی ہوئی اچھی لگوں گی؟ ابھی تو تمہاری پوری زندگی یہاں ہے، کام بعد میں بھی ہو جائیں گے۔ پہلے اپنی شادی کے ابتدائی دنوں کو سکون سے گزارو،" نور بانو نے محبت سے جواب دیا۔

رخسانہ کو اپنی ساس کی محبت اور خیال رکھنے کا انداز دیکھ کر دل کی گہرائیوں سے خوشی ہوئی۔

"جی"

"امی کہو مجھے، اشفاق بھی مجھے امی ہی کہتا ہے"۔

"جی امی"، رخسانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اشفاق نے اپنی ماں کے سامنے بیٹھ کر رخسانہ کو اشارہ کیا، اچانک وہ بے چین ہو گئی، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، رخسانہ کے گال سرخ ہو چکے تھے۔

"بیٹا، سب خیریت ہے؟ اگر کوئی مشکل ہو تو تم نے مجھے آ کر بتانا ہے، کوئی بات دل میں نہیں رکھنی"، نور بانو نے محبت سے سمجھایا۔

"نہیں نہیں، امی، الحمد للہ، اللہ کا بہت شکر ہے، سب بالکل ٹھیک ہے، آپ پریشان نہ ہوں"۔

"بہت اچھی بات ہے، اب آرام سے ناشتہ کرو، ورنہ یہ ٹھنڈا ہو جائے گا"۔

"جی امی، شکریہ"۔

ہلکی پھلکی باتوں کے ساتھ ناشتہ مکمل ہو چکا تھا۔

(ولیمہ کا دن)

آج اشفاق اور رخسانہ کا ولیمہ تھا۔

اشفاق نے نیوی رنگ کا پینٹ کوٹ زیب تن کیا ہوا تھا، اس کے بال بڑی مہارت سے سنوارے گئے تھے۔ وہ اتنا خوبصورت نظر آرہا تھا کہ کوئی بھی اس کی جانب دیکھے تو بس دیکھتا ہی چلا جائے۔

سامنے میں شادی ہال کی کمی تھی، جس کی وجہ سے ولیمہ کے لیے گھر کے قریب ایک خوبصورت خیمہ سجایا گیا تھا۔ رخسانہ نے چاندی کی رنگت کی لمبی فراق پہنی ہوئی تھی، جس کے ساتھ اس کے گلے میں ایک خوبصورت اور نفیس مالا جھلک رہی تھی۔ اس کے بال پیچھے کھلے ہوئے تھے، اور چہرے پر کچھ لٹیں بڑی خوبصورتی سے بکھری ہوئی تھیں۔

رخسانہ کو لا کر اشفاق کے قریب بٹھایا گیا۔

"میں نے آج تک آپ جیسی خوبصورتی نہیں دیکھی، بیگم۔" اشفاق نے اپنی دلہن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور میں نے آج تک آپ جیسا مخلص اور نیک دل انسان نہیں دیکھا، اشفاق صاحب۔"

"اللہ جی، میری اتنی ستائش ہو رہی ہے، مجھے تو بے حد خوشی سی محسوس ہو رہی ہے"، اشفاق پورے دل سے مسکرایا۔

"ماشااللہ میری رخ تو آج بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہے، اور خوش ہے نہ میری جان"؟، گلِ زہرا رخسانہ کے پاس آئی اور اُسے گلے سے لگایا۔

"بہت خوش ہوں آپا تم کیسی ہو"؟

"میں ٹھیک ہوں، اور اب تو رخ کو دیکھ لیا نہ مزید ٹھیک ہو گئیں ہوں"۔

کچھ دیر وہ دونوں باتیں کرتی رہیں، پھر گلِ زہرا مہمانوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

"مجھے تو یقین نہیں آ رہا رخسانہ آج یہاں دلہن بنی بیٹھی ہے"، اسماء بلند آواز میں بولی ہوئی رخسانہ کے قریب آئی۔

"اسماء شکر ہے تم آگئی"، رخسانہ نے اسماء سے گلے ملتے ہوئے کہا۔

"کیسے نہ آتی میری جان کی شادی ہے"، اسماء بے انتہا خوش تھی۔

وہ دونوں بھی تھوڑی دیر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے، اور پھر اسماء اٹھ کر چلی گئی۔

رخسانہ نے چہرہ موڑ کر اشفاق کو دیکھنا چاہا، وہ کسی سے مسکراتے ہوئے گفتگو کر رہا تھا۔

یہ شخص مسکراتے ہوئے اتنا خوبصورت کیسے لگ سکتا ہے؟ رخسانہ نے یکدم سوچا۔

زندگی جیسے دونوں کے لیے مکمل ہو چکی تھی، ہر جانب سکون کا احساس تھا۔ رخسانہ کی شادی اس انسان سے ہو گئی تھی، جو اس کی عزت کرتا تھا، اس کی دیکھ بھال کرتا تھا، اور اس سے محبت بھری باتیں کرتا تھا۔ ایک لڑکی کو اپنے شوہر میں یہی خصوصیت درکار ہوتی ہیں۔ اللہ ہر بیٹی کے نصیب اچھے کرے، یہ دعا رخسانہ نے دل کی گہرائیوں سے مانگی۔

ولیمہ اپنے اختتام کی جانب بڑھ چکا تھا۔

نور بانو ولیمہ کی وجہ سے بہت تھک چکی تھیں، جس کے سبب وہ اپنے کمرے میں آرام کرنے چلی گئیں۔

رخسانہ کو آج دو دن بعد اپنی بہن سے مل کر خوشی محسوس ہوئی تھی۔

اشفاق بھی تھک چکا تھا، جس کی وجہ سے وہ کچھ دیر سو گیا۔

رخسانہ کو نیند نہیں آ رہی تھی، تو وہ باہر صحن میں چلی گئی۔ موسم بہت سکون دے ہو رہا تھا۔

"اللہ کرے آج بارش ہو جائے"، رخسانہ نے دعا کی، اس کو بارش سے عشق تھا۔

Clubb of Quality Content

تھوڑی دیر صحن میں اکیلے بیٹھنے کے بعد جب وہ اندر گئی تو سب سو رہے تھے۔ رخسانہ بھی کچھ لمحے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔

سورج غروب ہو چکا تھا۔

بارش کے ہونے کے آثار نمایاں تھے۔

"امی، آپ نے رات کا کھانا نہیں کھانا؟" نور بانو ابھی تک اپنے کمرے میں سو رہی تھیں، تو رخسانہ ان سے پوچھنے گئی۔

"نہیں، پُتر، میرے سر میں درد ہو رہا ہے، میں ابھی تھوڑی دیر آرام کروں گی۔ تم اشفاق سے پوچھ لینا، اگر اُسے کھانا ہو تو دے دینا، تم بھی کھا لینا،"

نور بانو رخسانہ سے گویا ہوئیں۔

"امی، آپ ٹھیک ہیں؟"

Clubb of Quality Content!

"ہاں پُتر، میں ٹھیک ہوں، بس تھوڑی سی تھکن محسوس ہو رہی ہے۔ اگر میں آرام کر لوں تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، تم پریشان مت ہو۔ اشفاق کو بتا دینا کہ امی سو رہی ہیں۔"

"ٹھیک ہے، پھر آپ آرام کریں، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتایئے گا۔"

"ہاں پُتر۔"

"اشفاق، کیا آپ کھانا کھائیں گے؟"

"نہیں، مجھے بھوک محسوس نہیں ہو رہی، کیوں نہ ہم چائے بنا لیں، پھر باہر بیٹھ کر پیئیں"۔

"اچھا، میں چائے تیار کرتی ہوں"، رخسانہ یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکلنے لگی۔

اشفاق نے بستر سے اٹھ کر فوراً رخسانہ کا ہاتھ تھام لیا۔

"ارے بیگم، پہلے میرے ہاتھ کی چائے تو پی لیں، آج میں خود آپ کے لیے چائے بناؤں گا۔"

"آپ تشریف رکھیں، سرتاج، میں چائے تیار کر لیتی ہوں۔"

"اچھا، پھر ہم ساتھ چلتے ہیں۔" رخسانہ کا ہاتھ اشفاق کے ہاتھ میں تھا، اور وہ دونوں مل کر باورچی خانہ کی جانب بڑھنے لگے۔

چائے کی خوشبو اور محبت بھری باتوں کے درمیان، ان کی مسکراہٹیں ایک دوسرے کے دلوں کو گرماتی رہیں۔

"امی نے کھانا نہیں کھایا؟"

"دراصل، انہیں تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی، اس لیے انہوں نے کہا کہ وہ آرام کرنا چاہتی ہیں۔"

"اچھا"، چائے تیار ہو چکی تھی، وہ دونوں اب آنگن کی جانب بڑھ رہے تھے۔

باہر ہلکی بونداباندی ہو رہی تھی، رخسانہ بارش کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔

"سرتاج، آپ کو معلوم ہے مجھے بارش بہت پسند ہے، اس کی خوشبو مجھے بے حد سکون عطا کرتی ہے،" وہ مسکراتے ہوئے چہک چہک کر بتا رہی تھی۔

اشفاق اس کے بیان کرنے کے انداز پر مسکرا کر رہ گیا۔

وہ دونوں چارپائی پر بیٹھ گئے، ہلکی سی روشنی تھی جو ان کے چہروں کو نمایاں کر رہی تھی۔

"ایک منٹ رکو، میں ایک چیز لے کر آتا ہوں،" اشفاق نے کہا۔

تھوڑے دن پہلے اس نے ایک ریڈیو خریدا تھا، وہ رخسانہ کے پاس لے آیا، آہستہ آواز میں اسے چلایا، جگجیت سنگھ کی غزل چل رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

"ایک پیار کا نغمہ ہے"

"موجوں کی روانی ہے"

"زندگی اور کچھ بھی نہیں"

"تیری میری کہانی ہے"

بارش تیز ہو چکی تھی، وہ دونوں چائے پی رہے تھے، اور زندگی کا لطف اٹھا رہے تھے۔

"کچھ پا کر کھونا ہے"

"کچھ کھو کر پانا ہے"

"جیون کا مطلب تو"

"آنا اور جانا ہے"

"ایک پیار کا نغمہ ہے"

"اشفاق چلیں بارش میں چلتے ہیں۔" رخسانہ اشفاق کا ہاتھ تھام کر اُسے بارش میں لے گئی۔

وہ دونوں بارش میں بھیگ رہے تھے، انہوں نے کچھ کھو کر کچھ پایا تھا، مشکلات کا سامنا کر کے آسانی حاصل کی تھی، ایک دوسرے کا ساتھ ملا تھا۔

رخسانہ کے بال بھیگ چکے تھے، اور آج پہلی بار اشفاق نے اُس کے کھلے بالوں کا منظر دیکھا تھا، ورنہ وہ ہمیشہ چادر اوڑھے پابند بالوں میں رہتی تھی۔ رخسانہ کے بال بے حد حسین تھے، لمبے اور چمکدار، جو پانی کی بوندوں سے لبریز تھے، گیلی لٹیں اُس کے چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔ اشفاق نے محبت بھرے انداز میں اپنی انگلیوں کی نرم پوروں سے چہرے پر آنے والے بالوں کو کانوں کے پیچھے کر دیا۔ اُس لمحے رخسانہ کا دل دھڑکا تھا۔

تھوڑی دیر وہ یونہی بارش میں بھیگتے رہے، ہنستے رہے، مسکراتے رہے۔

"رخسانہ، تمہیں سردی لگ جائے گی، اب بس کرو!" اشفاق کی فکر چہرے پر عیاں تھی۔

"اشفاق، تھوڑی دیر اور بس!" رخسانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ، شاباش! سردی لگ جائے گی اور تم بیمار ہو جاؤ گی، اس طرح!" اشفاق نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

اشفاق نے نرمی سے رخسانہ کا ہاتھ تھاما، قریب رکھی اپنی شال اٹھا کر اُس کے کاندھے پر ڈال دی۔ رخسانہ اپنے شوہر کو اس کے لیے فکر مند ہوتا دیکھ رہی تھی، کتنی خوش قسمت تھی وہ، دل میں الحمداللہ کہا گیا۔

اب وہ دونوں چارپائی پر دوبارہ بیٹھ چکے تھے۔ بہت نرمی سے رخسانہ نے اپنے سر اشفاق کے کندھے پر رکھ دیا، اشفاق کو اچھا لگا تھا۔

غزل ابھی تک چل رہی تھی۔

"دو پل کے جیون سے"

"ایک عمر چرانی ہے"

"زندگی اور کچھ بھی نہیں"

"تیری میری کہانی ہے"

"رخسانہ، ایک بات پوچھوں"؟

"ضرور پوچھیں۔"

"وہ کیا چیز تھی جو تمھے مضبوط بناتی رہی، جب تم تھک جاتی تھی، ہمت ہار جاتی تھی۔"

"اللہ پر یقین"، رخسانہ نے فخر سے بتایا۔

"آپ کو پتہ ہے، جب میں ہمت ہارنے لگتی تھی، تو میں اپنے آپ کو یہ سمجھا دیتی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرے ساتھ ہیں، گلِ زہرا کہتی تھی اپنے لیے آواز اٹھاؤ، اپنا حق مانگو اور پھر میں خود کو سمجھاتی تھی کہ آواز اٹھاؤ رخ، اپنا حق طلب کرو۔ کبھی کبھی مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی، مگر پھر میں نے اپنے آپ کو یہ بات سمجھائی کہ اپنا حق مانگنا کوئی غلط بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی تو ہمیں یہی سکھاتے ہیں کہ حق کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے

جب میں تھک جاتی تھی تو نفل نماز پڑھ لیتی تھی، سجدے میں جاتے ہی مجھے جو سکون ملتا تھا، وہ دنیا میں کہیں نہیں ہے، اشفاق۔ اللہ کو یاد کرنے کی جو خوبصورتی ہے، وہ کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ پھر میں صبر بھی کرتی تھی، اور اللہ تعالیٰ کو یقیناً میرا صبر پسند آگیا تھا، اس لیے انہوں نے مجھے آپ کی صورت میں انعام عطا کیا، آپ میرے صبر کا ثمر ہیں، اور مجھے اس بات پر پورا یقین ہے کہ یہ ایک خوبصورت حقیقت ہے"۔

"یہ تمھیں کیسے لگتا ہے؟"، اشفاق نے پوچھا۔

سورۃ البقرہ (2:153):

"اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوۡنَ اَجۡرَہُمۡ بِغَیۡرِ حِسَابٍ"

"بیشک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب دیا جائے گا۔"

رخسانہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی۔ اشفاق بہت گور سے اُسے سن رہا تھا۔

یہ آیت ہمیں صبر کی اہمیت اور اس کے بدلے اللہ کی طرف سے بے شمار انعامات کی بشارت دیتی ہے۔ صبر کا مطلب ہے کہ مشکلات اور آزمائشوں کے وقت ثابت قدم رہنا اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا۔ جو میں نے کرنے کی پوری کوشش کی۔ اور پھر زندگی ٹھیک ہونا شروع ہوئی، آپ ملے مجھے، سکون ملا مجھے۔

اشفاق بس مسکرا تا رہا، رخسانہ کی بات سن کر دل کی گہرائیوں میں سکون کی لہریں دوڑ گئی تھیں۔

بارش آہستہ آہستہ تھم چکی تھی، غزل کافی دیر پہلے ختم ہو چکی تھی، وہ دونوں اب اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگے۔

تو دھارا ہے ندیا کی

میں تیرا کنارہ ہوں

تو میرا سہارا ہے

میں تیرا سہارا ہوں

فجر کا وقت تھا،اشفاق فجر کی نماز کے لیے مسجد جا چکا تھا۔

نور بانو کے منع کرنے کے باوجود رخسانہ نے نماز پڑھ کر سب کے لیے ناشتہ تیار کیا۔

اشفاق تھوڑی دیر بعد مسجد سے واپس لوٹا تو گھر میں اشتہا انگیز خوشبو بکھری ہوئی تھیں۔

"امی آج تو بہت لذیذ خوشبو آرہی ہے،ایسا کیا ہے ناشتے میں"۔

"جا کے ویکھ پُتر،آج تیری بیگم ناشتہ تیار کررہی ہے،جا اس دی تھوڑی مدد کر دے۔"

("جا کر دیکھ پُتر آج تیری بیگم ناشتہ تیار کر رہی ہے،جا اسکی تھوڑی مدد کر دے"۔)

"بہت خوب! یہ تو زبردست ہو گیا،ہم بھی اپنی بیگم کے ہنر سے تیار کردہ لذیذ کھانے کا لطف اٹھائیں گے"

گاؤں میں لوگ اکثر بیوی کی باورچی خانہ میں مدد کرنے کے خلاف رہتے تھے،ان کا خیال تھا کہ شوہر کو گھر سے باہر کے معاملات سنبھالنے چاہئیں جبکہ عورتوں کا کام باورچی خانہ ہے۔

لیکن نور بانو نے ہمیشہ اپنے بیٹے کو خود گھر کے کاموں میں شامل کر کے سکھایا ہے کہ محنت اور تعاون ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔

"السّلام و علیکم بیگم صاحبہ۔"

"وعلیکُم اسلام سرتاج جی۔"

اشفاق اسکے سرتاج کہنے پر گہرا مسکرایا تھا۔

"آج آپ ناشتہ تیار کر رہی ہیں؟"

"ہاں، میں سوچ رہی تھی کہ امی نے آپ کی خدمت میں بہت محنت کی ہے، اب میرا بھی تو کچھ فرض ہے نا۔"

"ضرور، ضرور۔"

رخسانہ روٹی تیار کر رہی تھی۔

اشفاق نے رخسانہ کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا، اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام لیا، رخسانہ کے ہاتھوں پر سوکھا آٹا لگا ہوا تھا۔

"ارے اشفاق، مجھے روٹی تو بنانے دیں، یہ کیا حرکت ہے، امی انتظار کر رہی ہوں گی۔"

"اور اگر میں چھوڑنے سے انکار کروں تو؟"

"میں تو آپ کی ہی ہوں، بعد میں پکڑ لیجیئے گا سرتاج، پوری زندگی کے لیے میں نے اپنا آپ، اشفاق صاحب کے سپرد کر دیا ہے۔"

"ہائے!! اشفاق کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

رخسانہ کے دل نے ایک بار پھر اقرار کیا، دنیا کی سب سے خوبصورت مسکراہٹ اشفاق کی ذات پر ختم ہوتی ہے۔

رخسانہ نے نرمی سے اپنے خشک آٹے سے بھرے ہاتھ کو اشفاق کے چہرے پر لگا دیا۔

اشفاق اور رخسانہ کا پُرجوش قہقہ فضا میں گونجتا سنائی دیا۔

اب رخسانہ اس کا چہرہ صاف کر رہی تھی، اور اشفاق مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"چلیں اشفاق، اب آپ بیٹھیں، میں ناشتہ تیار کر رہی ہوں۔"

"جو حکم!"

اشفاق ہنستے ہوئے باورچی خانے سے باہر نکل گیا۔

ناشتہ نور بانو اور اشفاق کو بے حد پسند آیا۔

نور بانو نے رخسانہ کو بہت ساری دعائیں دیں۔

اشفاق تو اپنی بیوی کے صدقہ واری جا رہا تھا۔

نور بانو اپنے دونوں بچوں کو دیکھ کر دل سے مسکراتی رہیں۔

"امی، کافی دنوں سے میری کالج کی چھٹی ہو رہی ہیں، آج جانا چاہتی ہوں۔"

"ہاں میرے بچے، ضرور جاؤ۔"

"میں چھوڑ آتا ہوں،" اشفاق نے کہا۔

"نہیں نہیں، میں پہلے بھی اکیلی چلی جاتی تھی، اب بھی چلی جاؤں گی۔"

"پہلے کی بات اور تھی رخسانہ، میرے ساتھ ہونے کے باوجود تم اکیلی کیوں جاؤ گی، چلو میں چھوڑ آتا ہوں"

"چلیں، مجھے پانچ منٹ دیں، میں آتی ہوں،" رخسانہ کہہ کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ناول کلب
Club of Quality Content

رخسانہ اور اشفاق سڑک کے کنارے آہستہ آہستہ قدم بڑھا رہے تھے۔ کالج اشفاق کے گھر کے قریب ہی واقع تھا۔

"رخسانہ، تم پریشان کیوں ہو؟" اشفاق نے رخسانہ کو فکرمند حالت میں چلتا ہوا دیکھ کر پوچھا۔

"اشفاق، جس طرح آج آپ نے کہا، میرے ہوتے ہوئے تم اکیلی نہیں جاؤ گی، اور اب آپ مجھے چھوڑنے بھی جا رہے ہیں، مجھے یہ سب سمجھ نہیں آ رہا۔ مجھے تو ان سب چیزوں کی عادت ہی نہیں ہے۔ میں کافی عرصے سے خود کو سنبھال رہی ہوں ہر جگہ، اور پھر میری زندگی میں آپ آ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا شکر ادا کروں، سمجھ ہی نہیں آتا۔ آپ نے مجھے وہ اہمیت دی ہے جو مجھے آج تک ملی ہی نہیں۔ امی مجھ سے ایسے پیار کرتی ہیں جیسے میں ان کی سگی اولاد ہوں۔"

آنسو رخسانہ کے چہرے کو تر کرتے جا رہے تھے۔

"رخسانہ، میری جان، ایسا نہ سوچو۔ زندگی کا ہر لمحہ پہلے دن کی طرح آسان نہیں ہوتا، اور نہ ہی ہر چیز ہمارے اختیار میں ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائش میں ڈالتے ہیں، تو یہ دراصل ہماری قوت اور صبر کا امتحان ہوتا ہے۔ یہ لمحات ہمیں سکھاتے ہیں کہ صبر اور استقامت کے ساتھ ہر مشکل کا سامنا کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کی رحمت ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے،

اور وہ ہمیں ہر مشکل سے کامیابی کی راہ دکھاتی ہے۔ تو وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کس طرح اس مسئلے یا پریشانی سے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نماز پڑھنا، صبر کرنا، اور اللہ پر یقین رکھنا، تم نے یہ سب کیا تھا، نا؟ تو پھر اللہ تعالیٰ، جو تم سے ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں، وہ تمہیں اس صبر کا انعام ضرور عطا کریں گے"۔

اشفاق نے آہستگی سے رخسانہ کے آنسوؤں کو صاف کیا اور اس کے نرم ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے لیا۔

"ہمیں اکثر یہ محسوس ہوتا ہے کہ جب ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ہمیں نہیں ملتی، حالانکہ ہم نے اس چیز یا اس انسان کو اپنی دعاؤں میں مانگا ہو، تو ہم شکوے کرنے لگتے ہیں کہ کیا میرے مانگنے میں کوئی کمی رہ گئی تھی یا کیا آپ نے ہمارے بہتے ہوئے آنسو نہیں دیکھے؟ یہ سب سوچنا غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کچھ بھی بھولتے نہیں، وہ ہر چیز کو یاد رکھتے ہیں۔ ان کی حکمت اور رحمت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ کبھی کبھی، ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ کی مشیت میں ہمارے لیے کچھ اور بہتر موجود ہو سکتا ہے، جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے۔

زندگی کی راہوں میں کبھی کبھی ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ جو چیزیں ہم نے دل سے مانگی تھیں، وہ ہماری زندگی میں کیوں نہیں آئیں۔اللہ کی حکمت بے انتہا ہے، اور وہ ہمیشہ ہمارے بہترین مفاد میں کام کرتا ہے۔جب ہم صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں، تو وہ ہمیں انعامات سے نوازتا ہے جو ہماری سوچ سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں"۔

اشفاق نے بہت سادہ الفاظ میں بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی۔

"اشفاق، میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ مجھے آپ جیسا ساتھی ملا۔میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قدم پر کامیابیاں اور خوشیاں عطا فرمائیں، آمین۔"

رخسانہ بہت محبت سے اشفاق کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"اور میری یہ دعا ہے کہ اللہ ہمیں ہمیشہ ایک ساتھ رکھے، دنیا کی کوئی طاقت ہمیں جدا نہ کر سکے، آمین"

رخسانہ کا کالج آچکا تھا، اور اب رخسانہ اشفاق کو خدا حافظ کہ کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"السّلام و علیکم رخسانہ،" اسماء نے رخسانہ کے قریب آکر سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام، کیا حال ہے؟"رخسانہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تو ٹھیک ہوں مگر تم ماشاءاللہ مجھے زیادہ ٹھیک لگ رہی ہو،"اسماء نے رخسانہ کو چھیڑنے کی کوشش کی۔

"مطلب؟"رخسانہ کو سمجھنے میں دیر نہ لگی لیکن ظاہر نہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ آپ تو بہت خوش نظر آرہی ہیں۔"

"خوش تو ہوں، اللہ کا کرم ہے بس،"رخسانہ کے چہرے پر سکون واضح تھا۔

"ویسے رخسانہ، اشفاق صاحب تو واقعی بہت خوبصورت ہیں۔"اسماء کا رخسانہ کو مزید چھیڑنے کا ارادہ تھا۔

"ہاں جی، مجھے تو معلوم ہے کہ وہ بہت خوبصورت ہیں، آپ ذرا اپنی نظروں کو تھوڑا دور رکھیں۔"رخسانہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"استغفراللہ بہن، کچھ بھی مطلب؟"

رخسانہ کا قہقہ بہت بلند تھا۔

کچھ دیر تک وہ دونوں خوشی سے ہنستے رہے، اور پھر رخسانہ اسماء کو نور بانو کے بارے میں بتانے لگی۔

کافی دیر وہ بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی رہیں۔

"رخسانہ، تم نے مجھے اپنے ماضی کے بارے میں کچھ بتایا تھا، لیکن کچھ باتیں باقی رہ گئی تھیں۔

اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو کیا میں جان سکتی ہوں؟" اسماء کو اچانک یاد آیا۔

"ارے نہیں، مجھے کیا اعتراض ہو گا؟ پہلے تو فرق پڑتا تھا، اب نہیں پڑتا۔ جو ہونا تھا، وہ ہو چکا،

اور اس کے بعد جو ہوا، وہ زیادہ اہم ہے۔ میں تمہیں بتاتی ہوں..."

(ماضی) ۱۹۸۳

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یونہی مل بیٹھنے کا کوئی بہانہ نکلے

بات سے بات فسانے سے فسانہ نکلے"

"پھر چلے ذکر کسی زخم کے چِھل جانے کا

پھر کوئی درد کوئی خواب پرانا نکلے"

"پھر کوئی یاد کوئی ساز اُٹھالے آئے
پھر کسی ساز کے پردے سے ترانہ نکلے"

"یہ بھی ممکن ہے کہ صحراؤں میں گم ہو جائیں
یہ بھی ممکن ہے خزانوں سے خزانہ نکلے"

"آؤ ڈھونڈیں تو سہی اہلِ وفا کی بستی
کیا خبر پھر کوئی گم گشتہ ٹھکانا نکلے"

"یار ایسی بھی نہ کر بات کہ دونوں رو دیں
یہ تعلق بھی فقط رسمِ زمانہ نکلے"

(احمد فراز)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"رخسانہ، اٹھو، ناشتہ بنا، سات بج چکے ہیں، اور تو ابھی تک سو رہی ہے۔"

رخسانہ گھبرا کر جاگ گئی، سامنے عائشہ کھڑی تھی، وہ علی کی بہن تھی۔

"جی، میں بنا دیتی ہوں!" عائشہ نے اتنی بلند آواز میں کہا کہ رخسانہ چند لمحوں تک سمجھ نہ سکی۔

کل وہ اس گھر میں رخصت ہوئی تھی، اُسے ناشتہ بنانے میں کوئی مشکل نہیں تھی، وہ صرف سولہ سال کی تھی، مگر رخسانہ کی ماں نے اُسے کھانا پکانا سکھایا تھا۔

عائشہ کمرے سے باہر جا چکی تھی، رخسانہ نے علی کو ڈھونڈنا چاہا مگر وہ کمرے میں موجود نہیں تھا۔

رخسانہ نے چادر کو اچھی طرح لپیٹا اور ناشتہ بنانے کے لیے باہر نکل گئی۔ صحن میں سکینہ، اس کی ساس، نند اور علی بیٹھے ہوئے تھے۔

"رخسانہ، بیٹا ناشتہ بنا دو، میری طبیعت آج کچھ ٹھیک نہیں ہے، ورنہ میں خود ہی بنا لیتی۔" سکینہ نے آرام سے کہا،

"جی جی خالہ، میں جا رہی ہوں بنانے۔" رخسانہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا،

یہ کہہ کر وہ بورچی خانہ کی طرف بڑھ گئی۔بورچی خانہ میں پہنچ کر،اس نے اپنے ہاتھوں کو دھویااور ناشتہ بنانے کی تیاری شروع کی۔ہر چیز کو خوبصورتی سے ترتیب دیتے ہوئے،وہ سوچنے لگی کہ یہ نئی زندگی اس کے لیے کیا کچھ لے کر آئے گی۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ناشتہ مکمل کر چکے تھے۔

"رخسانہ،یہ برتن دھو دینا،میں کچھ دیر آرام کرلوں،میرے سر میں درد ہو رہا ہے"،یہ کہہ کر عائشہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

علی اس تمام وقت میں صرف سکینہ بیگم اور عائشہ کے ساتھ گفتگو میں مصروف رہا،علی نے ایک نظر بھی اُس پر نہیں ڈالی،اُسے بُرا لگا تھا۔

رخسانہ کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اُسے یہاں نوکرانی کی حیثیت سے رکھا گیا ہو۔

دوپہر کا کھانا وہ تیار کر چکی تھی،اب وہ نماز پڑھنے کے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

کمرے میں داخل ہوئی تو علی بستر پر دراز تھا۔

"کیا تم نے کھانا تیار کر لیا ہے؟"علی نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"جی،"رخسانہ نے مختصر سا جواب دیا۔

"اب کیا کرنے کا ارادہ ہے،رخسانہ؟"

"جی،میں تو نماز پڑھنے لگی ہوں۔"

"اچھا،جلدی پڑھ لو،بہت بھوک لگ رہی ہے،"

علی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی،بس میں پڑھ رہی ہوں،پھر چلتے ہیں کھانا کھانے،"یہ کہہ کر رخسانہ نماز کی ادائیگی کے لیے چلی گئی۔

نماز قائم کرنے کی عادت اُسے چودہ سال کی عمر سے تھی،نماز نے ہر مشکل گھڑی میں اُسے سہارا دیا تھا۔اب چاہے وہ جتنی بھی مصروف ہو،نماز پڑھنا اُس کی عادت بن چکی تھی،جو کہ اُس کی طاقت تھی۔

دوپہر کے کھانے پر سب موجود تھے۔

"بیٹا، کتنی عمر ہے تمہاری؟" انور صاحب، جو کہ علی کے والد محترم تھے، نے رخسانہ سے پوچھا۔

"میں سولہ سال کی ہوں،" رخسانہ کی نظریں اس کے گود میں پڑے ہاتھوں پر تھیں۔

"ماشاءاللہ بیٹا، کھانا تو بہت کمال بنایا ہے تم نے، شاباش،" انور نے خوشی سے کہا۔

"شکریہ،" رخسانہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔اس کا حوصلہ کچھ بڑھا تھا، ابھی تک گھر میں صرف انور تھے جنہوں نے اُسے اچھے طریقے سے بات کی تھی۔

دوسروں کے گھر سے بیٹی لا کر اس کے ساتھ زیادتی کرنا، اس سے برے طریقے سے بات کرنا، اس کے ساتھ ناانصافی کرنا، دنیا کا سب سے آسان کام یہی تو ہے۔

سامنے بیٹھے دو افراد کے درمیان غصہ ایک طوفان کی مانند بھڑک اٹھا تھا۔

"لیکن اتنی جلدی شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تھوڑی پڑھائی کر لیتی، کچھ وقت تو رک جاتی، لیکن نہیں، انہیں تو بس شادیاں کرنے کا جنون ہے،" عائشہ نے غصے سے کہا۔

رخسانہ ایک لمحے کے لیے بالکل خاموش ہو گئی، اُسے سمجھ نہیں آیا کہ عائشہ اس سے اتنی نفرت کیوں کرتی تھی، آخر اس نے کیا بگاڑا تھا۔

"خاموش ہو جاؤ عائشہ، تمیز سے بات کرو، یہ تمہاری بھابھی ہے،" انور نے بلند آواز میں کہا۔

"لیکن ابو،" عائشہ نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"میں نے کہہ دیا ناخاموش تو بس خاموش،" انور نے جیسے بات کو ختم کر دیا۔

سب نے کھانا تناول کر لیا تھا، رخسانہ نے برتن اٹھائے اور خاموشی سے کمرے کی جانب چل دی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ بے ساختہ رونے لگی، اس کے دل میں ایک عجیب سی بے بسی چھائی ہوئی تھی۔ وہ اپنی ذات پر آنسو بہانے لگی، ہر ایک بات پر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ اپنے گھر کی یاد میں کھو گئی، مگر اب یہی اس کا مسکن تھا۔ علی سے اس کی محض دو تین باتیں ہی ہوئی تھیں، مگر وہ کیوں اتنی بے بس محسوس کر رہی تھی؟ اس کے اندر ایک کرب تھا، اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

وہ کافی دیر تک یونہی آنسو بہاتی رہی اور کب اس کی آنکھ لگ گی اُسے معلوم نہ ہوا۔

علی کمرے میں داخل ہوا تو رخسانہ کو نیند میں پایا۔جب علی اس کے قریب بیٹھا، تو وہ اچانک جاگ گئ۔

"کیا تم روئی ہو؟" علی نے اس کا چہرہ دیکھا، جو سوجا ہوا تھا۔

"نہیں،" رخسانہ کی نظریں نیچے جھکی ہوئی تھیں۔

"ارے، میری آنکھوں میں دیکھو، سچ سچ بتاؤ، کیا ہوا ہے؟" علی نے اس کا چہرہ اوپر کیا۔

رخسانہ نے علی کی آنکھوں میں جھانکا اور بے اختیار رونے لگی۔

"رخسانہ، یہ کیا ہوا ہے؟ یہ تو بتاؤ، کیوں رو رہی ہو؟" علی نے پریشانی کے عالم سے پوچھا۔

"مجھے اپنے گھر والوں کی بہت یاد آ رہی ہے،" وہ ہچکیاں لیتے ہوئے مشکل سے بول پا رہی تھی۔

"پھر کیا مسئلہ ہے؟ میں تمہیں لے جاتا ہوں، رونا بند کرو،" علی نے رخسانہ کے آنسوؤں کو محبت سے صاف کیا۔

وہ کچھ لمحوں کے لیے خاموش رہی۔

"چلو میرے ساتھ، ہم امی سے اجازت لے لیتے ہیں پھر نکلتے ہیں،"

علی نے رخسانہ کا ہاتھ تھام کر اُسے باہر کی جانب بڑھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی، کیا میں اندر آجاؤں؟"

"ہاں پُتر، آجا، خیریت ہے؟"

"جی امی، میں رخسانہ کو اس کے گھر والوں سے ملوالاؤں؟ دراصل، اُسے اپنے گھر والوں کی بہت یاد آرہی تھی،" علی نے آہستگی سے اپنی اجازت طلب کی۔

"کوئی ضرورت نہیں، ابھی کل ہی تو آئی ہے وہ۔ گھر پر بیٹھو اور چائے کا وقت ہو گیا ہے، اب جاکر رخسانہ چائے بنالو،" سکینہ نے جلدی سے بولتے ہوئے باہر کی طرف قدم بڑھادیے۔

رخسانہ باورچی خانہ کی طرف دوڑ گئی، آنسوؤں کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ وہ بھی تو صرف ایک سولہ سال کی لڑکی تھی، لیکن باپ کی لالچ کی وجہ سے آج وہ اس دلدل میں پھنس چکی تھی۔ کبھی کبھی اپنے ہمیں جاننے کے باوجود بھی بے حسی کا مظاہرہ کر جاتے ہیں، اور کبھی کبھی اجنبی بھی دل کی کیفیت کو سمجھ لیتے ہیں۔

مجھے جو بھی دشمنِ جاں ملا، وہی پختہ کارِ جفا ملا

نہ کسی کی ضرب غلط پڑی، نہ کسی کا تیر خطا ہوا

علی اس کے پیچھے باوَرچی خانہ آیا،اور اس نے رخسانہ کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی جانب کیا۔

"میں تمہیں لے جاونگا،بس تھوڑا صبر کرلو رخسانہ۔امی دل کی اچھی ہیں،بس مزاج کی تھوڑی سخت ہیں۔ لیکن تم ہمت کرو، میں تمہیں خود لے کر جاؤنگا۔" علی نے نرم لہجے میں رخسانہ کو پُر سکون کرنے کی کوشش کی۔

علی باقی سب کی طرح دل کا برا نہیں تھا، مگر وہ کبھی بھی اپنی ماں یا بہن کے سامنے اس کے لیے آواز نہیں اٹھائے گا، یہ تو وہ جان گئی تھی، اُسے کیوں یہ سب برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔

اسے اپنے حالت پر رونا آرہا تھا۔

علی اُسے بہلانے کی ناکام کوششیں کر کے بورچی خانہ سے چلا گیا۔

کچھ دن یوں ہی گزرتے رہے۔۔۔

رخسانہ دن رات آنسو بہاتی رہتی، علی کو ماں اور بہن کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔انور کے سامنے عائشہ اور سکینہ اب کوئی بے وقوفی کی بات نہیں کرتیں تھیں، مگر رخسانہ پر دن رات کام کا بوجھ ڈالنا،اس کے ساتھ بد تمیزی کرنا، یہ سب وہ خاموشی سے سہہ رہی تھی۔۔۔

کاش اس نے شروع ہی سے اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کی ہوتی تو آج کسی کی جرات نہ ہوتی کہ اس سے کوئی فضول بات کرے، مگر کبھی بھی اس کی ہمت اس کا ساتھ نہیں دیتی تھی۔

رخسانہ اپنے گھر والوں سے پندرہ دن سے نہیں ملی تھی، اور اُسے گلِ زہرا کی شدت سے یاد آ رہی تھی۔ شروع سے گلِ زہرا نے اُسے اپنے بچوں کی طرح پیار دیا تھا۔ اُس گلِ زہرا کے گلے لگ کر، بس آخری بار آنکھیں بھر کر رونا تھا، خوشیوں پر بھی تو اُس کا حق تھا۔ کب وہ خوشیاں، کب اُس کے صبر کا پھل اُسے ملے گا، اور وہ اُسے دیکھ کر خوشی کے آنسو بہائے گی۔ زندگی کسی کے لیے بھی آسان نہیں ہوتی، ہر کوئی اپنی زندگی کی مشکلات سے نبرد آزما ہے۔ یہ درد، یہ جدائی، سب کچھ اُس کے دل کو چیر رہی تھی۔

"پڑھ لکھ جاتی تو آج یہاں دوسروں کے گھروں میں کام نہ کرتی، اتنی جلدی شادی کروادی ہے ماں باپ نے، ایسی بچی رخصت کر دی ہے جس کو کچھ نہیں آتا، اور تھوڑا سا کام کر لو تو چہرے پر بارہ بج جاتے ہیں، "سکینہ اور عائشہ آپس میں گفتگو کر رہی تھیں، مگر ان کی باتوں کا اصل مقصد رخسانہ کو سنانا تھا

رخسانہ یہ سن کر خاموشی سے آگے بڑھ گئی، اُس کے دل میں ایک کڑوا سا احساس اُبھر آیا، بہت بُرا لگ رہا تھا، مگر اُس کے لبوں پر کوئی جواب نہ آیا۔ وہ اپنے اندر کی چپ کی چادر اوڑھے، بس خاموشی سے گزر گئی۔

وہ اکثر سوچا کرتی تھی کہ کاش وہ گلِ زہرہ کی طرح ہوتی، کوئی بھی گلِ زہرہ سے غیر ضروری بات نہیں کرتا تھا، وہ کسی کو ایسا کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتی تھی۔ مگر ہر کسی کی عادتیں ایک جیسی نہیں ہو سکتیں، ہر کوئی اتنا مضبوط پیدا نہیں ہوتا، لیکن اُس نے خود کو مضبوط بنانے کا عزم کر لیا تھا۔

علی سے اس کی گفتگو اکثر ہوتی رہتی تھی، وہ صبح گھر سے نکلتا اور شام کو واپس لوٹتا تھا۔ رات کا کھانا تناول کرنے کے بعد، وہ دونوں کمرے میں چلے جاتے اور اکثر دیر تک باتیں کرتے۔

وہ علی کو کیسے کچھ کہہ سکتی تھی؟ جب وہ خود کے لیے آواز نہیں اٹھا سکتی تو علی کو کس منہ سے کہتی؟

"اٹھ رخسانہ، پیغام آیا ہے کہ علی کے ماموں کا بیٹا آرہا ہے، چل جلدی کر، بہت ساری تیاری کرنی ہے!" سکینہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں اور اپنی بلند آواز سے رخسانہ کو جگایا۔

"جی، میں منہ دھو کر آتی ہوں، جب تک آپ سوچ لیں کہ آج کھانے میں کیا کیا تیار کرنا ہے۔" رخسانہ یہ کہہ کر منہ ہاتھ دھونے چلی گئی۔

رخسانہ منہ ہاتھ دھو کر، اچھے سے چادر لے کر صحن میں آئی تو وہاں سب تھے۔

"رخسانہ، تم کچھ عمدہ سی دو تین چیزیں تیار کر لو۔" سکینہ بیگم نے کہا۔

"عائشہ، تم بھی بچی کے ساتھ مدد کرو۔" انور نے آہستہ آواز میں کہا۔

"جی ابو، میں تو اکثر رخسانہ کی مدد کر دیتی ہوں، کیوں رخسانہ؟" عائشہ نے رخسانہ کو آنکھیں دکھائیں جیسے یہ کہہ رہی ہو کہ بتاؤ میں کتنی مدد کرواتی ہوں۔

انور صاحب وہاں موجود تھے، اس لیے دونوں ماں بیٹی کو شائستگی کا مظاہرہ کرنا پڑا۔

"نہیں ابو، عائشہ میری مدد نہیں کرتی،" رخسانہ نے ہمت جمع کر کے زندگی میں پہلی بار کچھ ایسا کہا۔

وہاں بیٹھے ہر ایک شخص کے چہرے پر حیرت کا عالم تھا۔

"اس کو کب سے زبان لگ گئی"، سکینہ بڑبڑائی

"یہ غلط بات ہے عائشہ، آئندہ میں ایسا کچھ نہیں سنوں گا،" انور یہ کہہ کر اٹھ کر کام کے سلسلے میں باہر چلے گئے۔

"بہت زیادہ نہیں بول رہی تو،" عائشہ نے غصے سے کہا۔

"بس عائشہ، تم نے بہت باتیں کر لیں اور میں نے بہت سن لیا، اب آ کر کام کرواؤ، ورنہ جب ابو گھر لوٹیں گے تو میں ان کو تمہاری شکایت کر دوں گی۔"

یہ کہہ کر رخسانہ باورچی خانہ کی طرف بڑھ گئی۔ رخسانہ نے لمبے لمبے سانس لیے، اس نے آج وہ کیا جو وہ پوری زندگی سے کرنا چاہتی تھی، مگر نہیں کر پاتی تھی۔ اُسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہ ساری باتیں عائشہ کے منہ پر کر آئی ہے، اور اُسے حیرت ہوئی کہ عائشہ چپ تھی، اُس نے آگے سے کوئی بحث نہیں کی تھی۔

یکدم ہی رخسانہ اتنے دنوں بعد پورے دل سے مسکرائی، اُسے بہت خوشی ہوئی تھی۔ وہ کر سکتی تھی، اس نے کر دکھایا تھا۔ گلِ زہرا کو پتہ چلے گا تو وہ کتنا خوش ہو گی اُسے گلِ زہرہ یاد آئی تھی........

تھوڑی دیر میں عائشہ باورچی خانہ میں آئی تھی، رخسانہ نے دو چیزیں بنائیں جبکہ عائشہ نے ایک..... مگر رخسانہ مطمئن تھی، بے حد مطمئن۔۔۔

مہمان آچکے تھے......

علی کے ماموں کا بیٹا رخسانہ کو کچھ عجیب لگا، بار بار وہ اُسے دیکھ رہا تھا، رخسانہ کو لگا جیسے اس انوکھے لڑکے کی کوئی چیز اس نے چُرالی ہو۔

عائشہ ہنستے ہنستے آصف سے بات چیت کر رہی تھی، علی بھی مسکراتے ہوئے اس کی گفتگو کا جواب دے رہا تھا۔ رخسانہ نے عائشہ کی آنکھوں میں آصف کے لیے ایک نرم و نازک احساس دیکھا، جو آج تک اس نے عائشہ میں نہیں پایا تھا۔

رخسانہ کو اس کی نگاہیں چبھ رہی تھیں، جس کی وجہ سے وہ اٹھ کر جانے لگی۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں؟" آصف نے پوچھا...

رخسانہ اچانک اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی، اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس طرح اسے روک لے گا۔

"میں کھانا دیکھ لوں، آپ لوگ ایک ساتھ وقت گزاریں۔" یہ کہہ کر رخسانہ باورچی خانہ کی طرف بڑھ گئی۔

"ویسے، آپ بڑے خوش قسمت ہیں علی بھائی،" یہ کہتے ہوئے آصف نے علی کو چھیڑنے کے انداز میں بات کی۔

علی بس ہلکے سے مسکرایا۔

کھانا کھا کر وہ لوگ آنگن میں بیٹھ گئے۔

"آپ لوگ بیٹھیں، میں ذرا پانچ منٹ میں آتا ہوں،" علی نے دھیمے لہجے میں کہا۔ وہ ہمیشہ کی طرح کم گو تھا، کبھی کسی سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔

"کہاں جا رہے ہو؟" عائشہ نے علی سے پوچھا، اس کی آواز میں تجسس تھا۔

"کمرے میں جا رہا ہوں،" علی نے مختصر جواب دیا۔

"اچھا، انور، آپ میری ایک بات سنیں،" سکینہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے انور کو اندر چلنے کا اشارہ دیا۔

آنگن میں اب صرف دو افراد موجود تھے... عائشہ اور آصف۔

"اور آصف صاحب، سب ٹھیک ہے نہ؟ ایسا لگتا ہے کہ آپ کی نگاہیں کسی کی تلاش میں ہیں،" عائشہ کا چہرہ بے رنگ تھا۔

"بس عائشہ بی بی، اس دنیا میں سب سے زیادہ مجھے آپ ہی سمجھتی ہیں،" آصف نے چالبازی سے ہنستے ہوئے کہا۔

"صبر کرو، پھر کچھ کرتے ہیں تمہارے لیے،" یہ کہہ کر عائشہ رخسانہ کی طرف بڑھ گئی۔

رخسانہ اپنے کام میں مصروف تھی، عائشہ کی آواز پر پلٹی۔

"رخسانہ، سنو، آصف تمہیں بلا رہا ہے،" عائشہ نے مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"مگر کیوں؟ میں نہیں جا رہی،" رخسانہ نے صاف انکار کیا۔

"ارے پاگل، وہ اکیلا تھوڑی بیٹھا ہوا ہے، سب باہر ہیں، جاؤ جا کر پوچھ لو، شاید کوئی کام ہو،" یہ کہہ کر عائشہ باورچی خانے میں ادھر اُدھر کی چیزیں ہلاتی رہی۔

رخسانہ سر اور چادر سہی کرتے ہوئے آنگن کی طرف بڑھی، مگر وہاں پر آصف کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

آصف کو اٹھتا دیکھ کر رخسانہ نے پیچھے کی طرف تیزی سے قدم لینا شروع کیے، دل پسلیوں سے باہر آنے کو تھا۔ مگر وہ تیزی سے آیا اور اُسے بازو سے دبوچ لیا۔

"چھوڑو میرا بازو، ذلیل انسان!" رخسانہ نے غصے میں چلاتے ہوئے چھڑوانے کی بہت کوشش کی، مگر وہ ایک مضبوط انسان کی گرفت میں تھی۔

"ابھی تو پکڑا ہے، اتنی جلدی چھوڑ دوں؟" آصف نے کمینگی سے قہقہ لگایا۔

"میں منہ نوچ لوں گی تمہارا"، رخسانہ نے اُسے مارنے کی کوشش بھی کی مگر کہاں وہ نازک جان اور کہاں وہ مضبوط انسان۔

آوازیں بلند ہو چکی تھیں، علی اور اس کے والدین ایک ساتھ باہر نکلے۔ تینوں نے جو منظر دیکھا، وہ دل دہلا دینے والا تھا: رخسانہ آصف کی گرفت میں تھی۔ کوئی بھی عقلمند اس منظر کو دیکھ کر یہ بتا سکتا تھا کہ غلطی کس کی تھی۔ لیکن پھر یہ تو رشتہ خون کا ہے، کم ہی لوگ ہوتے ہیں جو باہر سے آئی ہوئی عورت کی بات سنتے ہیں، اُس کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، مگر ان میں سے زیادہ تر افراد اپنے خون کے رشتے کو ہی بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ رخسانہ کی آنکھوں میں خوف اور بے بسی کی جھلک تھی، جبکہ آصف کی مسکراہٹ میں چالاکی کی چمک تھی۔ علی اور اس کے والدین کی آنکھوں میں حیرت اور غصہ تھا، جیسے وہ اس ناگفتہ بہ صورت حال کو سنبھالنے کے لیے تیار ہوں۔

رخسانہ کے بازو پر آصف کی گرفت ڈھیلی ہو گئی تھی، رخسانہ بھاگتی ہوئی علی کے پاس گئی۔

"علی، جیسا آپ نے دیکھا وہ سچ نہیں، مجھے پھسایا جا رہا ہے، آپ کو معلوم ہے میں ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔" رخسانہ زور زور سے رونے لگی۔ دور کھڑی معصوم لڑکی کی دشمن خوب لطف

اٹھا رہی تھی۔ علی کے چہرے پر حیرانگی تھی، رخسانہ کو اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر تکلیف ہوئی۔ "بس کر جا، میں شروع سے کہتی تھی یہ ایک نہ ایک دن کچھ ایسا ضرور کرے گی جس سے ہماری عزت مٹی میں مل جائے گی، دفاع ہو جا یہاں سے، علی نکالو اسے یہاں سے..." سکینہ چیخ پڑی۔

"علی، خدا کا خوف کریں، بیوی کے حقوق بہت اہم ہوتے ہیں۔ آپ مرد عورتوں کے معاملے میں اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ عورت کوئی بے وقعت چیز نہیں ہوتی کہ جب چاہیں الزام لگا کر گھر سے نکال دیں۔" رخسانہ مسلسل روتے ہوئے بول رہی تھی۔

"مجھے تو شروع سے ہی معلوم تھا کہ رخسانہ کوئی اچھی انسان نہیں ہے،" عائشہ نے مزید مرچ مسالا لگانے کی کوشش کی۔

"خاموش..." رخسانہ نے اس قدر زور سے چلائی کہ پورے آنگن میں ایک گونج سی پیدا ہو گئی۔

"تیری اتنی جرات میرے سامنے بولنے کی۔" عائشہ نے رخسانہ کو تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا، مگر اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔

رخسانہ نے اپنی تمام قوت کے ساتھ عائشہ کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا۔

سب کے چہرے حیرت سے پھیل گئے، عائشہ کو تو یقین ہی نہ آیا کہ اس کے ساتھ ہوّا کیا ہے۔

"میں نے بہت سن لیا، اور یہ ہاتھ اپنے قابو میں رکھو، میں معذور نہیں ہوں کہ ہاتھ نہیں اٹھا سکتی، کسی کو اتنا نہ ستاؤ کہ اس کی ہمت جواب دے جائے..."

رخسانہ کے چہرے پر اب شدید غصے کے آثار نمایاں تھے۔

"خاموش ہو جاؤ رخسانہ، بہت بول لیا تم نے، بس کرو اب۔" علی کے چہرے پر ابھی تک بے یقینی کے تاثرات تھے۔

"علی، میں نے کچھ نہیں کیا، یقین کریں مجھے پر..." رخسانہ کو اپنے گھر کی حفاظت کرنی تھی، جو وہ کر رہی تھی، باقی جو قسمت...

"رخسانہ، تم نے یہ سب کیوں کیا؟ کیا مجھ میں کوئی کمی تھی؟"

"علی، میں آپ کے ساتھ وفادار ہوں اور میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جس پر مجھے شرمندگی محسوس ہو۔ بس، میں اپنی صفائی میں مزید کچھ نہیں کہوں گی، جو آپ کو کرنا ہے، آپ کریں..."

رخسانہ نے بے بسی سے کہا، وہ تھک چکی تھی اپنے رشتے کی حفاظت کرتے کرتے۔

"علی بیٹا، رک جاؤ، سن لو بچی کیا کہہ رہی ہے،"

انور نے کہا، مگر سکینہ انور کی بات سن کر غصے میں آگئیں۔

"علی، اُسے طلاق دو، ہمیں ایسی لڑکی اس گھر میں نہیں چاہیے۔"

"علی، اُسے طلاق دو... تمہارے ہوتے ہوئے وہ تمہارے پیچھے کھیلتی رہی، بس کردو، اب یہ تماشا ختم کرو۔"

"علی، جلدی کرو، بس ختم کردو......"

مختلف آوازیں علی کے ذہن میں گونج رہی تھیں، اس نے رخسانہ کو آخری بار دیکھا جو خاموشی سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں،" علی نے کہا، رخسانہ ساکت ہو گئی۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔"

"نہیں علی، خدا کا خوف کریں، علی یوں نہ کریں... علی، آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔" رخسانہ علی کی منتیں کرتی رہی مگر اس کے نصیب میں جدائی ہی لکھی تھی۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔"

رخسانہ آخری طلاق سن کر زمین پر گر پڑی، آصف بس ویسے ہی کھڑا رہا، اس کے چہرے پر کوئی افسوس نہیں تھا۔ لوگ مرد سے کیوں نہیں پوچھتے؟ لوگ مرد کا گریبان پکڑ کر سوال

Clubb of Quality Content
novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیوں نہیں کرتے؟ کاندھے پر رکھ کر بندوق چلانے کے لیے عورتیں جو مل گئی ہیں۔" علی، آپ ایک کم ظرف انسان ہیں۔

آپ سب بہت بے رحم ہیں، آخر میں اللہ کو جواب دے ہیں آپ سب یاد رکھیے گا، میں تو ابھی بچی ہوں.... میری عمر ہی کیا ہے کہ آپ سب نے میرے ساتھ اس قدر ظلم کیے ہیں،

اے اللہ، یہ دنیا کیوں اتنی بے رحم ہے...

وہ چیختی رہی، مگر کسی کو کوئی پرواہ نہ ہوئی۔۔۔

سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

انور رخسانہ کے پاس آکر بیٹھے،

"مجھے معاف کرنا، بچے!! مجھے معاف کرنا، آؤ تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں۔" رخسانہ خاموشی سے اٹھ گئی، اُسے انور سے کوئی شکوہ نہ تھا۔

اُسے باقی گھر کے ہر فرد سے شکایات تھیں......

رخسانہ اپنے والدین کے گھر کے دروازے کے باہر کھڑی تھی، جبکہ انور واپس جا چکے تھے۔

وہ دل میں ہمت جمع کرتی ہوئی دروازہ بجانے لگی۔

اکبر نے دروازہ کھولا تو سامنے رخسانہ کو آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ پایا۔

اس کی حالت دیکھ کر اکبر کے دل میں فوری طور پر اضطراب پیدا ہوا۔

"بیٹا، تم؟ علی آیا ہے؟" اکبر نے مدھم آواز میں دریافت کیا۔

رخسانہ نے پھر سے رونا شروع کر دیا۔ اکبر اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔

نسیمہ بیگم نے اپنی بیٹی کی کیفیت دیکھی اور بے ساختہ رخسانہ کے پاس دوڑیں۔

"بیٹا، کیا ہوا ہے؟ یہ تو بتاؤ، کس وجہ سے رو رہی ہو؟" نسیمہ بیگم نے رخسانہ کو اپنی آغوش میں لیتے ہوئے پوچھا،

ان کی آنکھوں میں بے پناہ محبت اور فکر تھی۔

گلِ زہرہ بھی وہاں موجود تھی، اس نے رخسانہ کی حالت دیکھی تو دل کی دھڑکنیں جیسے تھم سی گئی تھیں۔ چادر اس کے کندھوں پر بکھری ہوئی تھی، اور اس کے بال بے ترتیب تھے۔

"امی! آپ ہٹیں، میں پوچھتی ہوں۔"

گلِ زہرہ نے آگے بڑھتے ہوئے رخسانہ کے چہرے کو اپنے نرم ہاتھوں میں لیا۔ "کیا ہوا میری جان؟ اپنی بہن کو نہیں بتاؤ گی؟"

گلِ زہرہ نے نرمی اور حوصلے سے سوال کیا، جس نے رخسانہ کو ہمت عطا کی۔

"علی کے گھر والے شروع سے ہی میرے ساتھ نرمی سے پیش نہیں آتے تھے، وہ دن رات مجھ سے کام کرواتے تھے مجھے بے عزتی کا نشانہ بناتے تھے، اور بے دھڑک گالیاں دیتے رہتے تھے۔ میں خاموشی سے ہر درد سہتی رہی، ماں باپ کے سامنے کبھی اپنی بات نہیں کہہ سکی تھی تو ان کے سامنے تو میری آواز بھی جیسے گم ہو جاتی تھی۔ علی ہمیشہ خاموشی سے یہ سب کچھ سنتا رہا، مگر اس نے کبھی میری حمایت نہیں کی، یہ احساس کہ میں تنہا ہوں، میری روح کو چیرتا رہا۔

لیکن پھر آج تمہیں معلوم ہے، آج اس کے ماموں کا بیٹا آیا تھا اور اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے چھڑوانے کی بہت کوشش کی، مگر پھر علی کے گھر والے وہاں جمع ہو گئے تھے۔ سب نے میرے اوپر بے بنیاد اور گھٹیا الزامات لگائے، اور پھر علی نے مجھے طلاق دے دی۔"

وہ روتے ہوئے جلدی جلدی سب کچھ بتانے لگی.... اور اب چھپانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں رہا۔

"یا میرے اللہ"

گلِ زہرہ کو بے حد دکھ ہوا تھا، اس کی معصوم بہن کو کیا کچھ برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔ گلِ زہرہ نے رخسانہ کو گلے لگایا،

"ہمت کرو میری جان، صبر کرو..."

اکبر کو زندگی میں پہلی بار اپنی بیٹی کی تکلیف پر دل کی گہرائیوں سے درد محسوس ہوا۔انہوں نے رخسانہ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

"ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہمت کرو، رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا"۔

اکبر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور مسلسل بہتے چلے گئے۔

سکینہ بیگم اچانک زمین پر گر پڑیں...انہیں دل کا دورہ پڑا تھا...

"امی، امی، اٹھیں! امی، آنکھیں کھولیں..."

لیکن پھر سکینہ بیگم کی آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو چکی تھیں۔

(کچھ عرصے بعد)

چار سال گزر چکے تھے، اکبر سکینہ بیگم کے انتقال کے ایک سال بعد ہی وفات پا گئے تھے۔ سکینہ کے جانے کے بعد وہ اکثر بیمار رہنے لگے تھے.... پھر ایک دن وہ بھی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔۔۔۔

رخسانہ کی زندگی ویران ہونا شروع ہو گئی تھی، مگر پچھلے سال سے گلِ زہرا نے اُسے سہارا دے رکھا تھا، اکبر کی وفات کے بعد، گلِ زہرا اپنے والدین کے گھر آ گئی تھی۔ حاشر کو شہر میں ملازمت مل گئی تھی، جس کی وجہ سے وہ پچھلے سال سے وہاں مقیم تھا۔ وہ اکثر ایک دو ہفتوں کے لیے گھر آتا تھا۔

زندگی اکثر ایسا کھیل کھیل جاتی ہے جس کا ہمیں کبھی گماں بھی نہیں ہوتا...

لیکن کیا کریں زندگی تو ایک تلخ حقیقت ہے۔

رخسانہ کافی حد تک اپنے ماضی کی یادوں سے آزاد ہو چکی تھی،

رخسانہ کو کہیں سے خبر ملی تھی کہ عائشہ گھر سے فرار ہو گئی تھی، علی کی روزی روٹی ختم ہو گئی تھی اور وہ لوگ بہت مشکل میں تھے، لیکن یہ تو ایک نتیجہ تھا جو ہونا ہی تھا۔

گلِ زہرا گھنٹوں بیٹھ کر اس سے دل کی باتیں کرتی تھیں۔ وقت نے جو سب سے قیمتی سبق اسے سکھایا، وہ یہ تھا کہ اللہ کے قریب ہونا ہی حقیقی سکون اور اطمینان کی کنجی ہے۔ رخسانہ

نے محسوس کیا تھا کہ جب وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتی ہے، تو اس کی روح کو ایک نئ روشنی ملتی ہے اور دل کی تمام اداسیوں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

ہر حقیقت اللہ کے ساتھ جڑنے کا ذریعہ بن گئ تھی۔ اللہ تو ہمیشہ سنتے ہیں، جب وہ اپنے دل کی باتیں اللہ کے سامنے رکھتی، تو اس کی روح کو ایک خاص سکون ملتا تھا اور یہ تعلق اس کی زندگی کی سب سے بڑی طاقت بن گیا تھا۔

گلِ زہرا نے اُسے علم حاصل کرنے کے لیے کسی معزز ادارے میں داخلہ دلوا دیا تھا۔ حاشر کی آمدنی کافی اچھی تھی، جس سے گھر کا خرچ بخوبی چل جاتا تھا۔ جب سے رخسانہ نے پڑھائی کا آغاز کیا تھا، وہ کافی حد تک تبدیل ہو چکی تھی۔ اس نے بولنا شروع کر دیا تھا، اور روزانہ جب وہ گھر واپس آتی تو گلِ زہرا سے گھنٹوں دل کی باتیں کرتی رہتی۔ رخسانہ میں نمایاں تبدیلی آ چکی تھی، اور وہ خوش رہنے لگی تھی۔

رخسانہ پُر سکون ہو گئی تھی، اور گلِ زہرا تو بہن کی خوشی میں خوشی سے سرشار تھی۔۔۔

پوری کائنات اگر ساتھ چھوڑ دے تو بھی آپ ہمیشہ اپنی بہن کو اپنا رفیق پائیں گے......

(حال) ۱۹۹۰

اب کے تجدیدِ وفا کا نہیں امکاں جاناں
یاد کیا تجھ کو دلائیں تیرا پیماں جاناں

یونہی موسم کی ادا دیکھ کر یاد آیا ہے
کس قدر بدل جاتے ہیں انسان جاناں

زندگی تیری عطا تھی سو تیرے نام کی ہے
ہم نے جیسے بھی بسر کی تیرا احساں جاناں

دل یہ کہتا ہے کہ شاید ہو افسردہ تو بھی
دل کی کیا بات کریں، دل تو ہے ناداں جاناں

اول اول کی محبت کے نشے یاد تو کر
بے پیے بھی تیرا چہرہ تھا گلستاں جاناں

آخر آخر تو یہ عالم ہے کہ اب ہوش نہیں
رگ مینا سلگ اٹھی کہ رگ جاں جاناں

مُدّتوں سے یہی عالم نہ توقع نہ امید
دل پکارے ہی چلا جاتا ہے جاناں جاناں

ہم بھی کیا سادھے تھے ہم نے بھی سمجھ رکھا تھا
غم دوراں سے جدا ہے غم جاناں جاناں

(احمد فراز)

اسماء کافی دیر تک رخسانہ کو گلے لگائے کھڑی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بس مجھے سمجھ آگئی ہے، اللہ نے تمہیں صبر کا انعام دیا ہے مجھے تمہاری زندگی میں بھیج کر،" اسماء مسکراتے ہوئے بولی۔

رخسانہ مسکرا رہی تھی، پرانی یادیں اب اُسے تکلیف نہیں دیتی تھیں، وہ آگے بڑھ چکی تھی، اُسے بہت کچھ حاصل کرنا تھا اب۔۔۔

"جی جی، بالکل، میرے صبر کا انعام آپ ہی تو ہیں،" رخسانہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"طنز کرنا بند کرو، آپ بیٹا جی! میں ہوں آپ کے صبر کا انعام!"

اسماء اب سیدھے ہو کر بیٹھی۔

"ہاں ہاں، صرف آپ ہی ہیں!" رخسانہ نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"بس جاؤ، اب میں تم سے نہیں بولتی!" اسماء نے ناراضگی سے منہ بنایا۔

"اچھا نا! میں واقعی تمہیں تنگ کر رہی ہوں!"

"رخسانہ!" اسماء نے نرمی سے رخسانہ کے دونوں ہاتھوں کو تھاما۔

"تم بہت مضبوط ہو، مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہمت نہیں ہاری۔ میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ مسکراتی رہو، دکھ اور تکلیف تو بس تمہارا نام سنتے ہی بھاگ جائیں۔" اسماء نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آمین، تمہیں بھی اسماء! تم ایک اچھی انسان ہو!" رخسانہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔اور وہ دونوں اب جس کام کے لیے آئیں تھیں، وہ کرنے کے لیے روانہ ہو گئیں۔

اچھے دوستوں کا زندگی میں ہونا ایک بے مثال نعمت ہے۔ ہمیں یہ یقین ہوتا ہے کہ ہم اپنی ہر بات بلا جھجک اپنے دوست سے کہہ سکتے ہیں، وہ نہ صرف سن لیں گے، بلکہ آپ کو سمجھائیں گے، ہمت دیں گے۔ اور اپنے خوبصورت الفاظ سے ہمارے دل کو سکون بخشنے کی کوشش کریں گے۔ اس کڑوی اور فریب زدہ دنیا میں سچے دوستوں کا ملنا واقعی ایک قیمتی تحفہ ہے۔ سچے دوستوں کی موجودگی زندگی کی تلخیوں کو نرم کر دیتی ہے۔

رخسانہ جب کالج سے باہر نکلی تو سامنے اشفاق کو کھڑا پایا۔

ایک لمحے کی توقف تھی اور رخسانہ کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ پھیلی گئی۔

"السلام علیکم!" اشفاق نے محبت بھرا ہاتھ آگے بڑھایا۔

رخسانہ نے آس پاس نظر دوڑائی، وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور اشفاق نے اسے پیار سے تھام لیا۔

"وعلیکم السلام، سرتاج!"

رخسانہ کا ہاتھ اشفاق کے ہاتھ میں تھا، مگر وہ بار بار ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی،

"کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟"اشفاق نے رخسانہ کو اِدھر اُدھر دیکھتا پایا تو پوچھا۔"اشفاق ہاتھ چھوڑیں کوئی دیکھ لیگا۔"

منہ ناتوڑ دوں میں اس کا جو میری بیوی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے گا!"اشفاق نے تھوڑا سنجیدہ ہو کر جواب دیا۔

"ارے سرتاج جی، جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔بس ایسے کوئی بزرگ وغیرہ دیکھ لے تو اچھا نہیں لگتا، سمجھیں نا؟"

"چلیں، سمجھ لیتے ہیں آپ کی بات۔"

اشفاق نے مسکراتے ہوئے کہا،"آیئے اب گھر چلیں۔"

"ویسے اشفاق، آپ مجھے لینے کیوں آئے ہیں؟ میں خود بھی تو آجاتی..."رخسانہ نے سامنے سڑک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ جب سے آپ گئیں ہیں، میرا دل کہیں نہیں لگ رہا تھا،اور میں تو جب سے بے چین ہوں جب سے آپ کو چھوڑ کر گیا ہوں"

اشفاق نے رخسانہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے میں کہیں بہت دور چلی گئی تھی۔"

رخسانہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اللہ کرے! مگر آپ کی کھلکھلاتی مسکراہٹ اور آپ کا شرمانا، یہ سب تو مجھے تین گھنٹوں سے شدت سے یاد آرہا ہے،"اشفاق نے ذرا چھیڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مسکراہٹ تو میرے دل کی دھڑکن ہے۔"

رخسانہ کا دل اشفاق کی آخری بات پر تیزی سے دھڑکا۔

"اچھا، تو کیا آپ میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے ؟"رخسانہ نے شرارت سے پوچھا۔

"آپ کے بغیر زندہ رہنا کس کو ہے ؟

"آپ کی موجودگی میرے لیے سکون کے مانند ہے۔"

رخسانہ اور اشفاق نے ایک دوسرے کو دیکھا، لمحے کے لیے ان کی نظریں ملیں۔

"نکاح کی زندگی کتنی پُر سکون اور خوشگوار ہے"۔

دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

رخسانہ کھلکھلاتے ہوئے ہنس پڑی اور اشفاق اس کی ہنسی میں کہیں کھو سا گیا تھا۔

اشفاق اور رخسانہ گھر پہنچ چکے تھے۔

نور بانو کھانا تیار کر چکی تھیں۔ رخسانہ ہاتھ منہ دھو کر کھانے کے لیے بیٹھ گئی، اور اشفاق وہاں پہلے سے موجود تھا۔

"آج دن کیسا گزرا؟" نور بانو نے رخسانہ کو کھانا پیش کرتے ہوئے پوچھا۔

"امی، آج کا دن بہترین تھا، آپ بتائیں، آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

"ہاں، میں تو الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں۔"

"چلیں، ماشاءاللہ!"

"امی، جب سے آپ کی بہو گھر آئی ہے، آپ تو مجھے بھول ہی گئیں ہیں" اشفاق نے نور بانو کو دیکھتے ہوئے کہا جو رخسانہ کو کھانا ڈال کر دینے کے بعد اپنا کھانا شروع کر چکیں تھیں۔

"اشفاق بیٹا، یہ کہنا میرے خیال میں زیادہ مناسب ہوگا کہ جب سے رخسانہ آئی ہے، اشفاق سے تو اپنی خوشیاں ہی سنبھالیں نہیں جا رہیں"۔

نور بانو نے اشفاق کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں، ماں! میں تو بس ان کی محبت میں گم ہوں!" اشفاق نے خوشی سے جواب دیا۔

رخسانہ اشفاق کی ایسی بے باکی پر اُسے گھور کر رہ گئی۔

نور بانو اپنے بچوں کو دیکھ کر دل کھول کر مسکرائیں۔

"ہمیشہ آباد رہو"، نور بانو کے دل سے دعا نکلی۔

کھانا کھا کر وہ دونوں آرام کرنے چلے گئے تھے، جب کہ نور بانو قرآن کی تلاوت میں محو ہو گئیں۔

Clubb of Quality Content!

"حاشر، بات سنیں اشفاق آئے تھے، وہ کہہ کر گئے ہیں کہ شام کا کھانا ہم ان کی طرف کھالیں، اور تھوڑی دیر مل بیٹھ کر باتیں بھی کر لینگے"، گلِ زہرہ نے حاشر کے پاس آکر اُسے بتایا۔

"ہاں ضرور چلتے ہیں، تم تیار ہو جانا"، حاشر نے گلِ زہرہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آیئے گل ہمارے پاس بھی بیٹھ جائیں تھوڑی دیر"، حاشر نے گلِ زہرا کو جاتے ہوئے دیکھا تو ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے پاس بٹھایا۔

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے ان سات سالوں میں میں نے آپ سے بات ہی نہیں کی"، گلِ زہرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

وہ بہت پیاری تھی، حاشر کے لیے وہ اس کی پوری دنیا تھی۔

سات سال پہلے جو محبت ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی تھی وہ سات سال بعد بھی ویسی ہی تھی۔

حاشر کے والدین حیات تھے جو کہ حیدر اباد میں مقیم تھے۔

"آپ سے جتنی باتیں کروں، کم ہے، گل"۔

گلِ زہرا حاشر کی جانب دیکھ کر دل سے مسکرائیں۔

وہ کافی دیر اسی طرح بیٹھے رہے، باتیں کرتے رہے، پھر شام کو وہ لوگ رخسانہ کے گھر میں موجود تھے۔

رخسانہ گلِ زہرا اور حاشر کو دیکھ کر بے حد خوش ہو گئی تھی۔

موسم بہت خوشگوار تھا، ہر جانب نرم ہوائیں چل رہی تھیں، اور اچھے موسم میں چائے پینے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

رخسانہ سب کے لیے چائے لے کر آئی، اور سب آہستہ آہستہ چائے پینے لگے، جبکہ ہلکی ہلکی گفتگو بھی جاری رہی۔

"اشفاق، آپ کی ملازمت کب سے شروع ہو رہی ہے؟"، حاشر نے باتوں میں پوچھا۔

"اگلے ہفتے جانا ہے"، اشفاق نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے جواب دیا۔

رخسانہ کو تکلیف ہوئی، اُسے معلوم تھا کہ اشفاق نوکری کے لیے شہر جائے گا مگر اتنی جلدی یہ بات اُس کے علم میں نہیں تھی۔

"اور خالہ اور رخسانہ یہاں پھر اکیلے رہیں گے؟"

حاشر نے رخسانہ کے دل کی بات پوچھ لی۔

"اصل میں، حاشر جہاں مجھے نوکری ملی ہے، میں نے اُن سے بات کی ہے۔ میں نے اُنہیں بتا دیا ہے کہ میرے گھر والے یہاں رہتے ہیں، تو اُنہوں نے کہا کہ آپ ایک مہینہ ہمارے پاس کام کریں، پھر ہم آپ کو ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لے دیں گے۔ مگر اب مسئلہ یہ ہے کہ ایک مہینے تک انہیں اکیلے رہنا پڑے گا۔ میں وہاں جا کر جب تک سب کچھ شروع کروں گا"، اشفاق نے اطمینان سے وضاحت کی۔

"اوہ اچھا، چلو اللہ بہترین کرے، اور برکت دیں، آمین۔"

اشفاق کی نظر رخسانہ پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں شکوہ، دکھ اور درد تھا۔ اشفاق کو اُسے دیکھ کر ایک عجیب سی تکلیف محسوس ہوئی، وہ خود بھی اس سے دور جانا نہیں چاہتا تھا، مگر یہ ایک مجبوری تھی جو اس کے سامنے کھڑی تھی۔

کافی دیر یونہی سب گفتگو کرتے رہے...

لیکن وہاں بیٹھے دو دلوں میں اداسی چھائی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے دور نہیں ہونا چاہتے تھے،

مگر یہ مجبوریاں...

"آپ تو آج بہت حسین لگ رہی ہیں"۔

حاشر نے گھر واپس آکر گلِ زہرا سے کہا۔

"شکریہ جی، آپ بھی تو کم نہیں لگ رہے جناب"۔ گلِ زہرا نے حاشر کو محبت سے دیکھا۔

حاشر نے سیاہ شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی، اور جب بھی وہ سیاہ رنگ پہنتا تھا، گلِ زہرا کی آنکھیں اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے تھکتی نہیں تھیں۔

"ایسے بھی مت دیکھو بیگم، مجھے اب تم سے ڈر لگ رہا ہے،" حاشر نے گلِ زہرا کو اپنی جانب دیکھتے ہوئے پایا تو اُسے تنگ کرنے کے لیے بولا۔

"محرم ہیں آپ میرے، جب چاہے دیکھ سکتی ہوں، آپ میں اتنی جرات نہیں کہ مجھے روک سکیں"، مسکراتے ہوئے کہا۔

اب وہ حاشر کے بالوں کے ساتھ کھیل رہی تھی، جو کہ اس کا پسندیدہ کام تھا۔

"مجھے دیکھیں، اور بس دیکھتی ہی رہیں، اس سے زیادہ میں اور کیا چاہ سکتا ہوں، گل۔"

"میرے ذہن میں ایک شعر یاد آیا ہے آپ کی خوبصورتی کے لیے۔"، حاشر گل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولے۔

"ارشاد ارشاد"

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے؟

گلِ زہرا کے گال سرخ ہو چکے تھے.... اُسے سکون ملا تھا۔

گلِ زہرہ نے فخر سے اپنا سر بلند کیا، جب شوہر کا ساتھ اور محبت کا سایہ ہو تو عورت کو ایک مضبوط ڈھال مل جاتی ہے۔

حاشر اس کے ساتھ رکھے ہوئے تکیے پر سر رکھ کر دراز ہو گیا اور وہ اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلاتی رہی۔

"رخسانہ، میں جلد ہی تمہیں اپنے پاس بلالوں گا، پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے میری جان"

رخسانہ کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے، اور اشفاق کے لیے اس کے ان اشکوں کو دیکھنا ایک کٹھن مرحلہ تھا۔

"لیکن اشفاق، آپ اتنی جلدی جارہے ہیں؟ مجھے آپ کی عادت ہو گئی ہے، آپ کے بغیر میں نہیں رہنا چاہتی..."

"تم دیکھنا، یہ ایک مہینہ بہت جلد گزر جائے گا،" اشفاق نے رخسانہ کو تسلی دینے کی کوشش کی، حالانکہ وہ خود جانتا تھا کہ یہ مہینہ کتنا کٹھن ہونے والا ہے۔ وہ خود رخسانہ سے دور نہیں جانا چاہتا تھا، کیونکہ پہلی بار اپنی زندگی میں اس نے کسی کے لیے ایسا گہرا جذبہ محسوس کیا تھا۔ ورنہ اشفاق ہمیشہ اپنی ذات میں محصور رہنے والا شخص تھا، لیکن رخسانہ کی آمد نے اس کی کانٹوں بھری زندگی کو پھولوں کی مانند خوشبو سے بھر دیا تھا۔ ان دونوں کی زندگی نے بہت عرصے بعد ایک نئی خوشی کا آغاز کیا تھا۔

"آپ وعدہ کریں پھر ہمیں ایک مہینے بعد اپنے پاس بلالینگے...، اور مجھے بتائیں میں آپ سے بات کیسے کرونگی، ہمارے گھر میں تو ٹیلیفون بھی نہیں ہے"، رخسانہ کو ایک کے بعد ایک مسئلہ نظر آرہا تھا۔

"میں اپنی دنیا کی سب سے حسین اور میرے دل کے قریب ترین لڑکی سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اُسے ضرور اپنے پاس بلالوں گا۔ جہاں تک بات چیت کا معاملہ ہے، تو رخسانہ، تم مجھے خط لکھنا، میں ایک دفع کوشش کروں گا کہ تمہارے پاس آسکوں، لیکن تمہیں بھی مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہوگا..."

اشفاق نے تحامل سے سمجھایا۔

رخسانہ اشفاق کے انداز پر نم آنکھوں سے مسکرادی۔

"کون سا وعدہ؟"

"تم اس طرح روتے ہوئے مجھے کمزور نہیں کروگی، مجھے یہ ہرگز قبول نہیں کہ تمہیں روتا ہوا دیکھوں۔" اشفاق نے آہستگی سے رخسانہ کے آنسو اپنی نرم انگلیوں سے صاف کیے۔

ٹھیک ہے، میں اب نہیں روں گی، لیکن آپ وہاں جا کر اپنا خیال رکھیے گا، وقت پر کھانا کھا لیجئے گا، اور مجھے مت بھولیے گا، آخری بات پر خبردار کیا۔

"ارے، آپ کو کوئی پاگل ہی بھولے گا، اور ابھی اشفاق اتنا پاگل نہیں ہوا۔ اور جب اشفاق اتنا پاگل ہو جائے گا تو آپ خدا کے واسطے مجھے اسی دن مار دیجئے گا، لیکن آپ تو میرے دل میں

ہمیشہ رہیں گی، چاہے میں کتنا ہی پاگل کیوں نہ ہو جاؤں۔"، اشفاق نے بڑی محبت سے رخسانہ کو اپنے قریب کیا اور رخسانہ ایک لمحے میں جیسے مکمل سکون میں آگئی تھی۔

اس کے محرم کی آغوش میں وہ سکون تھا جو دنیا کی کسی اور جگہ حاصل نہیں تھا، یہ ایک ایسا احساس تھا، جو دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا، جیسے ہر درد اور پریشانی اس لمحے میں تحلیل ہو گئی ہو۔

صبح کا اجالا پھیل چکا تھا، آج اشفاق کسی ضروری کام کے سلسلے میں گاؤں سے کچھ فاصلے پر گیا ہوا تھا۔ رخسانہ بھی کچھ دیر بعد اپنے کالج روانہ ہو چکی تھی، اشفاق نے اسے بتایا تھا کہ وہ شام تک واپس گھر لوٹے گا۔

نور بانو نے گھر کی صفائی مکمل کر لی تھی، اور ان کی ایک خوبصورت عادت یہ تھی کہ روز ظہر کے بعد قرآن کی تلاوت کیا کرتی تھیں، جس سے انہیں بے حد سکون ملتا تھا۔ اللہ کے ذکر میں واقعی ایک خاص سرور ہے، جو دل کو تسکین بخشتا ہے۔

رخسانہ گھر واپس آچکی تھی، اس نے کھانا گرم کر کے باہر صحن میں لگا دیا تھا۔ نور بانو نے قرآن کی تلاوت ختم کی اور اسے ایک محفوظ جگہ پر رکھ کر کھانا کھانے لگیں۔

رخسانہ نے نور بانو کی طرف دیکھا، ان کے چہرے پر ایک عجب سکون تھا، اتنی مشکلات کے باوجود بھی وہ پُر سکون رہتیں۔

"امی، آپ اتنی پُر سکون کیسے رہ لیتی ہیں؟" رخسانہ نور بانو کو دیکھتی تو اس کے دل میں دنیا جہاں کی خوشی بیدار ہو جاتی۔ نور بانو میں اُسے اپنی ماں کی جھلک نظر آتی تھی۔

"بیٹا، تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں پُر سکون رہتی ہوں؟" نور بانو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"امی، یہ تو آپ کے چہرے پر واضح ہے۔"

نور بانو رخسانہ کی بات سن کر مدھم سا مسکرائیں۔

میں اکثر سوچا کرتی ہوں کہ میرے پاس ایک ہی قیمتی اثاثہ ہے، جو کہ میرا بچہ ہے۔ وہ اپنی پریشانیاں اور دکھ اکثر آکر مجھ سے کہہ دیا کرتا تھا۔ میں ہمیشہ اُس کی باتیں سن لیتی تھی اور اُسے حوصلہ دے دیتی تھی۔ وہ اکثر مجھ سے یہ سوال کرتا، "امّاں، کیا آپ کو بھی کبھی ماضی پر افسوس ہوتا ہوگا؟ ابّا یاد آتے ہوں گے؟" مگر وہ میرے سے زیادہ تکلیف میں ہوتا تھا۔ میں

اپنے دکھ کو اپنے تک محدود کر لیتی تھی، پھر اپنا دکھ اپنے تک رکھتے رکھتے مجھے عادت ہو گئی، جب میں تکلیف میں ہوتی تھی، تو میں نماز پڑھتے ہوئے سجدے کی جگہ سر رکھ کر بیٹھ جاتی تھی۔ مجھے سکون مل جاتا تھا"۔

نور بانو بہت آرام سے اُسے اپنے بارے میں بتا رہیں تھیں...رخسانہ پوری توجہ سے نور بانو کو سن رہی تھی۔

"لیکن امی، آپ مجھے بتائیں، جب ہم تکلیف میں ہوتے ہیں اور ہم کسی کو اپنی بات بتائیں، مگر وہ ہمیں سمجھتا ہی نہ ہو تو کیا کریں"؟، رخسانہ نے نور بانو کا ہاتھ آہستہ سے اپنے ہاتھوں میں لیا۔

نور بانو دل سے مسکرائیں.....

"جب ہم تکلیف میں ہوتے ہیں تو ہم ایسے کسی انسان کی تلاش میں رہتے ہیں جو ہمیں سن سکے، ہماری حالت کو سمجھ سکے، اور ہماری حقیقت کو جان سکے؟ یہ ایک عمیق ضرورت ہے، ایک خواہش کہ کوئی ہمارے دل کی گہرائیوں میں جھانک کر ہماری کیفیت کو محسوس کرے۔ ایسے لمحات میں،

Clubb of Quality Content

لیکن میرا بچہ زندگی کی ایک حقیقت ہے۔ جتنا آپ اپنی مشکلات اور تکلیفوں کو دوسروں کے سامنے کھول کر رکھیں گے، اتنا ہی وہ آپ کو مزید پریشان کریں گے۔ فرض کرو، آپ کسی کو اپنی ایسی بات بتادیتے ہیں جو کہ بتانے کے قابل نہیں ہوتی، مگر آپ یہ اس لیے کرتے ہیں کہ آپ کو یقین ہوتا ہے کہ یہ شخص آپ کے بھروسے کو کبھی نہیں توڑے گا۔ یہ ایک نازک لمحہ ہوتا ہے، جب آپ اپنی دل کی گہرائیوں سے کسی کو اپنی کہانی سنا رہے ہوتے ہیں، اور اس میں ایک خاص قسم کی خاموش امید ہوتی ہے کہ وہ آپ کی حالت کو سمجھ سکے گا۔ مگر کبھی کبھی، یہ بھروسہ بھی ایک دودھاری تلوار بن جاتا ہے، جہاں آپ کی کمزوریوں کا علم دوسروں کے لیے ایک موقع بن جاتا ہے۔

لیکن جب وہ آپ کا یقین، بھروسہ توڑ دیتا ہے نہ تو پھر کسی پر بھروسہ کرنے کا دل نہیں کیا کرتا،"

رخسانہ کو یہ سمجھ آرہا تھا کہ نور بانو کیا کہنا چاہتی ہیں...

"جب ہم درد میں ہوتے ہیں تو ہمیں اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے، مگر ہم عارضی رشتوں کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں۔ اللہ تو فرماتا ہے، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو پھر تم کہاں جارہے ہو، مجھے چھوڑ کر؟ کیا یہ دنیا تمہیں مجھ سے زیادہ عطا کر سکتی ہے؟"

یہ کہ کر نور بانو رونے لگیں......

رخسانہ نے پہلی بار نور بانو کو روتے ہوئے دیکھا، وہ اپنے رب کی یاد میں آنسو بہا رہی تھیں۔

رخسانہ نے ان کا صبر اور استقامت دیکھ کر بہت کچھ سیکھا تھا۔اس نے محسوس کیا کہ زندگی کی مشکلات کے باوجود، ایمان کی روشنی انسان کو سکون عطا کرتی ہے۔

"یہ لوگ اس عارضی دنیا کی چکاچوند میں ہر چیز بھولتے جا رہے ہیں، اپنی نمازوں کو قضا کرتے ہوئے۔ میرے دل میں ان سب کے لیے ایک سوال ہے... اگر آپ اپنی زندگی میں نماز کی پابندی نہیں کر سکتے تو پھر آپ کس طرح کامیاب ہوئے؟ دنیا کی ہر چیز حاصل کرنے کے بعد بھی انسان سب سے قیمتی چیز، یعنی اپنے رب کی رضا، کو بھول جاتا ہے۔

کامیابی کی اس دوڑ میں، ہم اکثر روحانی سکون کی قدر کھو دیتے ہیں۔ جب ہم دنیا کی فانی چیزوں کی طلب میں مشغول ہوتے ہیں، تو ہم اپنی اصل حقیقت کو بھول جاتے ہیں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کی سب سے اہم عبادت کو نظرانداز کرتا ہے، حالانکہ یہی عبادت ہمیں سکون اور اطمینان عطا کرتی ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی کامیابی صرف دنیاوی چیزوں میں نہیں، بلکہ اپنے رب کے ساتھ تعلق میں ہے۔"

رخسانہ کو نور بانو کے الفاظ سن کر اچھا لگا تھا، نور بانو اُسے اکثر ایسی باتیں بتاتیں تھیں، جنہیں سن کر رخسانہ کو کچھ سیکھنے کا موقع ملتا تھا۔

رخسانہ شدید تھک چکی تھی، رخسانہ نے آہستہ سے اپنا سر نور بانو کی گود میں رکھا اور وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی۔

کوئی عروج دے نہ زوال دے

مجھے صرف اتنا کمال دے

مجھے اپنی راہ میں ڈال دے

کہ زمانہ میری مثال دے

تیری رحمتوں کا نزول ہو

مجھے محنتوں کا صلہ ملے

مجھے مال وزر کی ہوس نہ ہو

مجھے بس تو زرق حلال دے

میرے ذہن میں تیری فکر ہو

میری سانس میں تیرا ذکر ہو

تیرا خوف میری نجات ہو

سبھی خوف دل سے نکال دے

تیری بارگاہ میں اے خدا

میری روز و شب ہے یہ دعا

تو رحیم ہے تو کریم ہے

مجھے مشکلوں سے نکال دے

رخسانہ اپنی نیند پوری کر چکی تھی اور رات کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھی۔اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اشفاق گھر آ چکا تھا۔

"کیسی ہیں امی؟" اشفاق نے اپنی ماں کی پیشانی کو چومتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں پُتر، تو کیسا ہے؟" نور بانو نے بھی اپنے بیٹے کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تو الحمدللہ ٹھیک ہوں،" اشفاق نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"باورچی خانہ میں ہے،" نور بانو کو فوراً سمجھ آ گئی کہ اشفاق کس کو ڈھونڈ رہا ہے۔

"شکریہ امی،" اشفاق مسکراتے ہوئے بولا۔

باورچی خانہ کے باہر کھڑے ہو کر اشفاق نے رخسانہ کو ایک نظر دیکھا۔وہ ابھی تھوڑی دیر کے لیے کہیں گیا تھا، اور رخسانہ کی یاد اشفاق کو بے حد ستانے لگی تھی، لیکن جب اسے یاد آیا کہ وہ اگلے ہفتے شہر جا رہا تھا، تو وہ اداس ہو گیا تھا۔

رخسانہ نے لال رنگ کی شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی، اور سر پر خوبصورت انداز میں چادر سجائی ہوئی تھی۔اس کی موجودگی میں ایک خاص سکون تھا جو اشفاق کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

رخسانہ کام میں اس قدر مگن تھی کہ اُسے اشفاق کے دروازے پر کھڑے ہونے کا احساس ہی نہیں ہوا۔

اشفاق آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے رخسانہ کے بالکل پیچھے آکر کھڑا ہوا۔اس نے نرم اور محبت بھری نظر سے رخسانہ کو دیکھا اور پھر آہستہ سے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

رخسانہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔اشفاق کی موجودگی نے جیسے اس کے ارد گرد کی فضا کو خوبصورت بنا دیا تھا۔

رخسانہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں،وہ اس لمحے کی خوبصورتی کو محسوس کر رہی تھی....

"میں کب سے یہاں موجود ہوں، بیگم !آپ تو اپنے کام میں اتنی محو تھیں۔"

"آپ کو کیا لگتا ہے؟آپ دروازے پر کھڑے ہوں گے اور میں بے فکر ہو کر کام کر رہی ہوں گی؟ مجھے تو معلوم ہے کہ آپ کافی دیر سے یہاں کھڑے ہیں،میں تو آپ کو تنگ کر رہی تھی۔"

"بیگم،دل کمزور ہے میرا،ایسے مذاق نہ کیا کریں،"،اشفاق نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر، سرتاج!!"

چند لمحے وہ دونوں اسی طرح کھڑے رہے،ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے،
پھر اچانک،دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی،اور پھر رخسانہ کھلکھلا کر ہنس پڑی،
اشفاق کی کمزوری جو ہاتھ لگ گئی تھی.

ان کی مسکراہٹ دیکھ کر ہم اپنے ہوش گنوا بیٹھے
ہم ہوش میں آنے کو تھے وہ پھر مسکرا بیٹھے

میں ایک جگہ سے گزر رہا تھا،مجھے ایک چھوٹی سی دکان ملی،جہاں مجھے ایک نہایت حسین
ساڑی نظر آئی،اور میرے دل میں خواہش جاگی کہ میں تمہیں اس ساڑی میں دیکھوں۔تو
مسز اشفاق،"کیا آپ اپنے شوہر کی ایک خواہش پوری کر سکتی ہیں؟"اشفاق نے رخسانہ کے
نرم ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر محبت سے سوال کیا۔
"کیوں نہیں،سرتاج،کہا تو ہے کہ آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر...
"اب آپ باہر امی کے ساتھ بیٹھیں،کھانا کھا کر پھر میں آپ کو ساڑی پہن کر دکھاؤں گی،"
رخسانہ نے اشفاق کو باورچی خانے سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

وہ اس کے دلکش انداز پر ہنس پڑا۔

اشفاق واپس جانے لگا جب رخسانہ نے اُسے پکارا۔

"اشفاق، سنیں؟"

"جی جانِ اشفاق، سنائیں؟"

"رات کو آپ کے ہاتھ کی چائے پیوں گی۔"

پوچھا نہیں تھا، بتایا گیا تھا۔

"ضرور، ضرور!!" اتنی سی خواہش پر وہ دل سے مسکرایا....

رخسانہ نے جلدی سے کھانا ختم کر کے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی، اور اشفاق کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ کیوں جلدی گئی ہے۔

نور بانو اور اشفاق باتوں میں محو تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی، اپنا خیال رکھیے گا بہت سارا، اور میرے لیے دعائیں کرتی رہیے گا،" اشفاق نے نور بانو کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

"ہاں پُتر، پریشان نہ ہو، میں اپنا خیال رکھوں گی، تو آرام سے جا اور محنت کر بہت، میرا بیٹا خوب ترقی کرے گا ان شاءاللہ۔" نور بانو کا دل اشفاق کے جانے پر دکھی تھا، مگر وہ ماں تھی، انہیں ہمت کرنی تھی۔

"جی امی، بس آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔"

"میں تو ہمیشہ اپنے بچے کے لیے دعا کرتی ہوں۔"

اشفاق نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"چلو بچے! مجھے نیند آرہی ہے، تم بھی جا کر آرام کرو۔"

"چلیں، ٹھیک ہے امی، اللہ حافظ۔"

"خدا حافظ!!"

اشفاق جب کمرے میں داخل ہوا تو سامنے کا منظر دیکھ کر وہ لمحے بھر کے لیے ساکت رہ گیا، دل تیز رفتار میں دھڑکا۔

رخسانہ نے سیاہ رنگ کی ساڑی زیب تن کی ہوئی تھی، جس نے اس کی خوبصورتی کو مزید نکھار دیا تھا۔اس کے لمبے بال کھلے تھے جو اس کی کمر کو چھو رہے تھے۔

سرخ رنگ کی سرخی نے اس کے چہرے کی چمک کو اور بھی بڑھا دیا تھا۔

وہ اپنی سادگی میں بھی خوبصورت ترین لگ رہی تھی،اس کی ہر ادا میں ایک خاص کشش تھی۔

"ماشااللہ"، رخسانہ کو دیکھ کر پہلی چیز جو اشفاق نے کہی وہ یہی تھی۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟"، رخسانہ نے گھومتے ہوئے اپنا آپ اشفاق کو دکھایا۔

"بہت خوبصورت، تم میرے لیے ایک خوبصورت گیت کی طرح ہو، جو ہر پل میرے دل کو خوشی سے بھر دیتا ہے۔ تم میرے لیے زندگی کی روشنی کی طرح ہو، جو ہر اندھیرے کو دور کر دیتی ہے۔ تمہاری مسکراہٹ میرے دن کو روشن کر دیتی ہے۔ تم میرے لیے ایک نرم ہوا کی طرح ہو، جو ہر پل سکون اور راحت کا احساس دیتی ہے۔ تمہاری موجودگی میری زندگی میں خوشیوں کا سمندر بھر دیتی ہے۔ تم میرے لیے ایک خوشبو کی طرح ہو، جو ہر جگہ میری

موجودگی میں بکھر جاتی ہے۔ تمہاری ہنسی میرے دل کی دھڑکن کو تیز کر دیتی ہے اور تمہارے بغیر یہ سب کچھ ادھورا لگتا ہے، تم میری زندگی ہو، تم میری زندگی کی سب سے خوبصورت حقیقت ہو۔"

اشفاق آگے بڑھا اور بہت محبت سے رخسانہ کی پیشانی چومی۔

"میں تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں، بیگم۔"

رخسانہ کس قدر اپنے رب کی شکر گزار تھی، وہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی تھی، زندگی کے ایک موڑ پر، اُس نے شدت سے یہ محسوس کیا کہ وہ کبھی بھی ایک پُر سکون زندگی نہیں گزار پائے گی۔ لیکن آج، اشفاق کو دیکھ کر وہ اپنے رب کی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہے۔

"میں بھی آپ سے بے انتہا محبت کرتی ہوں، میرے سر تاج۔"

وہ دونوں یوں ہی بیٹھے کافی دیر ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھوئے رہے۔

"آج تو میں بہت تھکا ہوا تھا، مگر آپ کو دیکھ کر ساری تھکن جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی ہے۔"

"دیکھ لیجیے، کمال ہے میرا۔"

رخسانہ نے اشفاق کے نرم و ملائم بالوں کو چھوتے ہوئے کہا۔ اشفاق اس کی اس حرکت پر دل سے مسکرایا۔

"کمال تو ہو تم..."اشفاق نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

چند دن بعد

آج اشفاق کو شہر جانا تھا، صبح فجر کی اذان کے کچھ دیر بعد اسے اسٹیشن پہنچنا تھا۔

اشفاق گہری نیند میں تھا، جبکہ رخسانہ بیدار ہو چکی تھی۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور اشفاق کی طرف دیکھا، جو سوتے ہوئے بہت ہی معصوم اور پیارا الگ رہا تھا۔ وہ کچھ لمحے اس میں کھوئی رہی، کیونکہ اشفاق کو دیکھنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ وہ پورے دن اپنے شوہر کو بغیر تھکے دیکھ سکتی تھی۔

رخسانہ آہستہ آواز میں ایک غزل گنگنانے لگی.....

کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے

کہ جیسے تجھ کو بنایا گیا ہے میرے لیے

اس کی آواز بہت خوبصورت تھی، یہ وہ دل کے الفاظ تھے، جو وہ ہمیشہ اشفاق کو دیکھتے ہوئے سوچتی تھی۔ اشفاق نے نرمی سے اپنی آنکھیں کھولیں، اور اسے دیکھ کر دل کی گہرائیوں سے مسکرایا۔

"اچھا جی، تو آپ گنگناتی بھی ہیں؟"

"آپ جاگ رہے ہیں؟" رخسانہ نے گھبرا کر پوچھا۔

"اتنی سُریلی آواز میں آپ گنگنائیں گی تو میں تو نیند میں بھی آپ کو سن سکتا ہوں،" اشفاق نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

اشفاق نے رخسانہ کو شرمانے پر مجبور کر دیا تھا، یہ تو اس کے لیے روز کا معمول بن چکا تھا۔ ان کا رشتہ کبھی بھی بے رنگ نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کو خوشگوار حیرتوں سے بھر دیتے تھے۔ ہر لمحہ ایک نئی خوشی، ایک نئی شروعات ہوتی، جس میں محبت کی مہک اور خوشیوں کی چمک بکھری ہوتی۔

"آپ جا رہے ہیں آج؟ سرتاج ادھر کسی لڑکی کو دیکھنے کی تو بلکل ضرورت نہیں ہے اور آپ اپنا خیال رکھیے گا اور دل لگا کر محنت کیجئے گا۔"

رخسانہ نے اشفاق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی جی، لڑکیاں کون ہیں؟ میں کسی لڑکی کو نہیں جانتا، یاد رہ گئی تو میری ایک عدد بیگم، بس" !! اشفاق ہمیشہ اُسے اپنی باتوں سے پُر سکون کر دیا کرتا تھا۔

"اچھی باتیں کر الو بس ان سے"، رخسانہ نے نرمی سے اشفاق کے بازو پر ہلکا سا ہاتھ مارا۔

"چلیں، اب جانے سے پہلے مجھے آپ اپنے ہاتھ کا ناشتہ بنا کر کھلا دیں"،

اشفاق نے مسکراتے ہوئے جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور آپ مجھے جانے سے پہلے اپنے ہاتھ کی چائے پلا دیں..."، رخسانہ نے اپنا ہاتھ اشفاق کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اشفاق جانتا تھا کہ رخسانہ کو اس کے ہاتھ کی چائے کتنی پسند ہے، تو اس نے سر ہلا کر اُسے بھی اٹھایا اور محبت سے ہاتھ تھام کر باہر لے گیا۔

سب ناشتہ کر رہے تھے، گلِ زہرہ اور حاشر بھی وہاں موجود تھے۔ جب وہ سب اکٹھے ہوتے تھے تو قہقہوں کی گونج اور ماحول میں ایک نئی زندگی سی بھر جاتی تھی۔ سب خوش گپیوں میں مصروف رہتے تھے، اور واقعی وہ ایک خاندان کی مانند محسوس ہوتے تھے۔

"چلیں، امی، میرے خیال میں مجھے اب روانہ ہونا چاہیے، ورنہ ریل گاڑی چھوٹ جائے گی۔

"اشفاق اُٹھ کھڑا ہوا۔

رخسانہ کے دل کو کچھ ہوا تھا، وہ اُسے روک لینا چاہتی تھی، آنسو اس کی آنکھوں میں چمک رہے تھے، اسے اس کا جانا بالکل پسند نہیں آرہا تھا۔

"ہاں بچے! خیریت سے جاؤ۔"، نور بانو اشفاق کے گلے لگیں۔

"آپ لوگوں کا شکریہ یہاں آنے کا، مجھے آپ لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی،" اشفاق نے گلِ زہرہ اور حاشر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں اسٹیشن تک چھوڑ کر آونگا، اور رخسانہ بچے تم ہمت کرو، حاشر رخسانہ کی آنکھوں میں تکلیف دیکھ سکتا تھا، رخسانہ اس کی بہنوں جیسی تھی۔

رخسانہ یکدم رونے لگی تھی، اُسے بہت عرصے بعد کوئی ایسا انسان ملا تھا، جس کے پاس وہ بیٹھ کر گھنٹوں باتیں کیا کرتی تھی، اشفاق اسے اپنے بچپن کے قصّے سناتا رہتا اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑتی، وہ کھلکھلاتی تھی اور وہ اُسے مسکرا کر تکتا رہتا تھا، اُسے اشفاق کے جانے کا شدید دکھ تھا، مگر پھر زندگی میں ہر چیز آپ کی مرضی سے کہاں ہوا کرتی ہے۔

اشفاق رخسانہ کے قریب آیا۔

"میرا انتظار کرنا، میں جلد لوٹوں گا، تمہیں اپنے ساتھ لے جاوں گا، اور اپنا خیال رکھنا"،

اشفاق نے رخسانہ کو آہستگی سے اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔ وہ اُس کی آغوش میں آکر مزید کمزور محسوس کرنے لگی تھی، لیکن اُسے اپنے آپ کو سنبھالنا تھا۔ آنسوؤں کو صاف کرتی ہوئی، اس نے اشفاق سے کہا...

"خیال رکھیے گا سرتاج"، اس کی سرگوشی صرف اشفاق کے کانوں تک پہنچی۔

"جو حکم بیگم"، اشفاق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

سرتاج اور اس کی بیگم ایک دوسرے کو شدت سے یاد کرنے والے تھے یہ تو طے تھا۔

رخسانہ بھی اُس کی مسکراہٹ دیکھ کر مسکرائی...

پھر وہ اپنے نئے سفر کی جانب روانہ ہو گیا۔

ایک انسان جس کی آپ کو عادت ہو، جس سے آپ کو محبت ہو، جو آپ کے لئے بے حد قیمتی ہو، اُسے اپنے سے دور بھیجنا دنیا کا سب سے مشکل عمل ہے۔

(چند دن بعد)

Clubb of Quality Content

اشفاق کو گئے نو دن ہو چکے تھے، رخسانہ کا سارا دن گھر کے کاموں اور نور بانو کے ساتھ گزرتا تھا۔ نور بانو سے وہ دل کی گہرائیوں کی ہزار باتیں کرتی، نور بانو بغیر تھکے ہر سوال کا جواب دیتیں۔ اُسے اشفاق کے بارے میں پوچھنے میں بے حد خوشی محسوس ہوتی تھی، جیسے ہر بات میں اشفاق کی یادیں جڑی ہوں۔

وہ نور بانو سے اکثر اشفاق کے بارے میں سنتی، نور بانو اُسے سب کچھ بتاتیں کہ اشفاق بچپن میں کیسا تھا، وہ ایک نہایت چالاک اور ذہین بچہ تھا۔ نور بانو کو بھی اشفاق کی باتیں کرنا بہت پسند تھا، اور ان دونوں کو اکثر یوں محسوس ہوتا جیسے وہ یوں ہی بیٹھ کر ان کی باتیں سن رہا ہو۔ اشفاق اس گھر کی رونق تھا، وہ گیا تھا تو گھر خاموش ہو گیا تھا۔

دن تو گزر ہی جاتا تھا مگر رات کو شدت سے اس کی یاد آتی تھی۔ اشفاق نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے خط لکھے گا، اور وہ دن رات اس کے خط کا بے صبری سے انتظار کرتی رہتی۔ دوسری جانب، اشفاق کی ملازمت بہت عمدہ چل رہی تھی۔ وہ دل جمعی سے کام کر رہا تھا، مگر اس کی جسمانی تھکن بڑھتی جا رہی تھی۔ صبح وہ نکلتا اور رات تک واپس آتا، مگر رخسانہ کا خیال اس کے ذہن میں بار بار آتا، جو اس کی تھکن کو کہیں دور لے جاتا۔

اشفاق آج فارغ تھا، تو اُس نے رخسانہ کو ایک خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ حالانکہ اس وقت ٹیلیفون موجود تھے، جس کے ذریعے وہ آرام سے بات چیت کر سکتا تھا، مگر مسئلہ یہ تھا کہ رخسانہ کے پاس کوئی ٹیلیفون نہیں تھا۔

اتنے دنوں سے اس کا رخسانہ سے کوئی رابطہ نہیں ہوّا تھا، نور بانو سے کوئی رابطہ نہیں ہوّا تھا، اب وہ دونوں اُسے شدید یاد آ رہیں تھیں۔

اشفاق کی اپنے باس سے کافی تفصیلی گفتگو ہوئی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ اشفاق انہیں بے حد پسند آیا ہے، اور وہ اُسے مزید ذمہ داریاں دیں گے، جس سے وہ تھوڑا سنبھل جائے گا، پھر وہ اپنا کام شروع کر سکے گا۔ اشفاق نے لاہور سے سویل انجینئر نگ کی تھی، مگر اُسے اپنے کام کا آغاز کرنے کے لیے کچھ تجربے کی ضرورت تھی، جس کی وجہ سے وہ کسی کے زیر نگرانی کام کر رہا تھا۔ اور پھر اشفاق نے کئی چھوٹے مکان بھی دیکھے تھے، جن کا کرایہ بھی مناسب تھا۔ بس چند دنوں بعد وہ رخسانہ اور نور بانو کو بھی اس شہر لے آئے گا، اس نے ارادہ کر لیا تھا۔

فروری کا مہینہ اپنے اختتام کی جانب بڑھ رہا تھا، آج کا موسم قدرے سرد تھا، ہوا میں ایک لطافت تھی۔اشفاق ایک ایسی جگہ پر پہنچا جہاں سے ایک بہت دلکش سورج غروب ہونے کا منظر پیش ہو رہا تھا۔

وہ لکھنا شروع ہوا تو کافی دیر لکھتا رہا، بہت سی باتیں تھی جو سرتاج جی اپنی بیگم کو بتانا چاہتے تھے مگر وہ سب بعد کے لیے بچا لیا....

تھوڑی دیر میں وہ خط لکھ کر پوسٹ آفس میں دے آیا تھا، اُسے بتایا گیا تھا کہ یہ دو دن تک رخسانہ تک پہنچ جائیگا......

آج کا دن اس کے نام تھا، وہ لاہور کی سیر کرنا چاہتا تھا۔کچھ عرصہ پہلے جب وہ لاہور آیا تھا تو تعلیم کی وجہ سے وہ زیادہ تر مصروف رہتا تھا۔آج وہ اندرونِ لاہور کی سیر کرنے نکلا....

اندرونِ لاہور بے حد خوبصورت تھا، ہر چیز اتنی حسین تھی۔وہاں کی قدیم دیواریں، سڑکوں کی رونق، اور لذیذ کھانوں کی خوشبو، اشفاق کو ہر چیز بے حد پسند آئی۔لاہور اس کا پسندیدہ شہر بن چکا تھا۔بے اختیار اس کا دل چاہا کہ کاش رخسانہ بھی اس کے ساتھ ہوتی، وہ ان مناظر کو دیکھ کر کتنی خوش ہوتی۔مگر وہ یہ سوچ چکا تھا کہ سب سے پہلے وہ رخسانہ کو لاہور کی خوبصورتی دکھانا چاہتا تھا...

نولز کلب
Club of Quality Content

کافی دیر تک وہ لاہور کی گلیوں میں سیر کرتا رہا، آج کا دن واقعی بہت اچھا گزرا تھا۔اس کی تھکن کافی حد تک دور ہو چکی تھی۔اب وہ اپنی رہائش گاہ کی جانب روانہ ہو رہا تھا تاکہ کچھ سکون حاصل کر سکے اور اپنی روح کو تازگی بخش سکے۔

"امی، آپ کیا کر رہی ہیں؟"رخسانہ نور بانو کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

"کچھ نہیں پُتر، بس میرے پاس آؤ، اتنے کام نہ کیا کرو،"نور بانو نے نرمی سے کہا،ان کے لہجے میں رخسانہ کے لیے فکر کا احساس تھا۔

"امی، اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتی ہوں؟"کافی عرصے سے یہ بات رخسانہ کے ذہن میں تھی، مگر وہ پوچھنے میں جھجک رہی تھی۔

"ہاں پُتار، پوچھو۔"نور بانو نے محبت بھری مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"اشفاق کے والد کا انتقال کس طرح ہوا تھا؟"رخسانہ نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

نور بانو کے چہرے پر درد کی جھلک تھی، جیسے ماضی کی یادیں ان کے دل میں ایک بار پھر زندہ ہو گئی ہوں۔ "وہ ایک مشکل وقت تھا، پُتر..." انہوں نے آہستہ سے کہا، ان کی آنکھوں میں درد تھا، مگر وہ بتانے لگیں۔

اشفاق سکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا، تب ہمارے علاقے میں ایک سردار تھا، جو کسی بھی بچے کو پانچویں جماعت سے آگے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ اشفاق کے والد اس بات کے خواہش مند تھے کہ ان کا بیٹا علم حاصل کر کے ایک کامیاب انسان بنے۔ پھر ایک دن، وہ سردار سے بات چیت کرنے کے لیے گئے، کیونکہ پورے ساہنی میں صرف اسی کی بات چلتی تھی۔ اشفاق کے والد نے دل میں امید باندھ رکھی تھی کہ شاید وہ اس سردار کو قائل کر سکیں گے۔ اس نے منع کر دیا تھا اور جب اسلم نے ماننے سے انکار کیا تو اس خبیث انسان نے اسلم پر گولی چلا دی۔ اشفاق اس وقت بے حد معصوم تھا، اس نے اپنے والد کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے دیکھا۔ جب سردار نے گولی چلائی تو اسے خود بھی یہ سمجھ نہیں آیا کہ اس نے کیا کر دیا، اور وہ فوراً وہاں سے فرار ہو گیا۔ سردار کو یہ علم نہیں تھا کہ اشفاق اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھا۔ پھر اشفاق اپنے والد کے پاس گیا، تو انہوں نے اُسے آخری بات یہی کہی کہ بیٹا، خوب محنت کرنا، اور ایک مضبوط انسان بن کر زندگی گزارنا۔ تب اشفاق بہت

چھوٹا تھا، اکثر رات کو خوف زدہ ہو جایا کرتا تھا، میں اُسے اپنے قریب سلا لیتی تھی۔ مجھے خود کو مضبوط بنانا پڑا تھا کیونکہ اشفاق کی دیکھ بھال کرنا تھی۔"

نور بانو کی باتیں سن کر رخسانہ کو ایسا لگا جیسے اس کا دل بند ہو جائے گا۔ اشفاق کو دیکھ کر اُسے کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا تھا کہ وہ اس قدر ٹوٹا ہوا ہے۔ بے اختیار اس کا دل چاہا کہ اشفاق اس کے سامنے ہوتا تو وہ اس کے زخموں پر مرہم لگاتی۔

رخسانہ کو اچانک یاد آیا کہ اشفاق نے پہلی ملاقات میں اس سے کہا تھا کہ وہ خوش قسمت ہے کیونکہ وہ تعلیم حاصل کر رہی ہے، ورنہ گاؤں میں تو پڑھائی کے نام پر قتل ہو جایا کرتے تھے۔

اُسے اشفاق اور نور بانو کے لیے دل سے تکلیف محسوس ہوئی۔

نور بانو مزید کہہ رہیں تھیں۔

"پھر اشفاق کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور جانا پڑا، جہاں اس کی دوستی ایک باثر شخصیت کے بیٹے سے ہوئی، جس نے اس کی بے شمار مدد کی۔ کافی عرصہ اشفاق کے والد کا مقدمہ چلتا رہا۔ ابتدا میں تو سردار کو قید خانے میں ڈال دیا گیا، لیکن پھر اشفاق کے دوست کے والد نے بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا، اللہ انہیں خوشیوں سے نوازے۔ مگر اس کے بعد ایک اور مقدمہ شروع ہوا، جس میں سردار کو پھانسی کی سزا سنادی گئی۔

Clubb of Quality Content!

اس کے کچھ عرصے بعد اشفاق نے دوبارہ زندگی کی جانب قدم بڑھایا تھا۔اشفاق کے والد کو انصاف حاصل ہو گیا تھا، وہ سکون محسوس کر رہا تھا، مگر جانے والے کی کمی کو کوئی بھی پورا نہیں کر سکتا"۔

نور بانو کی بات ختم ہو چکی تھی، رخسانہ نے دھیرے سے نور بانو کو گلے لگالیا،

"امی، آپ بہت بہادر ہیں۔"اس کے علاوہ رخسانہ کچھ اور کہنے کی ہمت نہ کر سکی۔

"رخسانہ باہر دیکھو بچے، کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔"نور بانو اپنے کمرے میں تھیں اور انہیں دروازے کی کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔

"جی امی، میں دیکھتی ہوں،"رخسانہ یہ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھیں۔

جب انہوں نے دروازہ کھولا تو سامنے پوسٹ آفس کا نوجوان کھڑا تھا۔

"یہ اشفاق اعوان کی طرف سے خط آیا ہے، باجی،"پوسٹ کے لڑکے نے آہستہ سے خط آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

رخسانہ اچانک پُر جوش ہو گئی۔

"شکریہ، بھائی،" اس نے خط ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا، اور اب وہ خوشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

آج وہ دن آگیا تھا جس کا اس نے اتنے دنوں سے انتظار کیا تھا۔

اشفاق نے اس کے لیے ایک خط لکھ دیا تھا، اور اب وہ بس اسے پڑھنے کی خواہش مند تھی۔

نور بانو کو بتانے کے بعد، وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

خاکی لفافے میں ایک خط موجود تھا، اس نے دھیرے سے باہر نکالا اور اشفاق کی تحریر دیکھی۔ اس نے اتنے خوبصورت انداز میں لکھا تھا کہ رخسانہ حیرت زدہ ہو گئی۔ خط بظاہر بہت اچھا نظر آرہا تھا۔

آہستہ آہستہ پڑھنا شروع کیا..........

میری عزیز بیگم،

میں یہ الفاظ لکھ رہا ہوں اور میرے ذہن میں آپ کا خوشی بھرا چہرہ ابھرتا جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ ہو گی جب آپ میرا خط پڑھیں گی۔

(رخسانہ پڑھتے ہوئے دل سے مسکرائی)

آپ کیسی ہیں ؟امی کیسی ہیں ؟ میں آپ دونوں کو بہت شدت سے یاد کر رہا ہوں۔اور آپ کو معلوم ہے، بیگم، چند دنوں بعد آپ میرے ساتھ ہوں گی، یہ خیال میرے دل کو بے حد سکون عطا کر رہا ہے۔آپ کی یادیں میرے دل میں ایک خاص جگہ رکھتی ہیں،اور آپ کی موجودگی کا انتظار میرے لیے ایک خوشگوار لمحہ ہے۔

پہلے کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ میری زندگی ادھوری ہے، لیکن آج یہاں بیٹھ کر مجھے شدت سے یہ احساس ہو رہا ہے کہ میری زندگی میں اصل سکون تو اب آیا ہے، زندگی تو اب مکمل ہوئی ہے۔آپ کی موجودگی نے میری زندگی کو ایک نئی روشنی عطا کی ہے،اور آپ کی یادیں میرے دل کو خوشی اور تسکین بخشتی ہیں، کون کہتا ہے کہ محبوب کی یاد میں درد محسوس کرنا لازم ہے؟ میں جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو میرے چہرے پر ایسی مسکراہٹ بکھر جاتی ہے جو کہ زندگی سے بھرپور ہوتی ہے۔مجھے یہ گمان تھا کہ آپ مجھے تنہائی کے لمحات میں یاد آئیں گی، مگر یہاں تو آپ کی یاد ہر وقت میرے ساتھ رہتی ہے، جیسے ایک خوبصورت سایہ جو کبھی جدا نہیں ہو۔یہ حقیقت میرے لیے بہت خوشگوار ہے، کیونکہ آپ کی یادیں ہر لمحے کو روشن کر دیتی ہیں، بیگم !اتنے دنوں سے کسی نے سرتاج کہہ کر نہیں پکارا۔آپ کے بغیر زندگی واقعی ادھوری ہے۔اتنا عرصہ کہاں تھیں آپ؟ مجھے پہلے کیوں نہیں ملی؟اور سب سے زیادہ

جس چیز کی مجھے کمی محسوس ہو رہی ہے، وہ میری بیگم کی کھلکھلاتی ہنسی ہے۔اشفاق کو اپنی بیگم کو دیکھنے کا جی چاہ رہا ہے اور آپ اپنی خیریت کا خیال تو رکھ رہی ہیں نا؟اپنا خیال رکھیے گا، پیاری بیگم ۔وقت پر کھانا کھالیجئے گا اور امی کا بھی خاص خیال رکھیے گا۔ چلیں، جانِ اشفاق، اس سے زیادہ میں کچھ نہیں لکھ سکتا، پرچہ ختم ہونے والا ہے۔آخر میں، بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں آپ سے بے حد محبت کرتا ہوں۔

میری طرف سے سب کو سلام

آپکا سرتاج، بیگم !

خط ختم ہو چکا تھا، لیکن رخسانہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک طوفان بہہ رہا تھا۔اس کا دل بے اختیار چاہا تھا کہ یہ خط کبھی ختم نہ ہو، اور وہ بس اشفاق کے الفاظ کو پڑھتی چلی جائے۔

اشفاق کی یاد اب اس کے دل میں ایک نئی شدت کے ساتھ جاگ اُٹھی تھی۔

رخسانہ نے اپنی سوچوں میں ڈوب کر ایک کاغذ نکالا اور اس کے نام ایک خط لکھنے بیٹھی۔اس کی قلم کی ہر جنبش میں اشفاق کی محبت کی گہرائی اور اس کی یادوں کی مہک تھی۔وہ ہر لفظ کو

چُن رہی تھی، جیسے وہ اپنی دل کی باتیں اس تک پہنچانا چاہتی ہو۔اس کے دل کی گہرائیوں میں چھپا ہوا پیار۔

"حاشر، کیا سوچ رہے ہیں؟" گلِ زہرہ کافی دیر سے حاشر کو دیکھ رہی تھی جو کہ کسی گہرے خیال میں گم تھا۔

"گل، میں سوچ رہا ہوں کہ کیوں نہ ہم شہر چلیں؟" حاشر نے اپنی سوچ کا اظہار کیا۔

"خیریت؟" گلِ زہرہ کو حیرت ہوئی کیونکہ حاشر اکثر کہا کرتا تھا کہ اُسے اپنے گاؤں سے بے حد محبت ہے۔

"در حقیقت، میرے ایک دوست کی کراچی میں رہائش ہے، اور ہم دونوں کافی عرصے سے کوئی کاروبار شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں،" حاشر نے وضاحت کی، جبکہ گلِ زہرہ غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"اور سرمایہ کہاں سے حاصل ہوگا کاروبار شروع کرنے کے لیے؟" گلِ زہرہ نے سوال کیا۔

"میں جو کام کرتا ہوں، اس میں سے میں نے کافی حد تک رقم جمع کر لی ہے۔ باقی آدھی میرا دوست فراہم کرے گا، تو ہم مل کر کوئی چھوٹا سا منصوبہ شروع کریں گے۔ پھر آگے اللہ مالک ہے،" حاشر نے تفصیل سے وضاحت کی۔

اس کے چہرے پر ایک عزم کی جھلک تھی، جیسے وہ اپنے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے تیار ہو۔

"چلیں، پھر آپ دیکھ لیجیے اگر کچھ ہوتا ہے، کوئی کام بنتا ہے تو ٹھیک ہے۔ مجھے اپنے شوہر کی ترقی پر کیا اعتراض ہوگا؟ بلکہ میں تو خوش ہوں،" گلِ زہرہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ، گل، ہمیشہ میرا ساتھ دینے کے لیے۔ تم واقعی ایک بہترین بیوی ہو، اور میں اس ذات کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے تمہارا ساتھ عطا کیا،" حاشر نے آہستہ سے گلِ زہرہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

اور میں شکر گزار ہوں، مجھے آپ جیسا نیک اور شائستہ شوہر ملا...

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ کر اطمینان سے مسکرائے تھے.

اشفاق عامر (باس) کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا، اور ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی بات چیت بھی جاری تھی۔ عامر اور اشفاق کے درمیان اب دوستی پروان چڑھ چکی تھی، عمر میں عامر اشفاق سے چار سال بڑا تھا۔

"بس چودہ دن ہو گئے ہیں مجھے یہاں آئے ہوئے، اب ایک مہینہ گزرتے ہی اپنے گھر والوں کو یہاں بلا لوں گا،" اشفاق نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"چلو، یہ تو کمال بات ہے،" عامر نے جواب دیا۔

"بھائی، آپ کا نام کیا ہے؟" ایک لڑکے نے آکر اشفاق سے پوچھا۔

"اشفاق اعوان، اور آپ کون ہیں؟"

"بھائی، آپ کے لیے ساہنی سے ایک خط آیا ہے،" لڑکے نے قریب آکر اشفاق کو ایک خط تھما دیا۔

اشفاق کی آنکھوں میں خوشی کی چمک آ گئی، اور وہ دل سے مسکرایا۔

"چلو عامر، مجھے تھوڑا سا کام ہے، میں تھوڑی دیر میں واپس آتا ہوں۔"

ہاتھ میں موجود خط اشفاق کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔

"ہاں، جاؤ جاؤ، پڑھ لو، میں تمہیں نہیں روک رہا ہوں،" عامر نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

اشفاق ہنستے ہوئے باہر نکل گیا۔

اشفاق باہر نکلا اور سامنے ایک موٹر سائیکل کھڑی تھی، جس پر ٹیک لگا کر وہ کھڑا ہو گیا۔ جیب سے ایک خط نکال کر پڑھنا شروع کیا، اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ کی چمک بڑھنے لگی۔

میرے سرتاج،

السلام علیکم،

میں نے آپ کا خط پڑھ لیا، اب اگر آپ مجھ سے اتنی دور بیٹھ کر اس طرح اپنے جذبات کا اظہار کریں گے تو سرتاج، پھر یہ مشکل ہو جائے گا۔

آپ کیسے ہیں؟ اپنی صحت کا خیال تو رکھتے ہیں نا؟ اور ہاں، امی بالکل ٹھیک ہیں۔ اشفاق، آپ کو معلوم ہے جب سے آپ گئے ہیں، گھر میں عجیب سا سنسان پن چھا گیا ہے۔ میں جب بھی کوئی کام کرتی ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آپ ابھی پیچھے سے آ جائیں گے، مگر پھر بس، ایسا لگتا ہے جیسے وقت ایک جگہ رک گیا ہے، ایک مہینہ گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں آنکھیں کھولوں اور آپ میرے سامنے آ جائیں۔

آپ نے تو مجھے اپنے بغیر رہنا نہیں سکھایا، آپ نے تو ہر لمحہ مجھے اپنے ساتھ ہونے کا یقین دلایا ہے، پھر آپ کہاں چلے گئے ہیں؟ میں جانتی ہوں کہ نوکری ضروری ہے، لیکن اس دل کا کیا کروں؟ جو ہر سانس میں اشفاق کا نام لیتا ہے۔ سرتاج، جلد واپس آئیں، میں آپ کی راہ تک رہی ہوں۔

اور ہاں امی کہہ رہی تھیں کہ اشفاق کو میرا سلام پہنچانا، وہ بھی آپ کو بہت یاد کرتی ہیں۔

بس خیریت سے رہیں، اور آپ میری دعاؤں میں شامل ہیں۔ اپنا خیال رکھا کریں، اشفاق، اور وقت پر کھانا کھایا کریں۔ انشاءاللہ جلد ملاقات ہو گی۔

واللہ اشتقتلک

(wallah, i miss you)

فی امان اللہ

میں آپ کو بہت یاد کر رہی ہوں، اشفاق۔

آپ کی بیگم، سرتاج۔

خط ختم ہو چکا تھا، اشفاق کے چہرے پر خوشی اور غم دونوں کے آثار نمایاں تھے۔ایک طرف وہ خوش تھا کیونکہ چند دنوں بعد وہ اپنے اہل خانہ کو لاہور لے جانے والا تھا، مگر دوسری طرف اداس بھی تھا کیونکہ رخسانہ کے بغیر رہنا اس کے لیے مشکل تھا۔اتنے دنوں سے کسی نے اس کے نخرے نہیں اٹھائے تھے، رخسانہ ہوتی تو ضرور اٹھاتی۔وہ لمحے اس کے دل میں ایک عجیب سا احساس جگا رہے تھے، اُسے یکدم وہ گفتگو یاد آئی جو وہ اکثر چائے پیتے ہوئے سب ساتھ بیٹھ کر کیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ سب اُس کی یادوں میں گھرا ہوا تھا، گھر چھوڑنا مشکل ہوتا ہے، اپنے آرام دہ ماحول سے نکل کر اپنے عزیزوں کے لیے روزی کمانا آسان نہیں ہوتا۔اشفاق کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے اور چہرے پر ایک مدھم سی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

کون کہتا ہے کہ مرد کمزور نہیں ہو سکتا؟ دنیا نے اتنی بار یہ بات دہرائی ہے کہ مرد کو یہ باور کرایا گیا ہے کہ وہ کبھی نہیں رو سکتے۔ مگر کیا یہ حقیقت ہے؟ کیا احساسات کا اظہار صرف ایک خاص جنس کے لیے مخصوص ہے؟ مرد بھی دل رکھتے ہیں، ان کی آنکھوں میں بھی آنسو چھپے ہوتے ہیں، مگر معاشرتی توقعات نے ان کے جذبات کو دبا دیا ہے۔

تجھے روز دیکھوں قریب سے
میرے شوق بھی ہیں عجیب سے

میں نے مانگا ہے بس تُجھی کو
اپنے رب اور اس کے حبیب سے

میری آنکھوں میں ہے بس عاجزی
میرے شوق بھی ہیں غریب سے

میرے سب دکھوں کی دوا ہو تم
ملے گا سکوں پھر طبیب سے

میں بہت ہی خوشی ہوں جوڑ کر

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نصیب اپنے تیرے نصیب سے

(کچھ وقت بعد)

آج اشفاق کو گئے ہوئے ایک مہینہ گزر چکا تھا، اور آج اس کا گھر واپس آنے کا دن تھا۔ رخسانہ نے اپنی اور نور بانو کی دیگر چیزوں کو بڑی مہارت سے ترتیب دے لیا تھا۔ اشفاق نے گھر میں دو تین دن گزارنے تھے، اس کے بعد سب مل کر لاہور جانے والے تھے۔

رخسانہ تو آج خوشی سے چہک رہی تھی، جبکہ نور بانو رخسانہ کو دیکھ کر مسکرا کر رہ جاتیں۔

رخسانہ نے اشفاق کے آنے کی خوشی میں بہت ساری کھانے کی چیزیں تیار کر رکھی تھیں، اور اب وہ دونوں بیٹھ کر اشفاق کا انتظار کر رہے تھے۔

"امی، کتنا مزہ آئے گا ہم سب لاہور جائیں گے، پھر ہم تینوں لاہور گھومیں گے!" رخسانہ نے خوشی سے کہا۔

"ہاں پُتر، تم دونوں لاہور میں موج مستی کرنا، میں گھر رہ لیا کرونگی" نور بانو نے محبت سے جواب دیا۔

"کیوں امی؟ آپ بھی چلیے گا۔" رخسانہ نے اصرار کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ناپُتر، اب تو ہمت نہیں ہوتی گھومنے پھرنے کی، ویسے بھی مجھے گھر پر رہنا ہی اچھا لگتا ہے،"

نور بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کی نئی نئی کہانیاں سننے کا انتظار رہے گا۔"

ٹھک ٹھک ٹھک....۔

دروازے پر دستک ہوئی تھی، رخسانہ اور نور بانو نے ایک ساتھ دروازے کی طرف متوجہ ہوئے۔

"جاپُتر، کھول کر دیکھو،" نور بانو نے کمرے میں رہتے ہوئے رخسانہ سے کہا۔

رخسانہ تیزی سے باہر کی جانب دوڑی۔

نور بانو ایک شفیق اور محبت بھری ساس تھیں، جو اپنی بہو اور بیٹے کی خوشیوں میں اپنی خوشی محسوس کرتیں۔

جب رخسانہ نے دروازہ کھولا تو سامنے بیگم کے سرتاج کھڑے تھے۔

"سلام بیگم"، اشفاق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وسلام سرتاج"، رخسانہ اشفاق کو دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

اور یہ وہ پہلی چیز تھی جس کا اشفاق کو بے صبری سے انتظار تھا۔

"ٹھیک ہے بیگم، آپ نے آتے ہی دل سنبھالنے پر مجبور کر دیا ہے،" اشفاق نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے نہ سرتاج، اس دل کو فِلحال سنبھال کر رکھیں،" رخسانہ نے خوشی سے کہا۔

اشفاق اندر آچکا تھا، اور رخسانہ نے دروازہ بند کر لیا تھا، صحن میں اشفاق اور رخسانہ کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔

اشفاق نے نرمی سے اپنے بازو کھولے اور رخسانہ محبت بھری نظروں سے ان میں گھل مل گئی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی آغوش میں جیسے وقت کی قید سے آزاد ہو گئے تھے۔ یہ ایک خوبصورت لمحہ تھا، جہاں ہر چیز خاموش ہو کر محبت کی زبان بول رہی تھی۔

اب وہ دونوں اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"میرا پُتر"، نور بانو نے اشفاق کی جانب دیکھا تو بے ساختہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

"کیوں رو رہی ہیں آپ؟ اب تو میں آگیا ہوں، دیکھیں۔" اشفاق نے محبت سے نور بانو کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

"میرا بچہ، تو ٹھیک ہے؟"

"ہاں ماں، بالکل ٹھیک ہوں۔ چلیں، شاباش، رونا بند کریں۔" اشفاق نے نرم ہاتھوں سے اپنی ماں کے آنسو صاف کیے۔

اشفاق کی موجودگی نے نور بانو کے دل کو سکون بخش دیا۔

کافی دیر تک وہ تینوں یوں ہی گفتگو کرتے رہے، اشفاق نے ساری کہانیاں سنائیں، اور نور بانو اور رخسانہ بے حد دلچسپی سے ہر ایک لفظ سنتی رہیں۔

کافی وقت گزر چکا تھا، رخسانہ چائے تیار کرنے کے لیے گئی، پھر سب نے مل کر چائے کا لطف اٹھایا۔ اشفاق کے دل کو گھر لوٹ کر سکون اور راحت ملی تھی۔

گھر جیسا سکون دنیا کے کسی کونے میں تلاش نہیں کیا جا سکتا۔

(لاہور جانے کا سفر)

ریل گاڑی روانہ ہو چکی تھی، رخسانہ اور نور بانو کی نشست نیچے کی طرف تھی، جبکہ اشفاق کی جگہ بیچ والی تھی۔ سفر کا آغاز ہو چکا تھا، ریل گاڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی، کھڑکی سے باہر خوبصورت درخت اور پودے نظر آ رہے تھے، اور موسم دل کو تازگی بخشتا ہوا تھا۔

رخسانہ کی زندگی کا یہ پہلا سفر تھا، وہ ساہنی سے کبھی دور نہیں گئی تھی، اور اب وہ جا رہی تھی ایک دور دراز شہر، اور وہ بھی اس کا پسندیدہ شہر لاہور۔ اس کے دل میں ایک عجیب سا جوش اور مسرت کی لہر دوڑ رہی تھی۔

دوپہر کے وقت سفر کا آغاز ہوا تھا، اور نور بانو خاصی تھکی ہوئی محسوس کر رہی تھیں، جس کی وجہ سے وہ تھوڑی دیر آرام کرنے لگی تھیں۔ اشفاق نے انہیں آرام سے ان کی نشست پر لٹایا اور خود ان کے پاؤں والی جگہ پر بیٹھ گیا۔ وہ بیٹھا ہوا تھا، درمیان میں ایک میز تھی، اور سامنے دوسری نشست پر رخسانہ موجود تھی۔

رخسانہ کی نگاہیں باہر کے قدرتی مناظر میں محو تھیں، جہاں سرسبز درخت اور حسین مناظر ایک خوبصورت تصویر پیش کر رہے تھے۔

"بیگم، ہمیں بھی کچھ دیر دیکھلیں، ہم آپ کے منتظر ہیں"، اشفاق نے تھوڑا آگے ہو کر سرگوشی کی......

نور بانو کی نیند پکی تھی، وہ جون لیٹتی تھیں سو جایا کرتی تھیں۔

رخسانہ نے نظریں اپنے محبوب کی جانب موڑیں۔

وہ کس قدر معصومیت سے دیکھ رہا تھا۔رخسانہ کا دل چاہا کہ بس وہ اُسے دیکھتی رہے۔دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ملیں،اشفاق نے آنکھوں سے مسکراہٹ بکھیر دی۔

اشفاق نے سفید شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی،جس میں وہ بے شک ایک بہت خوبصورت مرد لگ رہا تھا۔

رخسانہ نے مرجنڈار نگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی،جس میں وہ انتہائی حسین نظر آرہی تھی۔

وہ دونوں خاموش تھے،نظریں آپس میں باتیں کررہی تھیں۔بادل آسمان پر سرگرداں تھے،کچھ پتے ہوا کی لہروں کی وجہ سے اڑ رہے تھے۔

"چلیں،امی رخسانہ،لاہور پہنچ چکے ہیں"۔اشفاق نے توجہ دلائی۔

"جی خیال سے،اشفاق!"رخسانہ نے دیکھا کہ اشفاق تیزی سے سامان اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آپ دونوں آرام سے اتریں، میں خیال سے سامان اتار رہا ہوں،" اشفاق یہ کہہ کر سامان اتارنے لگا۔

رخسانہ نے پہلے خود اترنے کا فیصلہ کیا، پھر آہستہ آہستہ نور بانو کا ہاتھ پکڑ کر انہیں بھی نیچے اتار دیا۔

"الحمدللہ، ہم خیریت سے لاہور پہنچ گئے ہیں"۔ نور بانو کو گاؤں والا گھر چھوڑتے ہوئے دکھ محسوس ہوا، مگر اب وہ اپنے بیٹے کے بغیر مزید رہنا نہیں چاہتیں تھیں، اس لیے لاہور آنے کا فیصلہ کیا۔

"جی امی، اب میں ان شاءاللہ آپ کو اور رخسانہ کو ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کی کوشش کروں گا، اور آپ لوگ میرے لیے بس دعا کیجئے گا،" اشفاق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، پُتر اللہ تجھے کامیاب کرے، آمین، نور بانو نے آہستگی سے اشفاق کے سر پر ہاتھ رکھا۔

رخسانہ نے دونوں کو دیکھ کر دل کی گہرائیوں سے مسکرائی۔

نور بانو یہ کہ کر آگے کی طرف بڑھ گئیں۔

اشفاق نے دو قدم پیچھے ہٹ کر رخسانہ کے کان کے قریب سرگوشی کی، "بیگم، کیا آپ میرے لیے دعا کریں گی؟" اشفاق نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"سرتاج، آپ ہی تو میری دعاؤں کا حصہ ہیں، میں تو ہر لمحہ صرف آپ کے لیے دعا کرتی ہوں،" رخسانہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اپنی چھوٹی آنکھوں سے اشفاق کو دیکھا۔

"شکریہ بیگم،" اشفاق نے ہنستے ہوئے کہا۔

آہستگی سے اشفاق نے رخسانہ کا ہاتھ تھام لیا اور اُسے ساتھ لے کر چلتا رہا۔۔۔

باہر اشفاق کا ایک دوست گاڑی کے ساتھ موجود تھا، پھر وہ تینوں گاڑی میں سوار ہوئے اور ایک چھوٹے سے گھر کے قریب اتر گئے۔

گھر چھوٹا تھا مگر اچھا تھا، تین کمرے تھے، ایک چھوٹا سا صحن اور کھلا باورچی خانہ تھا۔

"امی، یہ گھر کتنا خوبصورت ہے!" رخسانہ نے اپنی نگاہیں گھماتے ہوئے پورے مکان کا جائزہ لیا۔

"ہاں، الحمدللہ! بس اللہ برکت ڈالے، آمین!" نور بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آمین!" رخسانہ کے دل سے یہ دعا نکلی۔

"چلیں، آپ لوگ بیٹھیں، میں کچھ کھانے کے لیے لاتا ہوں،" اشفاق یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

سب نے کھانا تناول کر لیا تھا، اور اشفاق اب کام کے سلسلے میں باہر چلا گیا تھا، وہ یہ بتا کر روانہ ہوا تھا کہ وہ رات تک واپس آئے گا۔

اشفاق کو بیس ہزار کا کام کرنے کے لیے الگ سے مواقع ملے تھے، کیونکہ اس نے ایک مہینے میں بہت محنت کی تھی۔

وہ ایک دکان پر رکا جہاں لڑکیوں کے کپڑے سجائے گئے تھے۔۔۔

"یہ دکھائیں؟" اشفاق نے کالے جوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

دکاندار نے اشفاق کو جوڑا دکھایا، جو کہ بے حد دلکش تھا، ایک سیاہ لمبی قمیض جو کہ گھٹنوں سے نیچے آتی تھی، اور ایک کھلا پاجامہ۔

"رخسانہ پر تو ہر چیز خوبصورت لگتی ہے"، اس نے ہلکی سی خود سے سرگوشی کی۔

اشفاق کو وہ جوڑا پہلی نظر میں پسند آگیا تھا، اس لیے اس نے رخسانہ کے لیے وہی خرید لیا۔

اپنے دوست کی بائیک پر وہ لاہور کی گلیوں سے گزر رہا تھا، چلتے چلتے اچانک اس کی نظر ایک جگہ پر پڑی جہاں کچھ خاص چیزیں نظر آرہی تھیں۔

اس نے اپنی موٹر سائیکل روکی اور وہاں موجود چیزوں کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔

Clubb of Quality Content

اشفاق کو چاندی رنگ کی چوڑیاں اور جھمکے نظر آئے...

اس کے چہرے پر ایک بہت خوبصورت مسکراہٹ ابھری۔

اس نے رخسانہ کے لیے ایک سیاہ جوڑا، چاندی رنگ کی چوڑیاں اور جھمکے خرید لیے تھے، اور اب وہ شدت سے کل کا انتظار کر رہا تھا جب وہ رخسانہ کو لاہور گھمانے لے جانے والا تھا۔

سامان خرید کر اس نے موٹر سائیکل پر لٹکا دیا اور اب وہ اپنے کام کی طرف روانہ ہوا۔ چند دنوں میں اس کی مصروفیات بڑھنے والی تھیں، کام کا بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی سوچوں میں ایک نئی دنیا آباد ہو رہی تھی، جہاں وہ اپنی محنت کے ثمرات دیکھنے کے لیے بے چین تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"گل جی، ادھر آئیں"، حاشر نے کمرے سے بیٹھ کر بلند آواز میں گلِ زہرہ کو بلایا۔

"جی حاشر، کیا ہوا ہے؟" گلِ زہرہ کے ہاتھ گیلے تھے۔

"ادھر بیٹھیں، بات کرنی ہے،" حاشر نے سنجیدگی سے کہا۔

گلِ زہرہ خاموشی سے بیٹھ گئی...

"ہم کل کراچی جا رہے ہیں، گل، اور میں چاہوں گا کہ تم سامان وغیرہ باندھ لو،" حاشر نے آہستگی سے گلِ زہرہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"اتنی جلدی؟" گلِ زہرہ حیرت زدہ ہوئیں۔ "ابھی کچھ دن پہلے ہی تو آپ نے مجھے بتایا تھا۔"

"ہاں، بس کل روانہ ہو رہے ہیں، سب کچھ بہت اچھے انداز میں ترتیب پا گیا ہے،" حاشر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور آپ کے والدین؟" گلِ زہرہ نے پوچھا۔

"وہ حیدر آباد میں رہنا چاہتے ہیں میں نے ان سے بات کر لی ہے،" حاشر نے وضاحت کی۔

"چلیں، ٹھیک ہے، آپ بے فکر رہیں، ہم مل کر سب کچھ کر لیں گے،" گلِ زہرہ نے اطمینان سے کہا، جیسے ایک نئی شروعات کی خوشبو ان کے درمیان پھیل گئی ہو۔

"ہاں، انشاءاللہ، تم ساتھ ہوتی ہو تو ہی پریشانی نہیں ہوتی، بس ایک سکون ملتا ہے،" حاشر نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

گلِ زہرہ دل سے مسکرائیں....

"رخسانہ، دیکھو میں کیا لایا تمہارے لیے"۔اشفاق کو رخسانہ نے آج سے زیادہ چہکتا ہوا کبھی نہیں دیکھا تھا۔اس کی آنکھوں میں خوشی کی چمک اور چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

کیا لائیں ہیں؟ دکھائیں؟"رخسانہ نے شاپر پکڑتے ہوئے کہا۔

"یہ لیں جی،"اشفاق نے رخسانہ کو شاپر تھما دیا۔

رخسانہ نے اسے کھول کر دیکھا تو اندر ایک خوبصورت جوڑا تھا، چُوڑیاں اور جھمکے موجود تھے۔

آپ کو یہ سب چیزیں پسند ہیں؟ رخسانہ نے اشفاق کی خوشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ چیزیں تب زیادہ پسند آئیں گی جب میری پسندیدہ عورت انہیں پہنے گی، بیگم، اس لیے کل آپ اس لباس میں تیار ہو جایئے گا، پانچ بجے میں آپ کو اندرونِ لاہور گھمانے لے جاؤں گا"۔

اشفاق نے جلدی جلدی کل کا منصوبہ بیان کیا۔

"ٹھیک ہے سرتاج جی"، پسندیدہ عورت پر وہ دل سے مسکرائی۔

آپ کی پسند تو واقعی بہت خوبصورت ہے،"رخسانہ نے سامان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"واقعی، میری پسند تو بے حد خوبصورت ہے،" اشفاق نے نظریں اٹھا کر رخسانہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

رخسانہ اشفاق کے انداز پر شرما گئی

صبح سویرے، اشفاق اور رخسانہ نے مل کر ناشتہ تیار کیا۔ نور بانو اور باقی سب نے مل کر اس کا لطف اٹھایا، پھر اشفاق نے رخسانہ سے کہا کہ تیار رہنا، اور کام کی خاطر نکل گیا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ شام تک بروقت گھر واپس آئے گا، اور پھر رخسانہ کو ساتھ لے کر اندرونِ لاہور کی سیر کو جائے گا۔

"امی، میں کچھ گھر کے حالات درست کر لیتی ہوں اور آپ کے لیے چائے بنا دیتی ہوں"۔ یہ کہہ کر رخسانہ چائے بنانے کے لیے چلی گئی۔ چائے بناتے ہوئے وہ مسلسل سوچ رہی تھی کہ وہ کس طرح تیار ہو گی۔ رخسانہ کی خوشی عروج پر تھی، کیونکہ آج وہ پہلی بار اشفاق کے ساتھ کہیں گھومنے جا رہی تھی، اور وہ بھی اس کی پسندیدہ جگہ... اندرونِ لاہور کی خوبصورتی کی وجہ.......

Clubb of Quality Content

رخسانہ نے گھر کی صفائی مکمل کر لی تھی، اور اب مکان کافی حد تک منظم ہو چکا تھا۔ وقت کی قید میں، جب گھڑی نے چار بجے کا نشان لگایا، اس کے دل میں ایک خاص خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اشفاق نے پانچ بجے آنے کا وعدہ کیا تھا۔

منہ ہاتھ دھو کر رخسانہ نے اشفاق کے لائے ہوئے سیاہ لباس کو زیب تن کیا، جو کہ بغیر کسی اضافے کے بھی بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس نے اپنے بالوں کو خوبصورت انداز میں پیچھے باندھا، جبکہ کچھ لٹیں چہرے پر نرمی سے جھول رہی تھیں۔ آنکھوں میں کاجل کی لکیریں لگائیں اور ہلکی سی سرخی لگا کر وہ بے حد حسین نظر آ رہی تھی۔

رخسانہ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھتے ہوئے مسکرائی۔ جب اس نے اپنے جُھمکے اور چوڑیاں پہنی تو ان کی چمک نے اس کی خوبصورتی کو اور بڑھا دیا۔ وہ جانتی تھی کہ آج کا دن خاص تھا اور اس لمحے کو بھرپور طریقے سے جینے کے لیے تیار تھی۔

سب کچھ ٹھیک تھا، اور اب وہ اشفاق کا انتظار کر رہی تھی۔ پانچ بجے کا وقت قریب آ رہا تھا۔

اشفاق گھر آ چُکا تھا، رخسانہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔

"امی، آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں؟" اشفاق نے نور بانو سے کہا۔

"نہیں پُتر، تم دونوں شادی کے بعد پہلی بار جا رہے ہو، خوشی سے جاؤ، خیریت سے جاؤ،" نور بانو نے مسکراتے ہوئے اجازت دی۔

"چلیں، پھر آپ پیچھے سے اپنا خیال رکھیے گا،" اشفاق نے ماں کی پیشانی چومی۔

"ہاں، جا پُتر، رخسانہ کب سے تیرا انتظار کر رہی ہے۔"

اشفاق اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔

اشفاق جب کمرے میں داخل ہوا تو رخسانہ ادھر اُدھر ٹہل رہی تھی۔

"معذرت بیگم! کیا آپ کو زیادہ دیر تک انتظار کرنا پڑا؟" اشفاق نے رخسانہ کی طرف دیکھنے کی کوشش کی، مگر وہ دوسری جانب رخ کیے ہوئے تھی۔

"میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں،" رخسانہ نے نازک لہجے میں کہا، چہرے پر ایک ہلکی سی ناپسندیدگی کا تاثر تھے۔

"اچھا نا، مجھے معاف کر دیں اور اپنا دیدار کروا دیں بیگم،" اشفاق نے گداز لہجے میں کہا۔

رخسانہ اچانک مڑی...

اور اشفاق حیران رہ گیا، رخسانہ اشفاق کے لائے ہوئے جوڑے اور چوڑیوں میں بے حد دلکش نظر آرہی تھی۔ اشفاق نے بے ساختہ ماشااللہ کہا۔

"بیگم، آپ تو واقعی بے حد حسین لگ رہی ہیں،" اشفاق نے رخسانہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے دل سے تعریف کی۔

رخسانہ کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر مسکراہٹ نے ماحول کو مزید حسین بنادیا۔

"آپ ایسے ہی جائیں گے؟" رخسانہ نے اشفاق کو دیکھا، جس کے کپڑوں پر ہلکی سی مٹی لگی ہوئی تھی۔

"ارے نہیں، بیگم، میں اور آپ آج ہم رنگ کپڑے پہنیں گے۔ میرے پاس سیاہ شلوار قمیض رکھی ہے، بس آپ تھوڑا انتظار کریں، میں کپڑے بدل لوں گا۔"

رخسانہ یکدم خوشی سے کھلکھلائی، اشفاق آج پھر سیاہ رنگ پہننے والا تھا۔

"مطلب اندرونِ لاہور دیکھنے کے بجائے آپ کو دیکھنا پڑے گا،" رخسانہ نے اشفاق کے جانے کے بعد خود سے سرگوشی کی۔

کچھ لمحے وہ بستر پر بیٹھی رہی، پھر اچانک اشفاق کپڑے بدل کر آیا۔

"یا اللہ، ایسے جائیں گے؟" رخسانہ نے یکدم کھڑے ہوتے ہوئے حیرت سے کہا۔

"ہاں، کیوں؟ کیا اچھا نہیں لگ رہا؟" اشفاق نے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ زیادہ ہی اچھے لگ رہے ہیں اشفاق صاحب،" رخسانہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"توبہ ہے بیگم، اب چلیں ورنہ واپسی تک رات ہو جائے گی،" اشفاق نے ہنستے ہوئے کہا۔

وہ دونوں نور بانو کو خدا حافظ کہہ کر باہر نکل گئے۔

"آرام سے بیٹھیں"، اشفاق نے موٹر سائیکل پر نرمی سے جگہ دی اور وہ دونوں اندرونِ لاہور کی جانب روانہ ہوئے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دہلی گیٹ کے اندر داخل ہو گئے۔

دہلی گیٹ کی خوبصورتی نے رخسانہ کو مسحور کر دیا، وہ دیکھتی رہ گئی۔

یہ منظر واقعی اُس کے دل کو سکون بخش رہا تھا۔

"اشفاق گول گپے"؟ گول گپے کی ریڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے پیارے انداز میں بولا۔

اشفاق بھلا اُسے کسی چیز سے منع کر سکتا تھا؟

"بھائی ایک پلیٹ لگا دیں"، اشفاق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور دونوں نے ایک جگہ پر بیٹھ کر مزے سے گول گپے کھائے تھے۔

پھر کچھ دیر وہ یونہی اندر گھومتے رہے، رخسانہ بڑی خوشی سے ہر چیز کا مشاہدہ کر رہی تھی۔

"اشفاق، مہندی؟" رخسانہ نے دیکھا کہ ایک عورت مہندی لگا رہی ہے، تو اچانک اس کا دل چاہا کہ وہ بھی مہندی لگوائے۔

اشفاق اس کی خواہشوں پر مسکراتا رہا۔

"ضرور، ضرور، آیئے!" اشفاق نے رخسانہ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے مہندی لگوانے کے لیے بٹھایا۔

وہ چہکتی ہوئی مہندی لگوا رہی تھی، اور اشفاق کو بے اختیار لگا کہ آج رخسانہ کے پاس صرف مہندی کی کمی تھی، جو وہ خوشی سے لگوا رہی تھی۔

کچھ لمحے وہ اُسے مہندی لگواتے ہوئے دیکھتا رہا، اور جب رخسانہ نے مہندی لگا لی تو اُس نے محبت بھرے انداز میں دونوں ہاتھوں کی مہندی اشفاق کو دکھائی۔

اشفاق مسکرا کر رہ گیا۔

اشفاق نے دور سے ایک نوجوان کو دیکھا جس کے ہاتھ میں کیمرا تھا۔ اُس نے دور سے اشارہ کرتے ہوئے اُسے قریب بلایا۔

"بچے! اگر ابھی تصویر کھنچوائیں گے تو کب تک ملے گی؟" اشفاق نے نرمی سے پوچھا۔

"بھائی، تمہیں پانچ منٹ تک دے دوں گا، کیا تمہیں کھنچوانی ہے؟" لڑکے نے جواب دیا۔

"ہاں، تم بتاؤ کہ کہاں سب سے خوبصورت تصویر آئے گی؟"اشفاق نے دلچسپی سے پوچھا۔

"دہلی گیٹ کے سامنے لے لو، بھائی،"لڑکے نے مشورہ دیا۔

"چلیں پھر"، وہ تینوں باہر کی طرف بڑھے۔

منظر کچھ یوں تھا...

پیچھے دہلی گیٹ کی شاندار عمارت تھی، جو اس تصویر کو اور بھی حسین بنا رہی تھی۔اشفاق اور رخسانہ ایک دوسرے کے قریب کھڑے تھے۔اشفاق کچھ کہہ رہا تھا اور رخسانہ اس پر دل کھول کر ہنس رہی تھی۔اشفاق نے مسکراتے ہوئے رخسانہ کی طرف دیکھا، اور وہ لمحہ ایک خوبصورت تصویر کی مانند قید کر لیا گیا۔رخسانہ کو ایسا لگا جیسے دنیا کی تمام خوبصورتی اسی ایک لمحے میں سمٹ آئی ہو۔

تھوڑی دیر وہ تصویر کا انتظار کرتے رہے اور جب تصویر آئی تو وہ بہت زیادہ خوبصورت تھی۔۔۔۔۔

تھوڑا آگے چلتے ہوئے رخسانہ ایک جگہ پر کھڑی کچھ غور کر رہی تھی اشفاق نے پیچھے سے اُسے ہلایا۔

رخسانہ پیچھے مڑی تو اشفاق کے ہاتھوں میں سرخ گلاب کے گجرے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رخسانہ نے اشفاق کو دیکھا جو اس کا ہاتھ مانگ رہا تھا، رخسانہ نے اپنا آپ اشفاق کی ہتیلی پر رکھا اور اشفاق نے محبت سے اُسے گجرے پہنا دیے۔

رخسانہ اب کھلکھلاتے ہوئے اشفاق کو اپنے ہاتھ دکھا رہی تھی۔

منظر مکمل تھا، چوڑیوں کی کھنک، ہاتھوں میں خوبصورت گجرے، کھلکھلاتی ہوئی رخسانہ، اور اُس کی ذات میں محو اشفاق...

اشفاق اب رخسانہ کو اندرونِ لاہور کے بارے میں بتا رہا تھا اور وہ دلچسپی سے اس کی ہر بات کو سن رہی تھی۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے گئے،

رخسانہ کی نظر اس کی پسندیدہ چیز پر پڑی، جو کہ تھی آئس کریم۔

"اشفاق، آئس کریم"؟ رخسانہ نے معصومانہ لہجے میں پوچھا۔

"جو حکم، بیگم!" اشفاق نے مسکراتے ہوئے اُسے آئس کریم پیش کی۔

یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا؛ رخسانہ اُس سے کچھ کہتی اور اشفاق اُس کی ہر خواہش کو پورا کرتا۔

آج کا دن اُن دونوں کے لیے ایک ناقابل فراموش لمحہ تھا، ایک ایسا دن جو سکون اور خوشیوں سے بھرپور تھا۔ کچھ دیر بعد، وہ دونوں خوشی خوشی گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

مختصر یہ کہ تم پیارے ہو

خلاصہ یہ کہ جان سے بھی زیادہ

(آٹھ سال بعد)

یارا تو مجھ میں یوں بسا

مجھ میں راہِ نہ میری جگہ

پھیلا ہے تو میری روح تک

تجھ میں ہی میں جینے لگا

تو اب میں ہے، تو ہی بعد میں

تو ہی رُو بارو، تو ہی یاد میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جتنا تھا میں تیرا ہو گیا

اپنا بھی میں نہ رہا

حال (۱۹۹۸)

زندگی کا سفر جاری رہتا ہے، چاہے وہ کٹھن ہو یا آسان، وقت کبھی بھی کسی کے لیے نہیں رکتا۔ مشکل وقت ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتا، مگر خوشی کے لمحات بھی ہمیشہ برقرار نہیں رہتے۔

مشکلات ہمیں زندگی کے اہم سبق سکھاتی ہیں، جو کبھی کبھار ہمیں صرف ٹھوکر لگنے پر ہی سمجھ آتے ہیں۔ وہ ٹھوکریں ہمیں اللہ کے قریب کر دیتی ہیں۔ اگر کوئی غم یا ٹھوکر ہمیں اللہ سے جوڑ دے، تو پھر وہ غم کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ تو انسان کی خوش قسمتی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کے قریب ہو جاتا ہے.........

"زمل بچے! دیکھو، ماما ناشتہ لے آئی ہیں، اٹھو"! رخسانہ اپنی چھ سالہ بیٹی کو سکول جانے کے لیے جگا رہی تھی۔

"ماما، میں اٹھ رہی ہوں"، زمل ماں کی آغوش میں آرام سے لیٹ گئی۔

"چلو، شاباش زمل، سات بج رہے ہیں اور تمہارا اسکول آٹھ بجے ہے، بابا تمہارا انتظار کر رہے ہیں"، رخسانہ نے محبت سے اپنی بیٹی کو اٹھایا۔

"بابا سے ناشتہ کروں گی"، زمل نے ضد کی، وہ ہمیشہ سے اپنے بابا کے ہاتھوں سے کھانا پسند کرتی تھی۔

"بابا کی جان، ادھر آئیں، آج بابا آپ کو ناشتہ کروادیں گے"، زمل بابا کی آواز سنتے ہی تیزی سے ان کے پاس دوڑی۔

اب زمل اپنے بابا سے کچھ کہہ رہی تھی اور اشفاق اپنی بیٹی کی باتوں پر دل کھول کر مسکرا رہا تھا۔

رخسانہ دونوں کو دیکھ کر مسکرائی۔

رخسانہ کو بچے کی آواز سنائی دی، تو وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف گئی، جہاں اس کا تین سالہ ریان رو رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے ریان"؟ رخسانہ نے اُسے اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ماما، آپ کہاں تھیں"؟ ریان نے معصومیت سے سوال کیا۔

ریان تین سال کا تھا اور وہ کافی حد تک بول لیتا تھا۔

"ماما کی جان، میں تو ادھر ہی ہوں"، رخسانہ نے ریان کو دوبارہ سلانے کی کوشش کی، اور اس میں وہ کامیاب بھی ہو گئی۔

رخسانہ ریان کو سلا کر واپس اوپر گئی۔

زمل ناشتہ کر چکی تھی، رخسانہ نے اُسے جلدی سے تیار کیا اور اب وہ اپنے بابا کا ہاتھ تھامے سکول کی طرف روانہ ہو رہی تھی۔

"اللہ حافظ"، اشفاق نے رخسانہ کی طرف مسکراتے ہوئے کہا۔

"خیر سے جائیں"، رخسانہ نے بھی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

ریان خوابوں کی سرزمین میں غرق تھا، جبکہ اشفاق زمل کو سکول چھوڑنے کے لیے نکل گیا تھا۔ رخسانہ نور بانو کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"امی، آپ کی طبیعت کیسی ہے"؟ رخسانہ نور بانو کے قریب آئی۔

"ہاں بچے، میں بالکل ٹھیک ہوں، اشفاق اور میری پوتی چلے گئے؟"

"جی، آپ کی پوتی اور آپ کا بیٹا جا چکے ہیں، ریان سو رہا ہے"۔

"جب سے تم دونوں کے بچے ہوئے ہیں، مجھ بوڑھی کو واقعی سکون مل گیا ہے"، نور بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"امی، اپنا خیال رکھا کریں"، رخسانہ نے نور بانو کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"گل، کتنی بار کہا ہے تم سے کہ اپنا خیال رکھا کرو، یار! اب دیکھو، طبیعت بھی خراب ہو گئی ہے"، حاشر نے نرمی سے کہنا چاہا۔

"حاشر، آپ میری صحت کی فکر چھوڑیں، آپ ایمل کی طرف تو دیکھیں، آج اس نے مجھے کہا ہے کہ وہ سکول نہیں جانا چاہتی، اس سے پوچھیں کہ کیا ہوا ہے"، گلِ زہرا اپنی بیٹی کی فکر میں بے چین ہو گئی، ایمل کو اسکول جانا پسند تھا۔

"کیوں، خیریت ہے"؟

"اس نے مجھے کہا ہے کہ میں پاپا کو بتاؤں گی"، گلِ زہرا نے اداسی سے کہا۔

"اچھا، میں جاتا ہوں، تم فکر نہ کرو"، حاشر یہ کہہ کر اپنی بیٹی کے پاس چلا گیا۔

حاشر اور گلِ زہرا ۱۹۹۱ میں کراچی منتقل ہو چکے تھے۔ حاشر کا کاروبار ابتدائی طور پر بہت اچھا چل رہا تھا، جس کی بدولت وہ جلد ہی کراچی میں رچ بس گئے تھے۔ ایمل کراچی آنے کے ایک سال بعد پیدا ہوئی تھی۔ حاشر اور گلِ زہرا کی شادی کے پندرہ سال بعد ایمل اس دنیا

میں آئی تھی۔ وہ دونوں اپنے رب کا شکر ادا کرتے رہتے تھے، کیونکہ پندرہ سال کی دعاؤں کے بعد انہیں جو رحمت ملی تھی، وہ بے حد خوبصورت تھی۔

ایمل کی آمد نے حاشر اور گلِ زہرا کی زندگیوں میں سکون اور خوشی کی ایک نئی لہر دوڑا دی تھی۔ وہ دونوں اپنی بیٹی کی ہر خواہش کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ گلِ زہرا اور حاشر اکثر لاہور کا سفر کرتے رہتے تھے، جہاں وہ رخسانہ، اشفاق اور ان کے بچوں سے ملتے تھے۔ حال ہی میں، صرف ایک مہینہ پہلے، وہ دونوں وہاں گئے تھے اور ان ملاقاتوں نے ان کے دلوں کو بے حد خوشیوں سے بھر دیا تھا۔ حاشر اور گلِ زہرا اپنی زندگیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ اور اپنی بیٹی کے ساتھ مکمل اطمینان محسوس کرتے تھے......

اشفاق ہمیشہ زمل کو چھوڑ کر پہلے گھر آتا تھا، سب مل کر ایک ساتھ ناشتہ کرتے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد، اشفاق اپنی روزمرہ کی مصروفیات کے لیے نکل جاتا تھا۔

"آپ دونوں اچھی طرح سے کھائیں،" اشفاق نے نور بانو اور رخسانہ کو سیب کاٹ کر دیتے ہوئے کہا۔

"جی جی، آپ بھی کھائیں!" رخسانہ نے محبت سے سیب کا ایک ٹکڑا اشفاق کے منہ میں ڈال دیا۔ اشفاق نے مسکراہٹ کے ساتھ اسے کھایا۔

نور بانو نے اپنے دونوں بچوں پر ایک نظر ڈالی۔

زندگی کتنی تیزی سے تبدیل ہوئی، کتنی مشکلات کا سامنا ہوا، مگر نور بانو نے دل سے یہ تسلیم کیا کہ زندگی آسان نہیں ہوتی۔ لیکن یہی تو اصل بات ہے، کہ ایک انسان کس طرح اپنی مشکلات میں آسانیاں تلاش کرتا ہے، خود کو اللہ کی ذات کے حوالے کر دیتا ہے۔ زندگی در حقیقت ایک امتحان ہے، جسے جتنی بہتر نیت اور ایمانداری سے گزارا جائے، ہر موڑ پر اتنا ہی سکون ملے گا۔

یہی سکون انسان کے دل کی گہرائیوں میں چھپا ہوتا ہے، اور جب ہم اپنی مشکلات کو اللہ کی رضا کے ساتھ قبول کرتے ہیں، تو وہی سکون زندگی کے ہر موڑ پر ساتھ دیتا ہے۔ مشکلات کے باوجود، امید کی کرن ہمیشہ موجود رہتی ہے، جو ہمیں آگے بڑھنے کی طاقت عطا کرتی ہے۔ یہ سفر، چاہے کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو، ہمیں سکھاتا ہے کہ صبر اور استقامت کے ساتھ ہم اپنی تقدیر کو خود سنوار سکتے ہیں۔

رخسانہ نے اپنے قریب بیٹھے اشفاق اور اپنی امی کو دیکھا۔ کس قدر آزمائشوں کے بعد اسے یہ زندگی نصیب ہوئی تھی، جس میں اس کا ساتھی اس کی عزت کرتا تھا، اس کے لیے ہر جگہ آواز بلند کرتا تھا۔ نور بانو، جنہوں نے باقاعدہ رخسانہ کی تربیت کی تھی، اس کی زندگی میں ایک نئی روشنی کی مانند آئیں۔ ساس جیسے رشتوں سے رخسانہ کا اعتبار بہت پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا، مگر نور بانو نے اسے یہ احساس دلایا کہ اس دنیا میں اچھے لوگ بھی موجود ہیں، جو محبت اور احترام کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ نور بانو کی مہربانی نے رخسانہ کو یہ سکھایا کہ زندگی کی راہوں میں کبھی کبھی ہمیں ایسے لوگ ملتے ہیں جو ہمیں حقیقت میں سمجھتے ہیں اور ہمارے دل کی دھڑکنوں کو سننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اشفاق، جس نے رخسانہ کو یہ بتایا کہ مرد ہمیشہ ایک جیسے نہیں ہوتے، اپنی بیوی کی عزت اس کے لیے سب سے بڑھ کر تھی۔ رخسانہ نے ان دونوں کی محبت کو دیکھ کر کتنی بار شکر ادا کیا تھا، رخسانہ کے بچے، زمل اور ریان، اس کی دنیا کا سب سے قیمتی خزانہ تھے۔ وہ ان سے بے انتہا محبت کرتی تھی۔

اشفاق نے اپنی ماں اور رخسانہ کو دیکھا، جو اس کی زندگی کے دو قیمتی خزانے تھے۔ نور بانو نے اسے زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی فراہم کی تھی، جب بھی اسے کسی کی ضرورت محسوس ہوئی،

وہ ہمیشہ اُسے اپنی آغوش میں لے لیتیں اور وہ پُر سکون ہو جاتا تھا۔اشفاق ایک بہترین انسان بنا تو اس کی ماں کی محبت اور تربیت کا بڑا ہاتھ تھا۔

رخسانہ اس کی زندگی کا قیمتی اثاثہ تھی،اس کی پہلی اور آخری محبت۔اس نے اشفاق کو زندگی سے محبت کرنا سکھائی،اس نے اشفاق کو یہ بتایا کہ ایک انسان بھی سکون ہو سکتا تھا اور اس کی کامیابیوں کے پیچھے ہمیشہ اس کی بیوی اور ماں کی دعائیں موجود تھیں۔ان کی محبت اور حمایت کے لیے اشفاق اپنے رب کا شکر ادا کرتا تھا،کیونکہ یہ دونوں ہی اس کی زندگی کا حقیقی نور تھیں۔

وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے تھے......

کچھ لمحے ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کے بعد،اشفاق نے ریان کو اپنی گود میں اٹھا لیا،جواب جاگ چکا تھا۔

"میرا پیارا بچہ!"اشفاق نے نرمی سے ریان کے دونوں گالوں کو باری باری چوما۔

"بابا!"ریان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ریان بالکل اپنی ماں کی مانند تھا،جبکہ زمل اشفاق میں ملتی تھی۔

"بابا،آپ باہر جائیں گے؟"معصومیت بھرے لہجے میں ریان نے اشفاق سے پوچھا۔

"جی میرے پیارے بچے، کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟" اشفاق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے بھی جانا ہے!" ریان نے ضد کی۔

"ٹھیک ہے، میری جان، تم میرے ساتھ چلو!" اشفاق نے ریان کی پیشانی پر پیار سے بوسہ دیتے ہوئے کہا اور اُسے اپنے سینے سے لگائے رکھا۔

رخسانہ اشفاق کی قمیض استری کر رہی تھی اور اشفاق رخسانہ کو دیکھ کر سوچ رہا تھا جب وہ سب لاہور منتقل ہوئے تو ان کی زندگی میں مشکلات اگائیں تھیں۔ اشفاق نوکری کرتا تھا مگر اپنا کام شروع نہیں کر سکے تھا، کام اور انہیں کئی مہینے انتظار کرنا پڑا تھا۔ اس کٹھن دور میں، رخسانہ ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑی رہی، اس کی محبت نے اشفاق کو ہمت دی۔

محنت اور عزم کے بعد، بالآخر انہوں نے لاہور میں اپنا گھر حاصل کیا۔ تین سال کی محنت کے بعد، اشفاق ایک کامیاب انسان بن چکا تھا، حال ہی میں اس نے چند اہم منصوبے مکمل کیے، جن کی بدولت وہ ایک بہترین کاروباری شخصیت بن گیا تھا۔ اور یہ سب کچھ اس کی والدہ نور

بانواور رخسانہ کی بے لوث کوششوں کا نتیجہ تھا۔ان دونوں نے ہر ممکن طریقے سے اشفاق کو حوصلہ دیا،ان کی قربانیوں نے اشفاق کی زندگی میں روشنی بھر دی۔یہ ایک خوبصورت سفر تھاجہاں محبت، محنت اور عزم نے کامیابی کی منزل تک پہنچایا۔

کافی کچھ تبدیل ہو چکا تھا، لیکن اگر کچھ نہیں بدلا تو وہ اشفاق کا لہجہ تھاجو رخسانہ کے لیے ہمیشہ محبت بھرا رہتا،رخسانہ کا کھلکھلا کر ہنسنااور اشفاق کا اس کی مسکراہٹ کو دیکھ کر دل کے مقام پر ہاتھ رکھ لینا، جیسے محبت کا ایک خاموش اقرار،اشفاق کا تیار ہو کر باہر نکلنااور رخسانہ کا اس کی نظر اتارنا..

رخسانہ نے لاہور آکر اپنی پڑھائی مکمل کر لی تھی...

وہ دونوں پہلے کی نسبت ایک دوسرے کو بہترین انداز میں جان چکے تھے،آٹھ سال کی ازدواجی زندگی گزر چکی تھی۔وہ ایک دوسرے کی ہر چھوٹی بڑی بات سے بخوبی واقف تھے۔

آٹھ سال گزرنے کے باوجود،اشفاق اپنی ہر چھوٹی سی بات رخسانہ سے ضرور کہتا تھااور رخسانہ اس کی ہر دکھ درد کو اس قدر محبت سے سنبھال لیتی جیسے کوئی غم وجود ہی نہ رکھتا ہو۔یہ تو طے تھا کہ وہ دونوں شروع دن سے ایک دوسرے کے لیے ہی بنے تھے۔

"اس کو بند کریں اور میری بات سنیں، آپ بیگم "۔اشفاق نے استری بند کر کے رخسانہ کا آہستگی سے ہاتھ تھامتے ہوئے اپنے پاس بٹھایا۔

"اشفاق، میں کپڑے تو استری کر لوں۔"رخسانہ نے اشفاق کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنے کام مت کیا کریں بیگم، کیا آپ تھکتی نہیں ہیں؟"اشفاق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کے کام کرتے ہوئے میں کیوں تھکنے لگی؟ بلکہ مجھے تو یہ سب کرنے میں خوشی ملتی ہے۔"رخسانہ نے سادگی سے کہا۔

ایک ہی دل ہے، کتنی بار دھڑکیں گی؟ ہمیشہ کہنے والا یہ جملہ مسکراتے ہوئے دہرایا گیا۔

"یہ دل آج بھی میری خاطر ہی دھڑکنا چاہیے، سرتاج،"خبردار کیا تھا۔

"جو حکم بیگم،"دل سے کہا۔

"رخسانہ؟"اشفاق نے نرمی سے پکارا۔

"جی اشفاق؟"اسی لطافت سے جواب دیا گیا۔

.You are the reason I believe in love, My women

Clubb of Quality Content

رخسانہ اشفاق کی بات سن کر دل کھول کر ہنسی،اور وہ اس کی خوشگوار ہنسی میں کہیں کھو سا گیا تھا...

اِنَّ اللّٰہ مَعَ الصّابِرِین

(2:153)"Indeed Allah is with the patient"

ختم شد

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842